کتاب کا نام : دعوت وتبلیغ کا کام کیسے کریں؟
تالیف : قمرالدین خان
پہلی اشاعت : 2016
تعداد : 2000
کمپوزنگ : سلمان شیخ
قیمت : -/40 روپئے
ISBN No : 978- 93- 80778- 33 -4
پبلیشر : تنویر پبلیکیشن

کتاب ملنے کا پتہ

Tanveer Publication
Hydro Electric Machinery Premises
A/13,Ram Rahim Udyog Nagar,
L.B.S Marg, Sonapur, Bhandup (W), Mumbai- 400078
Mob: 9320064026/ 022-25965930
khanqs1961@gmail.com

روشنی پبلیشر،سی۔۱۲۹۸، سپنا کولونی، راجاجی پورم، لکھنو
فون نمبر:09453834478 (مولانا اخلاق ندوی)

فردوس کتاب گھر،۱۷۹، وزیر بلڈنگ، شالیمار ہوٹل کے
پاس، محمد علی روڈ، بھنڈی بازار، ممبئی نمبر۔۴۰۰۰۰۳
فون نمبر: 9892184258 (مولانا انیس قاسمی)

پیشِ لفظ

اس کتاب کو لکھنے کا مقصد نئے داعی حضرات کو کم از کم وقت میں دعوت وتبلیغ کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلومات فراہم کرنا ہے۔اس کتاب کو لکھنے کے لئے مندرجہ ذیل کتابوں سے مواد حاصل کیا گیا ہے۔

(۱) دعوتِ دین اوراس کا طریقہ کار۔
مولانا امین احسن اصلاحی

(۲) دعوتِ دین کچھ غلط فہمیاں کچھ حقائق۔
مولانا محمد کلیم صدیقی

(۳) دعوتی دروس۔
شیخ محمد ریاض موسیٰ ملباری

(۴) ہر مرض کی دوا دعوتِ الی اللہ۔
سید محمد ذالفقار علی الحسنی اشرفی حقی (چترویدی)

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے،''اور تم میں ایک جماعت کا ہونا ضروری ہے جو خیر کی طرف بلایا کرے اور نیک کاموں کے کرنے کو کہا کرے اور برے کاموں سے روکا کرے اور ایسے لوگ پورے کامیاب ہونگے۔
(سورۃ آل عمران آیت نمبر۱۰۴)

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دعوت وتبلیغ کے اس مقدس کام کو صحیح طریقے سے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔
آمین یارب العٰلمین

والسلام
قمرالدین خان
9320064026

فہرست

بسمہ اللہ الرحمٰن الرحیم

ا۔تبلیغ، دعوت، اصلاح اور شہادت کا مفہوم کیا ہے۔

(ا) تبلیغ: تبلیغ کے معنی ہیں پہنچانا۔ چاہے اپنوں کو پہنچائیں یا غیر مسلموں کو پہنچائیں۔ قرآن کریم میں تبلیغ کا ذکر سورۃ المائدہ کی آیت نمبر ۶۷ میں اس طرح ہے۔

''اے پیغمبر جو ارشادات خدا کی طرف سے تم پر نازل ہوئے ہیں وہ سب لوگوں کو پہنچا دو۔ اور اگر ایسا نہ کیا تو تم خدا کا پیغام پہنچانے میں قاصر رہے۔ (یعنی پیغمبری کا فرض ادا نہ کیا) اور خدا تم کو لوگوں سے بچائے رکھے گا۔ بے شک خدا منکروں کو ہدایت نہیں کرتا۔

''خدا تم کو لوگوں سے بچائے رکھے گا۔'' ان الفاظ سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اس آیت میں تبلیغ کا حکم آپؐ کو خاص کر کے غیر ایمان والوں لئے تھا۔

- نبی کریمﷺ نے صفا پہاڑ پر کھڑے ہو کر اسلام کا پیغام جو عام لوگوں کو پہنچایا تھا یہ تبلیغ کا طریقہ تھا۔ داعی حضرات اسلام کے بارے میں کتابیں اور پمفلٹ (Pamphlet) لکھ کر جو لوگوں میں بانٹتے ہیں یہ تبلیغ کا ایک طریقہ ہے۔ لوگ ٹی وی، ریڈیو، آڈیو اور واٹس ایپ وغیرہ پر جو اسلام کی خوبیاں بیان کرتے ہیں یہ بھی تبلیغ کا ایک طریقہ ہے۔

(۲) دعوت: دعوت کے معنی بلانا ہے۔ چاہے اپنوں کو بلائیں یا غیروں کو بلائیں۔

قرآن کریم میں دعوت کا ذکر سورۃ النحل کی آیت نمبر ۱۲۵ میں اس طرح ہے۔

''اپنے رب کی راہ کی طرف لوگوں کو حکمت اور بہترین نصیحت کے ساتھ بلائیں اور ان سے بہترین طریقے سے گفتگو کیجئے۔''

- نبوت کے شروع کے تین سال آپؐ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے صرف دعوت کا حکم تھا۔ اس عرصے میں آپؐ اپنے رشتے داروں اور دوست احباب سے ملتے اور ان کو اسلام کی دعوت دیتے۔

تبلیغ اور دعوت میں فرق یہ ہے کہ تبلیغ میں آپ اسلام کا پیغام لوگوں تک پہنچا دیتے ہیں اور دعوت میں آپ ذاتی طور سے کسی فرد کو اسلام کی خوبی بیان کرتے ہیں اور اسلام کی طرف بلاتے ہیں۔

(۳) اصلاح: اصلاح کے معنی ہیں درست کرنا۔ اسلامی معاشرے میں اگر بگاڑ آ جائے تو لوگوں کو صحیح راستے پر لانے کے عمل کو اصلاح کرنا کہتے ہیں۔

- قرآن کریم میں اصلاح کا ذکر حضرت موسیٰؑ کے

واقعہ میں اس طرح ملتا ہے۔

"اور موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنے بھائی ہارون (علیہ السلام) سے کہا کہ میرے کوہ طور پر جانے کے بعد تم میری قوم میں میرے جانشین ہو۔ تم ان کی اصلاح کرتے رہنا اور شریروں کے راستے نہ چلنا" (سورۃ الاعراف آیت نمبر ۱۴۲)

یہاں پر مسلمانوں کے سدھار کے لئے جو لفظ استعمال ہوا ہے وہ اصلاح ہے۔ پیغمبر تو دنیا میں خدا کا پیغام کافروں اور مشرکوں تک پہنچانے کے لئے آتے تھے۔ مگر بنی اسرائیل کے بہت سے پیغمبر صرف ان میں اصلاح کے کے لئے بھی آئے تھے۔

- علماء کرام اور قوم کا درد رکھنے والے نیک وصالح حضرات جو مسلمانوں کی زندگی میں دین لانے کی محنت کرتے ہیں یہ کام اصلاح ہے۔ (یہ کام دعوت و تبلیغ نہیں ہے۔ اس سے دعوت کا فرض ادا نہیں ہو پاتا ہے)

(۴) شھادت: شہادت کے معنی ہیں گواہی دینا۔ یہ بہت اہم موضوع ہے اس لئے اسے ہم احادیث شریف اور قرآن کریم کی آیات سے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

- نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ایک لاکھ چوالیس ہزار صحابہ کرام کے سامنے فرمایا تھا۔

"شاید میں اس سال کے بعد دوبارہ تم سے ملاقات نہ کر سکوں گا۔ کیا میں نے تم لوگوں تک اللہ کا پیغام پہچادیا ؟

سب نے کہا! "بے شک آپ نے پہنچادیا"۔

آپؐ نے پھر فرمایا۔

"قیامت کے دن تم سے میرے بارے میں پوچھا جائے گا تو تم کیا جواب دو گے"۔

تو صحابہؓ کرام نے عرض کیا۔

"ہم گواہی دیں گے بے شک آپؐ نے پیغام پہنچادیا اور دعوت کا حق ادا کر دیا اور ہمارے ساتھ خیر خواہی کی"۔

پھر نبی کریم ﷺ نے آسمان کی طرف انگلی اُٹھائی اور اللہ تعالیٰ کو گواہ بناتے ہوئے فرمایا۔

"اے اللہ تو گواہ رہ، اے اللہ تو گواہ رہ" پھر آپؐ نے فرمایا کہ "جو لوگ یہاں حاضر ہیں وہ میری بات ان لوگوں تک پہنچادیں جو یہاں نہیں ہیں"۔

یہاں حاضر مسلمانوں کو کہا گیا ہے اور غائب سے مراد غیر مسلم یا وہ لوگ ہیں جو ابھی پیدا نہیں ہوئے تھے۔

"جو لوگ یہاں حاضر ہیں وہ میری بات ان لوگوں تک پہنچادیں جو یہاں نہیں ہیں"۔ یہ نبی کریم ﷺ کی وصیت ہے۔ اپنے تمام امتیوں کے لئے۔

- اللہ تعالیٰ کے پیغام کو اس کے بندوں تک پہنچانے کی کیا خاص اہمیت تھی کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے بارے

میں لوگوں سے گواہی لی اور خدا کو اس بات کا گواہ بنایا؟

اس عمل کی اہمیت کو قرآن کی مندرجہ ذیل آیت سے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

- سورۃ الزمر آیت نمبر ۶۹، اس طرح ہے۔

''اور قیامت کے دن زمین اپنے پروردگار کے نور سے جگمگا اٹھے گی۔ نامہ اعمال حاضر کئے جائیں گے۔ رسولوں اور گواہوں کو لایا جائے گا اور ان کے درمیان حق (انصاف) کے ساتھ فیصلے کر دیئے جائیں گے۔ اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ قیامت کے دن تمام لوگوں کو جمع کیا جائے گا۔ اور ان کے نامہ اعمال لائے جائیں گے۔ اور ان کا فیصلہ نبیوں اور گواہوں کے سامنے کیا جائے گا۔ نبیوں سے پوچھا جائے گا کہ کیا تم نے میرا پیغام اپنی امتوں کو پہنچا دیا تھا؟ اور ان کے امتیوں سے بھی پوچھا جائے گا کہ کیا میرے نبیوں اور رسولوں نے تم تک میرا پیغام پہنچایا تھا۔ اگر ان میں سے کوئی قوم انکار کرے گی تو بطور گواہ امتِ محمدیہ کو لایا جائے گا۔ اور یہ امت گواہی دے گی کہ اے اللہ! تیرے پیغمبروں نے تیرا پیغام اپنی قوموں تک پہنچا دیا تھا۔ اور پھر نبی کریم ﷺ کو اس بات پر گواہ بنا کر لایا جائے گا۔ یعنی نبی کریم ﷺ بھی کہیں گے کہ ''ہاں میری اُمت صحیح کہتی ہے۔''

- مثال کے طور پر اگر عیسائی کہیں گے کہ حضرت عیسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام ہم تک نہیں پہنچایا تھا تو ہم (مسلمان) کہیں گے کہ بے شک حضرت عیسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام عیسائی قوم تک پہنچا دیا تھا۔ اور ہم مسلمان اس بات کو یقین کے ساتھ اس لئے کہیں گے کہ یہ بات نبی کریم ﷺ کو وحی کے ذریعے خود اللہ تعالیٰ نے بتایا تھا، جو آپؐ نے ہمیں بتایا اور یہ بات قرآن کریم میں بھی لکھی ہوئی ہے۔ یعنی ہم قرآن کریم اور احادیث کو پڑھ کر اس سے علم حاصل کر کے گواہی دیں گے۔
- اس طرح ہندو بھائی اگر کہیں گے کہ ہم تک خدا کا پیغام نہیں پہنچا تو ہم گواہی دیں گے کہ حضرت نوحؑ نے ان تک خدا کا پیغام پہنچا دیا تھا اور اپنے زمانے میں (آج کے دور) میں ہم نے خود اور ہماری جماعت نے بھی ان تک خدا کا پیغام پہنچا دیا تھا۔
- سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۱۴۳ کا مفہوم ہے کہ

''اور اسی طرح ہم نے تم مسلمانوں کو امت وسط بنایا ہے تا کہ تم دنیا کے لوگوں پر گواہ رہو۔''

یعنی جیسے رسول، اللہ تعالیٰ اور بندوں کے بیچ اللہ تعالیٰ کے دین کو پہنچانے کا ایک رابطہ ہوتا ہے، اسی طرح یہ امت، رسول اور بعد میں آنے والی قوموں کے بیچ اللہ تعالیٰ کے دین کو پہنچانے کا ایک واسطہ ہے۔

• ہم مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو عام لوگوں تک پہنچانے کے لئے ہی چنا ہے۔اس بات کا ثبوت مندرجہ ذیل آیت ہے۔

• ''مومنو! جتنی امتیں یعنی قومیں لوگوں میں پیدا ہوئیں تم ان سب سے بہتر ہو کہ نیک کام کرنے کو کہتے ہو اور برے کاموں سے منع کرتے ہو اور خدا پر ایمان رکھتے ہو۔(سورۃ آلا عمران آیت نمبر ۱۱۰)''

• تو قیامت کے دن ہم سب کو گواہی دینا ہے کہ تمام رسولوں اور نبیوں نے اللہ کے دین کی تعلیم کو اپنی قوموں کو پہنچا دیا تھا۔اور اس بات کی گواہی بھی دینا ہے کہ ہم نے اپنے وقت اور زمانے میں بھی نبی کریم ﷺ کی تعلیمات کو لوگوں تک پہنچا دیا تھا۔

اگر ہم نے اس دنیا میں قرآن و احادیث کی تعلیمات کو حاصل کیا ہوگا اور تبلیغ دعوت اور اصلاح کا کام بھی کیا ہوگا تو ہی قیامت کے دن ہم گواہی دے کر اللہ تعالیٰ کے اکرام و انعام کے مستحق ہوں گے۔اور اگر ہم نے یہ کام نہ کیا تو کافر و مشرک اپنی گمراہی کی وجہ ہمارا دعوت و تبلیغ کے کام کو نہ کرنا بتائیں گے۔اور اپنے ساتھ ہمارے لئے بھی جہنم کی سزا کا خدا سے اصرار کریں گے۔اس طرح ایک نیک مسلمان ہونے کے باوجود دعوت و تبلیغ کا کام نہ کرنے کی وجہ سے ہمیں جہنم کی سزا ہو سکتی ہے۔

• ایک بار نبی کریم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے قرآن سنانے کی فرمائش کی تو حضرت عبداللہ بن مسعود نے سورۃ النساء کی تلاوت شروع کی۔جب آپؐ آیت نمبر ۴۱ پر پہنچے جس کا مفہوم ہے کہ

''پس کیا حال ہوگا جب ہر امت میں سے ایک ایک گواہ ہم لائیں گے اور آپ کو ان پر گواہ بنائیں گے''۔تو نبی کریم ﷺ نے کہا بس کرو۔جب حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے نبی کریم ﷺ کے چہرے انور کی طرف نظر کیا تو نبی کریم ﷺ کی آنکھوں سے آنسوں جاری تھے۔

• اس آیت میں ایسی کیا خاص بات ہے کہ نبی کریم ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے؟

کتابوں میں لکھا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے گواہی دینے کا مرحلہ امت کے لئے انتہائی سخت ہو سکتا ہے۔اس لئے امت کی فکر میں آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

ہمیں اور آپ کو بھی اس بات کا احساس ہونا چاہئے کہ قیامت کے دن اپنے اعمال کے حساب کتاب کے ساتھ اس گواہی یا شہادت کے عمل سے بھی ہمیں گزرنا ہے۔جو بہت مشکل ہوگا اس لئے ہم دعوت و تبلیغ اور اصلاح کو سمجھیں سیکھیں اور اپنی استطاعت کے مطابق اس کو کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ ہماری موت سے پہلے ہمیں دین کی صحیح سمجھ عطا فرمائے اور دعوت و تبلیغ اور اصلاح کے کام کو صحیح طریقے سے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین یا رب العلمین (بہ شکریہ دعوتی دروس)

☆☆☆☆☆

۲۔ہم دعوت وتبلیغ کا کام کیوں کریں؟

• اگر کسی ہندو بھائی سے پوچھا جائے کہ حضرت محمدؐ کون ہیں تو وہ کہے گا کہ مسلمانوں کے پیغمبر ہیں۔

کیا یہ بات صحیح ہے؟

نہیں۔

• بنی اسرائیل میں جب اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ کسی پیغمبر کو مبعوث کرتا تو اس وقت بنی اسرائیل جو کہ مسلمان تھے اس وقت سارے کے سارے موجود ہوتے۔اس لئے وہ پیغمبر بنی اسرائیل کے پیغمبر کہلاتے۔مثال کے طور پر حضرت زکریا(علیہ اسلام)اور حضرت یحیٰ (علیہ سلام) یہ خاص طور پر بنی اسرائیل کی اصلاح کے لئے بھیجے گئے تھے۔اس لئے آپ حضرت بنی اسرائیل کے پیغمبر کہلاتے ہیں۔

مگر ۶۱۰ عیسوی میں جب حضرت محمدﷺ کے اوپر پہلی وحی اتری اس وقت ایک بھی مسلمان موجود نہ تھا تو آپؐ صرف مسلمانوں کے لئے ہی پیغمبر کیسے ہوئے؟

• آپؐ صرف مسلمانوں کے پیغمبر نہیں ہیں بلکہ آپؐ ۶۱۰ عیسوی سے قیامت تک آنے والے سارے انسانوں کے پیغمبر ہیں۔ان انسانوں میں جس نے آپؐ کو رسول مانا اور آپؐ کی تعلیمات پر عمل کیا وہ مسلمان کہلائے۔جنھیں امتِ اجابت کہتے ہیں۔مگر جنھوں نے آپؐ کے رسول ہونے کا انکار کیا یا جن تک اسلام کی دعوت نہیں پہنچی وہ بھی آپؐ کے اُمتی ہی ہیں جنھیں امتِ دعوت کہتے ہیں۔یعنی آپ تمام انسانوں کے پیغمبر ہیں۔یہی بات قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیت میں کہی گئی ہے۔

اے نبی آپ کہہ دیجئے ''اے لوگوں میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔'' (سورۃ الاعراف آیت نمبر ۱۵۸)

اس آیت میں ''الناس'' کا لفظ استعمال ہوا ہے یعنی ساری انسانیت۔اس میں مومنوں یا مسلمان کا لفظ استعمال نہیں ہوا ہے۔یعنی نبی کریمﷺ کی بعثت تمام انسانوں کی طرف ہوئی ہے۔اور دنیا کے سارے انسان آپؐ کے امتی ہیں۔

• ایک بار مدینہ میں ایک جنازہ آپؐ کے سامنے سے گزرا اور آپؐ کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔صحابہ کرام نے کہا،''یا رسول اللہ! یہ ایک یہودی کا جنازہ ہے۔''تو آپؐ نے فرمایا۔''میں ابھی زندہ ہوں اور میرا ایک امتی بغیر ہدایت پائے اس دنیا سے گزر گیا۔''

نبی کریمﷺ کو اپنے ہر امتی سے محبت تھی چاہے وہ مسلمان ہو یا نہ ہو۔

• نبی کریمﷺ کے غم وفکر کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے قرآن

کریم میں کئی آیتیں نازل کی ہیں ان میں سے ایک مندرجہ ذیل ہے۔

''اے پیغمبر شاید تم اس رنج سے کہ یہ لوگ ایمان نہیں لاتے اپنے آپ کو ہلاک کر دو گے۔(سورۃ الشعراء آیت نمبر۳)

نبی کریم ﷺ کس کے غم میں اس شدت سے مبتلا تھے کہ اللہ تعالیٰ کو آپ دلاسہ دینا پڑا؟

کیا یہ مسلمانوں کا غم تھا۔

نہیں۔

یہ ان غیر مسلم افراد کا غم تھا جو ابھی بھی ہدایت سے دور تھے۔ ایسا اس لئے کے سارے انسان آپؐ کے امتی ہیں۔

- اس طرح قرآن کریم یہ صرف مسلمانوں کی مذہبی کتاب نہیں ہے اسے بھی اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کی رہنمائی کے لئے اتارا ہے۔ اس بات کا ذکر مندرجہ ذیل آیت میں ہے۔

رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا ہے۔ جو لوگوں کی ہدایت کے لئے ہے۔

(سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۸۵)

اس آیت میں بھی الناس کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کا مفہوم تمام انسان ہیں۔ یعنی یہ صرف مسلمانوں کی مذہبی کتاب نہیں ہے، بلکہ یہ تمام انسانوں کی مذہبی کتاب ہے۔

- اسلام کس کا مذہب ہے؟ سارے لوگ اس سوال کا صرف ایک ہی جوب دیں گے ''مسلمانوں کا۔''

یہ جواب بھی غلط ہے۔

سورۃ آل عمران کی آیت نمبر۱۹ کا مفہوم ہے۔

''بیشک اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے۔''

سورۃ آل عمران کی آیت نمبر۸۵ کا مفہوم ہے کہ

''اور جو کوئی اسلام کے علاوہ کوئی اور دین تلاش کرے گا اس کا دین قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائے گا۔''

- اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام نعمتوں کو اپنے تمام بندوں کے لئے عام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت اس کا دین ''اسلام'' ہے۔ یہ بھی تمام انسانوں کے لئے ہے۔ یہ صرف مسلمانوں کے لئے نہیں ہے۔

- دنیا کی کل آبادی کا 22.74% لوگ مسلمان ہیں۔ یعنی 77.26% لوگوں کو پتہ ہی نہیں ہے کہ نبی کریم ﷺ ان کے بھی پیغمبر ہیں اور قرآن کریم ان کی بھی کتاب ہے اور ان کی اصلاح کے لئے نازل ہوئی ہے اور ان کی کامیابی صرف دین اسلام میں ہے۔

- نبی کریم ﷺ سارے انسانوں کے پیغمبر ہیں۔ قرآن کریم سارے انسانوں کی ہدایت کے لئے نازل ہوا ہے اور اسلام ہی وہ مذہب ہے جس کی تعلیم ہر پیغمبر

نے اپنے امتیوں کو دی تھی۔ یہی مذہب اللہ تعالیٰ کے دربار میں قبول ہوگا۔ اگر یہ بات مسلمانوں کے دل میں اتر جائے تو وہ اس امانت کو 77.26% غیر مسلموں تک پہنچانے کی کوشش کریں گے۔ اور اگر اس بات کا یقین 77.26% غیر مسلموں کو ہو جائے کہ حضرت محمد ﷺ ان کے بھی پیغمبر ہیں۔ قرآن ان کے لئے بھی نازل ہوا ہے۔ اور ان کا جو بھی مذہب اس وقت ہے پہلے یہ بھی اسلام ہی تھا جو وقت کے ساتھ بگڑ گیا تو وہ قرآن کو ایک الگ نظریے سے پڑھیں گے۔ وہ اسے اپنے مالک کی بھیجی ہوئی کتاب سمجھ کر پڑھیں گے۔ وہ نبی کریم ﷺ کو اپنا پیغمبر سمجھ کر ان کے بارے میں جاننے کی کوشش کریں گے۔ اس طرح اگر مسلمانوں اور غیر مسلموں کے نظریات میں تبدیلی آئی تو دعوت و تبلیغ کا کام بہت آسان ہو جائے گا۔ اور دنیا میں امن اور ہدایت کا ایک دور دورہ آ جائے گا اور ظلم و ستم بھید بھاؤ ختم ہوگا۔

یہ کام کون کرے گا؟

- حضرت محمد ﷺ آخری نبی ہیں۔ اب کوئی اور دوسرا نبی نہیں آئے گا۔ تو اب نبوت کے اس کام کی ذمہ داری ان لوگوں کی ہے جن کو اللہ تعالیٰ کے دین اور کتاب کا علم ہے۔ یہ مسلمانوں کا کام ہے۔

ایک زمانے میں یہودی (بنی اسرائیل) مسلمان تھے۔ تو یہ دعوت و تبلیغ کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے ان کے ذمہ رکھی تھی اور ان کو دنیا میں فضیلت بخشی تھی۔ قرآن کریم میں اس بات کا ذکر مندرجہ ذیل آیت میں ہے۔

''اے یعقوب کی اولاد میرے وہ احسان یاد کرو جو میں نے تم پر کئے تھے اور یہ کہ میں نے تمہیں سارے جہانوں پر فضیلت بخشی تھی۔'' (سورۃ البقرہ آیت نمبر ۴۷)

- بنی اسرائیل اس ذمہ داری کو نہیں نبھا سکے تو اب اللہ تعالیٰ نے یہ ذمہ داری مسلمانوں پر رکھی ہے اور ان کی فضیلت کو مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کیا ہے۔

''مومنو! جتنی امتیں یعنی قومیں لوگوں میں پیدا ہوئیں ان میں تم بہترین اُمت ہو کہ تم نیک کاموں کے کرنے کو کہتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو۔ اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو۔ (سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۱۰)

- اگر ہم اس بہترین امت کی پوزیشن پر بنے رہنا چاہتے ہیں تو ہمیں تین کام کرنے ہوں گے۔

(۱) لوگوں کو حکمت کے ساتھ نیکی کی طرف راغب کریں۔

(۲) بری باتوں سے روکنے کی حکمت کے ساتھ کوشش کریں۔

(۳) اپنے ایمان باللہ کو مستحکم رکھنا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ یہ تینوں کام ہم کرتے رہیں۔

☆☆☆☆☆

۳۔ اگر ہم دعوت وتبلیغ کا کام نہیں کریں گے تو کیا ہوگا؟

• اگر ہم دعوت وتبلیغ کا کام نہیں کرنا چاہتے ہیں تو ہمارے اس عمل کو دوسرے الفاظ میں اس طرح بھی کہا جاسکتا ہے کہ

''نبی کریم ﷺ کی امت میں سے بھلے ہی 77.% لوگ اپنے پیارے نبی کی تعلیمات سے محروم ہیں۔ بھلے ہی کفر پر موت پا کر وہ جہنم میں جائیں۔ان سب کی ناکامی سے ہمیں کوئی سروکار نہیں۔ہم تو بس اپنی روزی روٹی کمانے میں مست رہنا چاہتے ہیں۔''

• اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

''کیا بس اتنا کہہ دینے سے تم جنت پالو گے کہ ہم ایمان لے آئے۔ابھی تو اللہ تعالیٰ نے تمھیں آزمایا ہی نہیں۔'' (سورۃ آل عمران آیت ۱۴۲)

• جنّت آزمائشوں اور تکلیفوں سے گھری ہوئی ہے۔مسلمانوں کو دین کی راہ میں مشقت اٹھا کر اسے حاصل کرنا ہے تو غیر مسلم کو سچا دین تلاش کر کے اور اسے اپنا کر اسے حاصل کرنا ہے۔جنّت کسی کو مفت میں نہیں ملے گی۔

• دعوت وتبلیغ کا کام مسلمانوں پر فرض ہے۔اگر وہ اس فرض کو ادا نہیں کریں گے تو ان پر خدا کا عذاب نازل ہوگا۔

• اللہ تعالیٰ کا کسی قوم کو عذاب دینے کا طریقہ کیا ہے؟

• اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کو عذاب دینے کا فیصلہ کرتے ہیں تو پہلے انھیں ہلکا عذاب دیتے ہیں تا کہ اس کے بندے سیدھی راہ پر آجائیں۔اور جب وہ قوم اپنے گناہ پر اڑی رہتی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اُنھیں سخت عذاب دیتے ہیں۔

• ہلکے عذاب تو مسلمان اور غیر مسلم سب کے لئے ایک جیسے ہوتے ہیں۔جیسے قحط، سیلاب، زلزلے، طوفان، مہنگائی وغیرہ۔مگر آخری پکڑ مسلم اور غیر مسلم قوم کے لئے الگ الگ ہے۔

• غیر مسلم قوم کے لئے جب سخت عذاب کا فیصلہ ہوتا ہے تو پہلے اس قوم کے توبہ اور سیدھے راستے پر پلٹنے کے سارے دروازے بند کئے جاتے ہیں۔پھر عذاب آتا ہے۔اور مسلم قوم پر خدا کا سخت عذاب ایسا ہوتا ہے کہ وہ توبہ استغفار کر کے کم از کم ذاتی طور پر جنّت کے حق دار ہو کر دنیا سے رخصت ہوں۔

غیر مسلم قوم پر کچھ سخت عذاب کی آیات مندرجہ ذیل ہیں۔

• سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۱۰ کا مفہوم ہے کہ ''انکے دلوں میں کفر کا مرض تھا۔ خدا نے انکا مرض اور زیادہ کر دیا۔''

یہ توبہ کی توفیق کا دروازہ بند کر دینے کی طرف اشارہ ہے۔

- سورۃ الانعام کی آیت نمبر ۴۵-۴۴ کا مفہوم ہے کہ ''پھر جب انھوں نے اس نصیحت کو جوان کو کی گئی تھی فراموش کر دیا تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دئے یہاں تک کہ جب ان چیزوں سے جو انکو دی گئی تھیں خوب خوش ہو گئے تو ہم نے انکو نا گہاں پکڑ لیا اور اس وقت وہ مایوس ہو کر رہ گئے۔ غرض ظالم لوگوں کی جڑ کاٹ دی گئی اور سب تعریف رب العلمین ہی کو سزاوار ہے''۔

ان دونوں آیات میں آپ اللہ تعالیٰ کی قہاّر و جبّار صفت کو محسوس کر سکتے ہیں۔ اور ایسا معاملہ ان قوموں کے ساتھ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے وجود کو مانتے ہی نہیں ہیں اور اپنے غلط طرزِ حیات اور مذہبی طریقوں ہی پر اڑے رہتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ ان کے دل پر مُہر لگا دیتے ہیں (کفر کا مرض بڑھا دیتے ہیں) یا حالات اتنے خوشگوار کرا دیتے ہیں کہ لوگ موج مستی میں مست رہیں اور توبہ و استغفار کی توفیق ہی نہیں ہوتی۔ اور پھر اچانک عذاب سے انھیں صفحہ ہستی سے مٹا دیا جاتا ہے۔

- مسلمانوں کے لئے جو خدا کے وجود کو تو تسلیم کرتے ہیں مگر اس کے احکام کو ماننے میں لا پرواہی کرتے ہیں ان کے لئے اللہ تعالیٰ کا سخت عذاب ذلّت کی شکل میں ہوتا ہے۔

قرآن کریم کی کچھ آیات جن میں مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کے سخت عذاب کا ذکر ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۶۱ کا مفہوم ہے کہ

''اور آخر کار ذلت و رسوائی اور محتاجی و بے نوائی ان سے چمٹا دی گئی۔ اور وہ خدا کے غضب میں گرفتار ہو گئے۔''

- سورۃ القصص آیت نمبر ۴ کا مفہوم ہے کہ

وہ (فرعون کے لوگ) تو ان (بنی اسرائیل) کے لڑکوں کو ذبح کر دیتے اور لڑکیوں کو زندہ رکھتے۔

- سورۃ الاعراف کی آیت نمبر ۱۶۶ کا مفہوم ہے کہ

''غرض جن اعمال بد سے انکو منع کیا گیا تھا جب وہ ان پر اصرار اور ہمارے حکم سے روگردانی کرنے لگے تو ہم نے انکو حکم دیا کہ ذلیل بندر ہو جاؤ''۔

''سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۷ کا مفہوم ہے کہ ''ہم نے پھر اپنے بندے بھیجے تاکہ تمہارے چہروں کو بگاڑ دیں۔ جس طرح پہلی دفعہ بیت المقدس میں داخل ہو گئے تھے۔ اسی طرح پھر اس میں داخل ہو جائیں اور جس چیز پر غلبہ پائیں اسے تباہ کر دیں''۔

- اسی مفہوم کی ایک حدیث شریف اس طرح ہے۔

- حضرت ابو درداؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ''کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود و مالک نہیں، میں حکمرانوں کا مالک ہوں اور بادشاہوں کا بادشاہ ہوں، بادشاہانِ عالم

کے دل میرے ہاتھ میں ہیں (اور میرا قانون ہے کہ)جب میرے بندے میری اطاعت و فرمانبرداری کرتے ہیں تو میں اُن کے حکمرانوں کے دلوں کو رحمت وشفقت کے ساتھ اُن بندوں پر متوجہ کردیتا ہوں اور جب بندے میری نافرمانی کا راستہ اختیار کر لیتے ہیں تو میں اُن کے حکمرانوں کے قلوب کو خفگی اور عذاب کے ساتھ ان بندوں کی طرف موڑ دیتا ہوں پھر وہ ان کو سخت تکلیفیں پہنچاتے ہیں، پس تم اپنے کو حکمرانوں کیلئے بددعا میں مشغول نہ رہو بلکہ مشغول کرواپنے کو میری یاد میں اور میری بارگاہ میں الحاح وزاری میں، تاکہ میں تمہارے لئے کافی ہو جاؤں حکمرانوں کے عذاب سے نجات دینے کے لئے''۔

(حلیۃ الاولیاءلابی نعیم: معارف الحدیث، جلد ہفتم، صفحہ نمبر ۲۴۶)

● تو پہلے زمانے میں جن منکر قوموں نے خدا کا انکار کیا اور جب وہ خدا کے عذاب کا شکار ہوئے تو ان پر آگ کی بارش ہوئی (قوم شعیب علیہ اسلام) چیخ سے ہلاک ہوئے (قوم ثمود) تیز آندھی سے ہلاک ہوئے (قومِ عاد) سیلاب سے ہلاک ہوئے (قوم نوح) وغیرہ۔

مگر جو مسلمان قومیں تھیں جب وہ خدا کے عذاب کا شکار ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے انھیں ذلّت کا عذاب دیا۔ مثال کے طور پر بنی اسرائیل کو جو حضرت یوسف علیہ السلام کے بعد مصر جا کر بس گئے تھے انھیں مصریوں کا غلام بنا دیا جو انھیں سخت سزائیں دیتے اور ذلیل کرتے۔ اس قوم کو حضرت موسیٰؑ کے ہاتھوں مصریوں کی غلامی سے نجات دیا مگر اس قوم نے جب حضرت موسیٰؑ کی نصیحتوں کو نہ مانا اور احکام خدا سے لاپرواہی کی تو پھر اللہ تعالیٰ نے انھیں ۴۰ سال تک فقیروں کی طرح سحراؤں میں دربدر ٹھوکریں کھانے پر مجبور کردیا۔ حضرت دانیال نے اپنی قوم کی اصلاح کی بہت کوشش کی مگر قوم خدا کے احکام پر عمل کرنے سے لا پرواہی کرتی رہی تو اللہ تعالیٰ نے ان سب کو عراقیوں کا غلام بنا دیا۔ (عراقی اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔)

ان سارے واقعات میں جن لوگوں کا ذکر ہے یہ سارے مسلمان تھے اور عذاب کے بعد بھی زندہ رہے مگر وہ زندگی موت سے بدتر تھی۔

● اللہ تعالیٰ کا مغضوب قوموں کو سزا دینے کا ایک طریقہ اور ہے اور وہ ہے آپس میں لڑا دینا۔

سورۃ الانعام آیت نمبر ۶۵ کا مفہوم ہے کہ

''کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ اس پر بھی قدرت رکھتا ہے کہ تم پر کوئی عذاب تمہارے اوپر سے بھیج دے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے عذاب بھیجے یا تمہیں فرقہ فرقہ کردے اور ایک کو دوسرے سے لڑا کر آپس کی لڑائی کا مزہ چکھا دے۔''

● اس آیت میں تین طرح کے عذاب کا ذکر ہے۔ آسمان سے زمین سے اور آپس کی لڑائی سے۔

تو آسمان اور زمین کے عذاب کے کئی واقعات ہم نے خدا کو نہ ماننے والی قوموں کے قصوں میں پڑھا ہے۔ آپس کی لڑائی کا عذاب زیادہ تر مسلمانوں پر آیا ہے۔ آپس کی لڑائی سے کمزور ہو کر دشمنوں کے ہاتھوں برباد ہونے کی دو مثالیں مندرجہ ذیل ہیں۔

عباسی خلیفہ۔ وقت کے سُپر پاور تھے مسلمانوں کے پاس بے انتہا دولت تھی۔ مگر دین سے دور تھے۔ مسلکوں میں بٹے ہوئے تھے۔ اور غیر ضروری دینی مسائل میں بہت زیادہ بحث ومباحثہ کرتے تھے۔

جب خدا کا عذاب آنا ہوا تو ایسا ہوا کہ عراق میں شیعہ سنی کا فساد ہو گیا۔ خلیفہ سنی تھا اس لئے سنی لوگوں کا پلڑا بھاری رہا۔ بہت سے وزیر شیعہ تھے۔ انھوں نے اس وقت صبر کیا مگر خفیہ طور سے انھوں نے تاتاریوں کے ساتھ سازش رچی۔ جب تاتاریوں نے شہر کا محاصرہ کیا تو انھیں شیعہ وزیروں نے بے وقوف بنا کر خلیفہ کو شہر سے باہر تاتاریوں کے خیموں میں پہنچا دیا۔ اور اسلامی فوج کو غیر مسلح کر دیا۔ اس طرح بغیر لڑائی لڑے تاتاریوں کا پورے بغداد پر قبضہ ہو گیا۔

صحیح وقت پر آسان موت یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ خودکشی کرنے والا جہنم میں جائے گا۔ اس لئے مسلمان اپنی جان اپنے ہاتھوں تو لے نہیں سکتے۔ اس لئے اس موت کی نعمت کی اہمیت ان مسلمانوں سے پوچھئے جن کی نظروں کے سامنے ان کی بیٹی اور بیوی کی عزت لوٹی جاتی ہے اور معصوم بچوں کو قتل کیا جاتا ہے یا جو سالوں سال بستر پر بیمار پڑے ایڑیاں رگڑتے ہیں۔

جب بغداد کے مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے سزا دینا طے کیا تو اس نے مسلمانوں سے اس آسان موت کی نعمت بھی چھین لی۔ بغداد پر قبضے کے بعد تاتاری ایک مہینہ بغداد میں رہے۔ ۱۵ لاکھ لوگوں کو قتل کیا اور قتل سے پہلے ان کے اور ان کے بیوی بچوں کے ساتھ جو کچھ کیا اسے لکھنے کی مجھ میں ہمت نہیں ہے۔

بغداد تباہ کرنے کے بعد یہ تاتاری جب مدینہ منورہ کی طرف بڑھے تو مصر کے ایک کمزور سے خلیفہ نے انھیں شکست دے کر واپس بھیج دیا۔ یعنی تاتاری بہت طاقتور نہ تھے۔ بغداد میں مسلمانوں کی تباہی یہ خدا کا عذاب تھا۔

اسی طرح اسپین میں مسلمانوں کا آٹھ سو سال راج رہا۔ وہ اسپین میں بہت خوشحال اور مال دار تھے۔ مگر جب مسلمان دین سے دور ہو گئے اور خدا کے عذاب کا وقت آ گیا تو مسلمانوں کے ایک فرقے نے عیسائیوں کے ساتھ سازش رچ کر حاکم مسلمانوں کی شکست کا راستہ صاف کیا۔ اپنی فتح کے بعد عیسائیوں نے پھر کسی کو نہ چھوڑا۔ دوست اور دشمن، سارے مسلمانوں کا اسپین سے صفایا کر دیا۔

- آج مسجدوں میں پانچ وقت کی نماز پڑھنے والے مسلمان تقریباً ۵ فی صد ہیں۔ دعوت وتبلیغ کا کام کرنے

والے 0.1% بھی مشکل سے ہوں گے۔ مگر اپنے گھروں میں ٹی وی رکھ کر صبح شام غیر محرموں کو دیکھنے والے۔ 99.0% ہیں۔ یعنی مسلمانوں کی اکثریت گناہوں میں ڈوبی ہوئی ہے اور دعوت وتبلیغ کے فرض کو بھول گئی ہے۔

- قرآن کریم کی سورۃ یونس کی آیت نمبر ۶۴ کا مفہوم ہے کہ ''خدا کی باتیں بدلتی نہیں۔''
- سورۃ الفتح کی آیت نمبر ۲۳ کا مفہوم ہے کہ ''یہی خدا کی عادت ہے جو پہلے سے چلی آئی ہے اور تم خدا کی عادت کبھی بدلتی نہیں دیکھو گے۔''

بے شک خدا کی عادت نہیں بدلی ہے۔

مصریوں کے ہاتھوں جو حشر بنی اسرائیل کا ہوا تاتاریوں کے ہاتھوں جو حشر بغدادیوں کا ہوا اور عیسائیوں کے ہاتھوں جو حشر اسپین کے مسلمانوں کا ہوا۔ کیا وہی سب کچھ اس دور کے مسلمانوں کے ساتھ نہیں ہو رہا ہے؟

ذرا سوچئے! اس کی کیا وجہ ہے کہ دنیا کے سارے مسلمان پریشان حال اور ذلّت میں ڈوبے ہوئے کیوں ہیں؟

افسوس کہ ہم میں سے اکثر اس بارے میں سوچنا بھی نہیں چاہتے۔ ہمارے لئے سب سے اہم جو چیز ہے وہ ہے ہماری دو وقت کی روٹی ہماری ملازمت اور کاروبار۔ اور دین کے بارے میں اگر ہمیں کچھ فکر بھی ہے تو وہ اسلام کے پھیلانے کی نہیں ہے بلکہ اپنے مسلک کو مسلمانوں کے درمیان پھیلانے کی ہے۔

مصر میں تین سو سال غلامی کی زندگی گزارنے کے بعد جس طرح بنی اسرائیل کی ایک نسل ذہنی طور پر غلام ہو گئی تھی۔ اسی طرح ہم بھی ذہنی غلام ہیں اور یہ تصوّر بھی ہمارے پاس نہیں ہے کہ ہم بھی دنیا میں عزت اور وقار کی زندگی گزار سکتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اپنے دین کو پھیلانے کی ذمے داری ہمیں سونپی تھی۔

کیا اس ذلّت کے عذاب سے بچنے کا کوئی راستہ ہے؟

بے شک ہے۔

سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۶۰ کا مفہوم ہے کہ

جو لوگ توبہ کریں اور اپنی اصلاح کر لیں اور اللہ کے پیغام کو اس کے بندوں تک پہنچائیں تو ایسے لوگوں کی توبہ میں قبول کرتا ہوں۔ اور میں گناہ معاف کرنے والا رحم کرنے والا ہوں۔

یعنی اگر ہم اس ذلّت و رسوائی کے عذاب سے بچنا چاہتے ہیں تو

(۱) توبہ کریں

(۲) اپنی اصلاح کریں

(۳) اور اللہ تعالیٰ کے پیغام کو اس کے بندوں تک پہنچائیں۔

ان تین کاموں کے علاوہ اس ذلّت کے عذاب سے بچنے کا اور کوئی راستہ نہیں ہے۔

☆☆☆☆☆

۴۔کیا مسلمانوں کو بے دخل کرنے کا وقت آ گیا؟

پچھلے مضمون میں ہم نے پڑھا کہ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ سزا ذلیل کر کے اور آپس میں لڑا کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا سزا دینے کا ایک طریقہ ہے اور وہ ہے ایک قوم کو بے دخل کر کے دوسری قوم سے کام لینا۔ مندرجہ ذیل مضمون مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب کا اسی موضوع پر ہے۔

یہ دین ایک امانت ہے اور پوری انسانیت تک پہنچانے اور تقسیم کرنے کے لئے ہمیں دیا گیا ہے۔ ہم لوگوں نے اس کو پہنچانے کے بجائے دبا لیا اور اس کی شکل مسخ کر دی۔ ہم دعوت دینے کے بجائے دوسروں کے لئے قبول اسلام میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔ کتنے لوگوں کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ ہم اسلام تو قبول کرنا چاہتے ہیں لیکن مسلمان نہیں بننا چاہتے۔اس لئے کہ مسلمان گندے اور جاہل ہوتے ہیں۔ایسی قوم میں شامل ہونے کو دل نہیں چاہتا۔ ہم لوگوں کا حال اس طرح ہو گیا ہے جیسے خزانے کے دہانے پر ایک گنجا سانپ بیٹھ جایا کرتا ہے۔ آخری درجہ کے ضرورت مند اور اس خزانے کا حقیقی وارث بھی باوجود اپنے آخری درجہ کی ضرورت کے لئے اس خزانے کے پاس آتا ہے تو اس اژدہے کہ خوف سے کانپ جاتا ہے۔

اسلام کے بیش بہا خزانے پر ہم اژدہے کی طرح مسلط ہیں کہ حق وسکون اور روحانی چین کی متلاشی اور بھوکی انسانیت، اسلام کو اپنے تمام درد کی دوا سمجھ کر بھی ہماری وجہ سے قبول اسلام سے محروم ہے۔فطری قائدہ ہے کہ اگر کوئی کریم آقا کسی غلام یا قوم کے اعزاز کو بڑھانے کے لئے اپنا قیمتی خزانہ پوری رعایا کو تقسیم کرنے کے لئے اس کے سپرد کر دے اور وہ نا اہل غلام یا قوم بجائے لوگوں تک پہنچانے کے اس کو دبا کر بیٹھ جائے اور اس کو تقسیم کرنے کے بجائے سڑا ڈالے اور نہ خود فائدہ اٹھائے اور نہ دوسروں کو فائدہ اٹھانے دے تو کریم آقا آخری درجہ کی کریمی کے باوجود وہ نعمت اس سے چھین کر دوسروں کو دینے کا فیصلہ کر دیتا ہے۔

آج پورے عالم کے حالات پر نظر ڈالیں۔کس طرح لوگ جوق در جوق اسلام قبول کر رہے ہیں۔ ہندوستان میں از خود اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد غیر معمولی ہے۔بجرنگ دل، ہریدوار اور مذہبی تنظیموں کے حق کے متلاشی لوگ حلقہ بگوش اسلام ہو رہے ہیں۔ ارجنٹائینا کے شہزادے نے اسلام قبول کیا۔ مکّے باز محمد علی کلے، عبدالعزیز مائیک ٹائسن کے بعد کالوں کے ساتھ گوروں میں بھی اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد غیر معمولی ہے۔ چاڈ کے اندر اٹھائیس ہزار لوگوں نے ایک ساتھ اسلام قبول کیا امریکہ اور فرانس میں قبول اسلام کرنے والوں کی تعداد حیرت انگیز ہے۔آسٹریلیا، فجی اور نیوزی لینڈ کی خبریں بھی حیرت میں ڈالنے والی ہیں۔ جاپان میں اسلام کے لئے کس قدر زیادہ طلب پائی جا رہی ہے۔ دنیا میں ایک کونے سے دوسرے کونے تک اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔

کچھ فکر انگیز پہلو

ہمارے لئے ان خبروں میں جو ایک مسلمان کے لئے خوشی کی خبریں ہیں دو باتیں غور کرنے کی ہیں۔ ایک یہ کہ اس اشاعت اسلام میں ہمارا کتنا حصّہ ہے؟ ظاہر ہے کہ نہ کے برابر ہے۔ اس لئے کہ یہ اشاعت اسلام صرف اسلام کی حقانیت ، اس کے دین فطرت ہونے اور عقل وعلم کے زمانے میں خود حق کی تلاش کے جذبے کی وجہ سے اور اپنے مذاہب کی اندھی رسومات سے نفرت کے نتیجے میں ہورہی ہے۔ دوسرے یہ کہ ان خبروں کے ساتھ مسلمانوں کے ارتداد سے متاثر افراد کی تعداد ایک سروے کے مطابق پچاس لاکھ تک ہوسکتی ہے۔ بنگلہ دیش میں ۳۶ لاکھ لوگوں کے عیسائی ہونے کی خبریں ایک زمانہ قبل اخبارات اور میگزینوں میں آئی تھیں۔ انڈونیشیا میں کس قدر لوگ مرتد ہوگئے۔ خود ہندوستان میں کتنے لوگ قادیانی ہورہے ہیں۔ کتنے لوگ بہائی ہوگئے اور سنت نرنکاری سماگم اور رادھا سوامی ست سنگ میں کتنے شریک ہیں؟ انگلینڈ کی سب سے بڑی کلیسا کا سب سے بڑا پادری جو پوپ کے بعد عیسائی دنیا کا سب سے بڑا قائد ہوتا ہے وہ عزیز نام کا ایک پاکستانی ہے جو مرتد ہوکر پادری بنا۔

قبول اسلام اور ارتداد کی خبروں کو ملا کر کیا اس کا یقین نہیں ہوتا کہ دین اسلام کی امانت کو ساری انسانیت میں تقسیم کرنے اور بانٹنے کا فرض ادا نہ کرنے کی وجہ سے یہ نعمت ہم سے چھین کر دوسروں کو دینے کا فیصلہ کیا جارہا ہے۔ (یعنی مسلمان تو مرتد ہورہے ہیں اور غیر مسلم اسلام قبول کررہے ہیں۔) کہیں یہ خبریں اس ارشاد ربانی کا مظہر تو نہیں۔

''ہاں تم لوگ ایسے ہو کہ تم اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے بلائے جاتے ہو تو بعضے تم میں سے وہ ہیں جو بخل کرتے ہیں۔ اور جو شخص بخل کرتا ہے تو وہ خود اپنے سے بخل کرتا ہے۔ اور اللہ تو کسی کا محتاج نہیں اور تم سب محتاج ہو۔ اور اگر تم روگردانی کروگے تو خدا تعالیٰ تمہاری جگہ دوسری قوم پیدا کردے گا پھر وہ تم جیسے نہ ہوں گے۔ (سورۃ محمد آیت نمبر ۳۸)

یہاں خرچ کرنے کے سلسلے میں صرف مال کا ذکر نہیں کیا بلکہ ہر وہ دولت جو تقسیم کرنے کیلئے دی گئی ہے اس میں شامل ہے۔ جس میں دین اولین درجے میں شامل ہے۔ اور بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ اس آیت شریفہ میں من حیث القوم تبدیلی کی وارننگ اور امکان شامل ہے کہ پوری مسلم قوم اور امت سے دین چھین لیا جائے اور دوسری قوم کو اس کا وارث بنا دیا جائے۔ اس لئے بہت ڈرنے اور خبردار ہونے کی ضرورت ہے۔ اور اس سے قبل کہ من حیث القوم امت مسلمہ سے دین لے کر دوسروں کو دینے کا فیصلہ ہو۔ ہمیں دعوت دین کے اس فریضہ کو ادا کرنے کے لئے کمربستہ ہوجانا چاہئے اور اس سلسلے میں ذیلی نسبتوں کو چھوڑ کر اصل سرچشمہ قرآن و سنت اور اس کا حق ادا کرنے والی خیر القران کی جماعت سے اپنے مشن، مزاج اور ماحول کو ہم آہنگ کرنا چاہئے۔

(دعوتِ دین، کچھ غلط فہمیاں کچھ حقائق صفحہ نمبر ۹۷-۹۹)

☆☆☆☆☆

۵۔ دعوت وتبلیغ کے بارے میں علماء کرام کے نظریات

مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب کے نظریات:

● ایک تقریر میں مولانا کلیم صدیقی صاحب نے کہا تھا کہ دنیا کے تمام انسان ایک ماں باپ (حضرت آدمؑ اور حضرت حوّاؑ) سے پیدا ہوئے ہیں اس لئے خونی رشتے سے بھائی بہن ہیں۔ سارے انسان ایک رسول کے یعنی نبی کریم ﷺ کے امّتی ہیں اور سارے لوگ ایک خدا کے بندے ہیں اس طرح ہر انسان تین رشتوں سے ایک دوسرے سے جڑا ہے۔

● ۲۴ گھنٹوں میں ہر روز دنیا میں ۱۵۴۰۰۰ لوگ مرتے ہیں ان میں ۱۲۴۰۰۰ غیر مسلم ہوتے ہیں اگر ایک گاؤں کی آبادی ۲۰۰۰ افراد پر مشتمل مانی جائے تو یہ تعداد ۶۲ گاؤں کی آبادی کے برابر ہے۔ اور چونکہ انھوں نے شرک کیا ہوتا ہے اس لئے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں چلے جائیں گے۔ ختم نبوت کے بعد ان تک اسلام کی دعوت کو پہنچانا ہمارا کام تھا۔ مگر ہم نہیں پہنچاتے ہیں۔ اسی طرح اتنی بڑی تعداد جو خونی رشتے سے ہمارے بھائی ہیں۔ روزانہ مر کر جہنم میں چلے جائیں گے اس کے ذمہ دار ہم ہیں۔

● مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے ''دعوتِ دین، کچھ غلط فہمیاں کچھ حقائق۔'' اس کتاب کے کچھ صفحات میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ جس سے آپ کو دعوت وتبلیغ کے کام کی اہمیت کا احساس ہوگا۔

ہمارا ایک جرم کتمانِ علم (حق کو چھپانا)

امتِ مسلمہ کو اللہ تعالیٰ نے قرآنی پیغام دے کر انسانیت کی مسیحائی اور علاج کا کام سپرد کیا ہے اور مدعو قوموں کی حیثیت مریضوں کی ہے۔ اگر کوئی مریض طبیب کی غفلت کی وجہ سے مجنون اور پاگل بن کر دیوانگی کے عالم میں قرابادین اور بیاضِ کبیر کو جلانے لگے تو اصلی مجرم مریض ہے یا طبیب؟ ظاہر ہے کہ پاگل مریض کا یہ انتہائی مجرمانہ فعل اور اس جرم کی ذمہ داری بالواسطہ خود طبیب پر عائد ہوگی۔ اسی طرح قرآن سوزی یا جان سوزی کے ان کے مجرمانہ عمل کی ذمہ داری دعوت حق کے فریضہ کو ادا نہ کرنے کی حد تک خود ہم پر عائد ہوتی ہے کیوں کہ ہم نے ان پر حق واضح کرنے کے بجائے چھپائے رکھا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''جو لوگ چھپاتے ہیں اس صاف حکم کو جو ہم نے نازل فرمایا ہے اور راہ کے نشان کو چھپاتے ہیں بعد اس کے کہ انسانوں کے لئے ہم نے کتاب میں کھول کر بیان کر دیا ہے ایسے لوگوں پر لعنت ہے اللہ کی طرف سے اور ہر کسی کی اُن پر لعنت ہے۔'' (سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۵۹)

ظاہر ہے کہ ہدایت آجانے کے بعد لوگوں تک ہدایت کا پیغام نہ پہنچانا بھی کتمان اور چھپانا ہے۔ اور ہدایت کو چھپانے پر اللہ کی لعنت اور لعنت کرنے والوں کے لعنت کی وعید کی گئی ہے۔مفسرین نے لعنت کرنے والوں میں پوری کائنات حتیٰ کہ حشرات الارض اور سمندر کے جانوروں تک کو شامل کیا ہے۔ اور لعنت کا مطلب راندۂ درگاہ کرکے پھٹکارنا اور دھتکار دینا۔ جس طرح اس امت کو دعوت وتبلیغ کی وجہ سے پوری انسانیت کی امامت کی خوش خبری دی گئی ہے اسی طرح پیغام اور ہدایت کو چھپانے اور تبلیغ کا حق ادا نہ کرنے پر اللہ کی اور تمام لعنت کرنے والوں کی وعید بھی سنائی گئی ہے۔دعوت کا حق ادا نہ کرنے کی وجہ سے پوری دنیا میں کفر و شرک اور گناہوں کے بڑھنے کی وجہ سے آسمانی آفتوں اور زلزلوں کی زیادتی اور رحمتوں کی کمی کا فیصلہ ہو رہا ہے اور انسان کے (بلکہ مسلمان کے) اس جرم کا پوری مخلوق کو خمیازہ بھگتنا پڑ رہا ہے اسی لئے پوری مخلوق ایسے لوگوں پر لعنت کرنے میں حق بجانب ہے۔

افسوس ہے کہ کتمان ہدایت اور حق چھپانے کی وعید کو ہم صرف یہود کی طرف منسوب کر دیتے ہیں اور اپنے جرم کا ہم کو احساس تک نہیں۔حالانکہ آیت کا مفہوم عام ہے اور یہود سے زیادہ خود اس امت پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔

آیت شریفہ کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ کتمانِ علم وصداقت اور حق کو چھپانے پر اللہ اور کل مخلوقات کی لعنت کا فیصلہ عام ہے۔جس طرح یہودیوں کو کتمانِ حق اور حق کو چھپانے پر اللہ کی اور ساری مخلوقات کی لعنت پھٹکارے اور دھتکارے جانے کی سزا دی گئی اسی طرح دین کے مکمل ہوجانے اور ہدایت وحق کے اور زیادہ وضاحت کے ساتھ نازل ہوجانے کے بعد خیر امت (مسلمانوں) کی ذمہ داری ابلاغِ حق اور تبلیغ دین کے بارے میں اور زیادہ ہے۔اور حق کو چھپانے اور دعوت حق کا فریضہ ادا نہ کرنے کی وجہ سے لعنت اور دھتکارے جانے کے مسلمان زیادہ مستحق بھی ہیں۔اس لئے اس لعنت سے نکلنے اس پھٹکار سے بچنے اور خدائی رحمت کا مستحق بننے کے لئے فرمانِ خداوندی ہے کہ

''مگر جو توبہ کرلیں اور اپنے کو سنبھال لیں اور بیان کردیں جو چھپایا ہے تو میں ان کو معاف کرتا ہوں'' (سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۶۰)اس آیت کے مطابق سچی توبہ کرنا اپنے حال کی اصلاح کرنا اور حق کو لوگوں کے سامنے کھولنا اور پہنچانا اور دعوت کا حق ادا کرنا ہی لعنت اور پھٹکار سے بچنے کا واحد راستہ ہے۔

افسوس ہے کہ شیطان کی تلبیس کی وجہ سے ہم لوگ کتمانِ حق کے جرم کو بھی صرف یہود کی طرف منسوب کرکے مطمئن ہوجاتے ہیں اور مسلسل کتمانِ حق کے مرتکب ہونے کی وجہ سے اللہ کی طرف سے پوری مخلوق کی طرف سے لعنت اور پھٹکار کے مستحق بنتے ہیں۔

مولانا محمد محفوظ ندوی مظاهری کے نظریات :

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

اور تم میں ایک جماعت کا ہونا ضروری ہے جو خیر کی طرف بلایا کرے اور نیک کاموں کے کرنے کو کہا کرے اور برے کاموں سے روکا کرے اور ایسے لوگ پورے کامیاب ہونگے۔ (سورۃ آل عمران آیت نمبر۱۰۴)

خیر سے کیا مراد ہے: رسول کریم ﷺ نے خیر کی تفسیر کے سلسلہ میں ارشاد فرمایا ''خیر سے مراد قرآن اور میری سنت کا اتباع۔'' (ابن کثیر)

معروف و منکر کی تعریف: ''معروف'' ہر وہ قول و عمل جس کی خوبی عقلاً و شرعاً ثابت ہوا اور وہ کتاب و سنت کے موافق ہو۔ چنانچہ معروف میں وہ تمام نیکیاں اور بھلائیوں داخل ہیں جن کا اسلام نے حکم دیا ہے اور ہر نبی نے ہر زمانہ میں جس کے قائم کرنے کی کوشش کی۔ چونکہ یہ امور خیر جانے پہچانے ہوئے ہیں اس لئے معروف کہلاتے ہیں۔ ''منکر'' معروف کی ضد ہے یعنی جسے کوئی عقلمند اور نیک آدمی پسند نہیں کرتا بلکہ اس سے نفرت کرتا ہے۔ چنانچہ منکر میں وہ تمام برائیاں اور مفاسد داخل ہیں جن کو رسول کریم ﷺ کی طرف سے ناجائز قرار دینا مشہور و معلوم ہے۔

اوپر بیان کی گئی آیت کریمہ (۳:۱۰۴) کی تشریح اس طرح ہے کہ مسلمانوں کی قومی اور اجتماعی فلاح دو چیزوں پر موقوف ہے۔ (۱) تقویٰ اور اللہ کی رسی سے مضبوطی سے پکڑ کر قرآن مجید کی تعلیم کے مطابق اپنی اصلاح (۲) دعوت و تبلیغ کے ذریعہ دوسروں کی اصلاح۔ اس آیت میں اسی دوسری ہدایت کا بیان ہے۔ یعنی خود بھی انسان اپنے اعمال و اخلاق کو اللہ کے بھیجے ہوئے قانون کے مطابق درست کرے اور اپنے دوسرے بھائیوں کے اعمال کو درست کرنے کی فکر کرے۔ اپنی اصلاح کے ساتھ دوسروں کی اصلاح کی ذمہ داری ہر مسلمان پر ڈالنے کے لئے قرآن پاک میں بہت سے واضح ارشادات وارد ہیں۔ مثال کے طور پر سورۃ العصر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے'' آخرت کے خسارے سے صرف وہ لوگ محفوظ ہیں، جو خود بھی ایمان اور عمل صالح کے پابند ہیں اور دوسروں کو بھی عقائد صحیح اور اعمال صالح کی ہدایت کرتے رہتے ہیں۔ اسی طرح سورۃ آل عمران کی آیت نمبر۱۱۰ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ'' تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے نکالی گئی ہو۔ کیونکہ تم نیک کاموں کا حکم کرتے ہو اور برے کاموں سے روکتے ہو۔''

اسی طرح رسول کریم ﷺ کے ارشادات بھی اس بارے میں بے شمار ہیں۔ مثال کے طور پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ'' قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ تم ضرور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو۔ ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ گنہگاروں کے ساتھ تم سب پر بھی اپنا عذاب بھیج دے گا۔ اس وقت تم خدا تعالیٰ

سے دعاء مانگو تو قبول نہ ہوگی۔'' ایک اور حدیث شریف میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جو شخص گناہ ہوتا ہوا دیکھے تو اس کو چاہئے کہ اپنے ہاتھ اور قوت سے اس کو روک دے اور اگر یہ بھی نہ کر سکے تو زبان سے روکے اور یہ بھی نہ کر سکے تو کم از کم دل میں اس فعل کو برا سمجھے اور یہ ادنیٰ درجہ کا ایمان ہے۔'' حضرت ابوبکر صدیقؓ نے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ ''اے لوگوں! میں نے رسول ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ فرمارہے تھے کہ اگر لوگ بدکاریاں دیکھ کر ان کو بدلنے کی کوشش (ہاتھ یا زبان یا دل) نہیں کریں گے تو ممکن ہے کہ اللہ ان سب پر اپنا عمومی عذاب بھیج دے۔ (ابن ماجہ، ترمذی، ابوداؤد)۔ ان تمام آیات اور روایات سے نہ صرف یہ کہ دعوت و تبلیغ کی اہمیت اجاگر اور واضح ہوتی ہے بلکہ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ خاص طور سے ایک جماعت کا وجود اس کام کے لئے ضروری ہے اور عمومی طور سے امت کے ہر فرد پر اسکی قدرت و استطاعت کے مطابق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا ضروری ہے۔

اسلام ایک پیغام الٰہی ہے اور ساری دنیا کے لوگوں کے لئے ہے۔ اس پیغام کو قائم رکھنا، اس کو پھیلانا، اس کی طرف لوگوں کو بلانا، اس کی تبلیغ و اشاعت میں حصہ لینا مسلم ملت کا سب سے بڑا فریضہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا تھا کہ ہر شاہد و حاضر اور واقف و جانکار پر ضروری ہے کہ اسلام کے اس پیغام کو ان لوگوں تک پہونچائیں جو موجود اور واقف و جانکار نہیں ہیں۔ چنانچہ ہماری ذمہ داری ہے کہ دعوت و تبلیغ کے اس اہم کام کو اپنا مقصد بنائیں۔ اور اپنی طاقت و قدرت کے مطابق دعوت کا کام انجام دیں تاکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ سے سبکدوش ہو کر کامیاب و کامران لوگوں میں ہم بھی شامل ہو جائیں۔ باری تعالیٰ ہم سب کو اس کے لئے قبول فرمائے۔ (آمین)

(بہ شکریہ متاعِ کارواں، جنوری ۲۰۱۶ء)

مولانا امین احسن اصلاحی صاحب کے نظریات:

مولانا امین احسن اصلاحی صاحب نے دعوت و تبلیغ کے موضوع پر ایک کتاب لکھی ہے۔ جس کا نام ''دعوت دین اور اس کا طریقہ کار'' یہ کتاب مرکزی مکتب اسلامی پبلیشر نے شائع کی تھی۔ اس کے کتاب کے صفحہ نمبر ۳۷۔۳۵ پر آپ لکھتے ہیں۔

(۱) آنحضرت ﷺ پر تمام دنیا میں قیامت تک کے لئے تبلیغ دین کی جو ذمہ داری ڈالی گئی تھی اس کی طرف نبی کریم ﷺ نے رہنمائی فرما کر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی تکمیل کا کام اپنی امت کے سپرد فرمایا۔ تاکہ یہ امت، ہر ملک، ہر قوم اور ہر زبان میں قیامت تک اس دین کی تبلیغ کرتی رہے۔

(۲) اس تبلیغ کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ شرط

مقرر ہے کہ یہ دل سے کی جائے، زبان سے کی جائے، عمل سے کی جائے، بلاتقسیم وتفریق، پورے دین کی کی جائے۔ ملامت کرنے والوں کی ملامت کی پرواہ کئے بغیر کی جائے اور ضرورت ہوتو داعی اپنی جان دے کر اس کام کو پورا کرے۔

(۳) خلافت کے دور میں حکومت کی طرف سے باضابطہ دعوت وتبلیغ کا ایک ادارہ تھا۔ اس وقت ہر مسلمان اس فرض کی ذمہ داریوں سے سبکدوش تھے۔ مگر اس ادارہ کے منتشر ہو جانے کے بعد اس فرض کی ذمہ داری امّت کے تمام افراد پر ان کے درجہ استعداد (Capacity) کے لحاظ سے تقسیم ہو گئی ہے۔

(۴) اب اس فرض کی ذمہ داری سے سبکدوش ہونے کے لئے دو ہی راہیں مسلمانوں کے لئے باقی رہ گئی ہیں۔ یا تو اس دعوت وتبلیغ کے ادارہ کو پھر سے قائم کریں۔ یا اسے قائم کرنے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگائیں۔

(۵) اگر مسلمان ان میں سے کوئی کام نہ کریں گے تو وہ اس فرضِ رسالت کو ادا نہ کرنے کے مجرم ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے سپرد کیا گیا ہے۔ اور مسلمان صرف اپنی ہی غلط کاریوں کا وبال اپنے سر نہ لیں گے بلکہ تمام لوگوں کی گمراہی کا وبال بھی اپنے سر لیں گے۔

(۶) اگر ساری باتوں کو مختصر طور پر دہرایا جائے تو وہ یہ ہے کہ دعوت وتبلیغ کے لئے اصل محرک (جذبہ پیدا کرنے والی بات) درحقیقت اس فرضِ عظیم کا احساس ہے جو مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ڈالا گیا ہے۔

اور جو مقصد اس وقت پیشِ نظر رکھنا چاہیئے وہ یہ ہے کہ ایک نظامِ دعوت خیر پھر وجود میں آجائے۔ ایسا دعوت کا نظام جو لوگوں کو اللہ کے دین کی راہ بتائے۔ اور دنیا پر اِتمامِ حجّت کر سکے (یعنی دین کو پوری طرح سے پہنچانے کا کام پورا کر سکے)۔

جب تک دین کی دعوت وتبلیغ کا نظام دنیا میں وجود میں نہیں آتا ہر مسلمان کا سب سے پہلا سب سے بڑا اور سب سے اعلیٰ مقصد یہی ہونا چاہیئے۔ وہ اس کو وجود میں لانے کے لئے جو کچھ کر سکتا ہے کرے۔ اسی کے لئے مسلمان کو سونا اور جاگنا چاہیئے۔ اس کے بغیر مسلمانوں کی زندگی خدا کی منشاء کے بالکل خلاف ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے یہاں وہ اپنی اسی کوتاہی کے لئے کوئی عذر نہ کر سکیں گے۔

دین کی دعوت وتبلیغ مسلمانوں کی ہستی کا مقصد ہے۔ اگر اس کو انھوں نے کھودیا تو جس طرح وہ تمام چیزیں جو اپنے مقصدِ وجود کو کھو کر کوڑے کرکٹ میں شامل ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح مسلمان بھی اسی زمین کے خس و خاشاک سے زیادہ اہمیت نہیں رکھیں گے۔ اور اس کے بعد ان کے لئے یہ ہرگز زیبا نہیں دیگا کہ وہ اپنے آپ کو خیر امت کے لقب کا مستحق سمجھیں۔ یا اللہ تعالیٰ سے کسی نصرت وحمایت کی امید رکھیں۔

☆☆☆☆☆

٦۔ ہم دعوت وتبلیغ کا کام کرنے سے کیوں ڈرتے ہیں؟

● ہم اس ملک میں اقلیت (Minority) میں ہیں۔ اور دعوت وتبلیغ کے کام کے لئے اقلیت کی نفسیات میں ڈر شامل ہے۔ اس لئے ہم دعوت وتبلیغ کرنے سے ڈرتے ہیں۔ جو اکثریت میں ہوتے ہیں یا جو حاکم قوم سے ہوتے ہیں دعوت وتبلیغ کے کام کے لئے ان کی نفسیات میں ڈر نا نہیں ہوتا۔

● اس حقیقت کو مندرجہ ذیل مثالوں سے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

(۱) ایک بار مدینہ شہر کے ایک طرف سے بہت زور سے آواز آئی اور لوگ سمجھے کہ دشمنوں نے حملہ کر دیا ہے۔ جب تک لوگ اپنے ہتھیار سجا کر گھر سے نکلتے، نبی کریم ﷺ حضرت طلحہؓ کے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار گلے میں تلوار لٹکائے اس طرف سے واپس آرہے تھے اور لوگوں کو کہا کی فکر کی کوئی بات نہیں ہے۔ (بخاری)

(۲) غزوہ حنین میں جب مشرکوں نے تیروں کی بارش کر دی تو مسلمانوں کے بارہ ہزار فوجیوں کے قدم اُکھڑ گئے اور وہ محفوظ جگہ کی طرف بھاگے۔ ایسے خطرناک وقت میں بھی نبی کریم ﷺ سفید گھوڑے پر سوار دشمن کی فوج پر حملہ کرنے آگے بڑھے جارہے تھے اور آٹھ دس صحابہؓ نے آپؐ کے گھوڑے کو پیچھے کی طرف کھینچ رکھا تھا۔ کہ کہیں آپؐ دشمنوں میں تنہا نہ گھس جائیں۔ (سیرتِ احمد مجتبٰی)

● حضرت برداابن عازبؓ کہتے ہیں کہ جنگ میں نبی کریم ﷺ سب سے آگے صف میں رہتے تھے۔

● حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالا جارہا تھا۔ حضرت جبرئیل آئے اور عرض کیا کہ یا ابراہیمؑ! اگر آپ کہیں تو میں یہ آگ بجھا دوں۔ حضرت ابراہیمؑ نے جواب دیا۔ ''میرے خدا کو میرے حالات کی خبر ہے وہ مجھے بچالے گا۔ مجھے آپکی مدد کی ضرورت نہیں''۔ آپؑ آگ میں پھینک دئے گئے مگر حضرت جبرئیلؑ سے مدد قبول نہ کی۔

● اب ہم حضرت موسیٰؑ کی زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں۔ آپ کا مفصل بیان سورۃ طٰحٰہ، سورۃ الشعراء اور سورۃ القصص میں ملتا ہے۔

(۱) حضرت موسیٰؑ کے ہاتھوں ایک قبطی کا قتل ہوگیا تو اس خوف سے کہ فرعون کی قوم حضرت موسیٰؑ کو بھی قتل نہ کردے آپؑ مصر سے فرار ہوکر مدین چلے گئے۔

(۲) دس سال کے بعد جب حضرت موسیٰؑ اپنے خاندان کے ساتھ مصر لوٹ رہے تھے میدانِ طوٰی کے پاس اللہ تعالیٰ نے آپؑ سے کلام کیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے جب آپؑ کی لاٹھی کو سانپ بنا دیا تو آپ پھر ڈر سے پیٹھ پھیر کر بھاگے۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو دلاسہ دیا اور پیغمبر بنا

کرفرعون کے پاس بھیجنا چاہا تو آپؑ نے ان الفاظ میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

''میرے پروردگار میں ڈرتا ہوں کہ یہ مجھے جھوٹا سمجھیں۔اور میرا دل تنگ ہوتا ہے اور میری زبان رکتی ہے تو ہارون کو حکم بھیج کہ میرے ساتھ چلیں۔اور ان لوگوں کا مجھ پر ایک گناہ یعنی قبطی کے خون کا دعوٰی بھی ہے تو مجھے یہ بھی ڈر ہے کہ مجھ کو مار ہی ڈالیں''۔

(سورۃ الشعراء آیت نمبر ۱۴-۱۲)

- حضرت موسیٰؑ کی التجاء پر اللہ تعالیٰ نے ان کی ساری دعائیں قبول فرمائی۔دو معجزے دیئے اور کہا کہ اب فرعون کے پاس جاؤ تو پھر حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ دونوں حضرات یہ کہنے لگے۔

''دونوں کہنے لگے کہ ہمارے پروردگار ہمیں خوف ہے'' کہ وہ ہم پر زیادتی نہ کرنے لگے یا زیادہ سرکشی نہ کرنے لگے۔(سورۃ طٰہٰ آیت نمبر ۴۵)

- اس کے بعد جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا'' ڈرومت میں تمہارے ساتھ ہوں اور سُنتا اور دیکھتا ہوں''۔

(سورۃ طٰہٰ آیت نمبر ۴۶)

تب جا کر دونوں حضرات کو ہمت ہوئی اور وہ دونوں فرعون کے دربار میں گئے۔

- ہمارے لئے سارے پیغمبر محترم ہیں۔صرف سمجھنے کے لئے ہم حضرت ابراہیمؑ نبی کریم ﷺ اور حضرت موسیٰؑ کی نفسیات پر غور کرتے ہیں:

حضرت ابراہیمؑ آگ میں ڈالے جارہے ہیں۔ فرشتہ مدد کے لئے حاضر ہے مگر مدد لینے سے انکار کرتے ہیں اور آگ میں جا گرتے ہیں۔

- حنین کے موقع پر تیروں کی بارش ہورہی ہے اور تقریباً دس ہزار کا دشمنوں کا لشکر سامنے ہے اور آپ ﷺ تنہا ان پر حملہ کرنے کے لئے بے چین ہیں۔

اس کے برعکس حضرت موسیٰؑ نے کئی بار اپنے خوف کا اظہار کیا۔یہ اس لئے کہ حضرت ابراہیمؑ اور نبی کریم ﷺ آزاد اور حاکم طبقے سے تعلق رکھتے تھے۔جب کہ حضرت موسیٰؑ اقلیتی طبقے سے تھے۔اقلیتی طبقے کی نفسیات میں ڈر اور خوف کا ہونا ایک قدرتی بات ہے۔اس میں کوئی شرمندگی اور فکر کی بات نہیں ہے۔

مصر میں مسلمان (بنی اسرائیل) 20% تھے اور غیر مسلم مصری 80% تھے۔

- اقلیتی طبقے سے ہونے کے باوجود کیا کامیاب داعی بنا جاسکتا ہے؟

یقیناً بنا جا سکتا ہے۔حضرت موسیٰؑ ایک کامیاب داعی تھے۔جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو دلاسہ دیا اور ہمت بندھائی تو آپ کا ڈر اور خوف جاتا رہا۔اسی طرح اگر ہندوستانی مسلمانوں کو دلاسہ دیا جائے اور ہمت باندھی جائے تو وہ بھی بے خوف ہوکر دعوت وتبلیغ کا کام کرتے ہیں۔اگلے مضمون میں ہم ہندوستان کے قانون اور کامیاب داعیوں کے بارے میں معلومات حاصل کریں گے۔جس سے اس کام کو کرنے لئے ہمیں حوصلہ ملے۔ انشاءاللہ

۷۔ اپنی حفاظت کیسے کریں؟

● اس وقت ملک کے جو حالات ہیں اس سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ کبھی بھی اور کسی کو بھی پولس اسٹیشن سے پوچھ تاچھ کے لئے فون آسکتا ہے۔ اور خدا نا خواستہ کبھی کسی کو فون آ گیا تو بلڈ پریشر ایک دم ہائی ہو جاتا ہے اور ہاتھ پیر کانپنے لگتے ہیں۔ یہ خوف اس لئے ہے کہ نہ ہم کو حکومت کے قانون کی کوئی معلومات ہے اور نہ ہمارے پاس کوئی قانونی حفاظت کا انتظام ہے۔ اس لئے ان دونوں کا ہونا بے حد ضروری ہے۔

● البرّ فاؤنڈیشن دعوت و تبلیغ کی ممبئی میں ایک اچھی جماعت ہے۔ اس کے بانی عرفان بھائی کو بہت سی پریشانیاں ہو چکی ہیں اس لئے ان کو اس لائن میں بہت تلخ تجربہ ہے۔ اپنے تجربہ کی بنیاد پر وہ کہتے ہیں کہ مسلمانوں کے ہر علاقے میں ایک Legal Aid Centre قانونی مدد کا مرکز یا ''قانونی راحت مرکز'' ہونا چاہیئے۔ (Legal Aid Centre) قائم کرنے کے لئے عرفان بھائی کے مطابق تین چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔

(۱) ایک ایسا وکیل جو اپنا سارا وقت اس کام کو دے سکے۔

(۲) کچھ ایسے کارکن جو ہر وقت اپنا قیمتی وقت اس کام کو کرنے کے لئے تیار رہیں۔ ان کارکن کو Paralegal Volunteers کہتے ہیں۔

(۳) ایک آفس جہاں مصیبت میں پھنسے لوگ آسانی سے رابطہ قائم کر سکیں۔

● قانونی راحت مرکز میں کارکن (Paralegal Volunteers) بہت اہم ہیں۔ انھیں خاص تربیت دی جاتی ہے۔ ان کا کام ہے کہ یہ پریشان شخص کے مسئلے کو اچھی طرح سمجھ لیں۔ پھر اہم معلومات کو مختصر الفاظ اور اچھی طرح وکیل کے سامنے پیش کریں تا کہ وکیل کو ضروری اور پوری جانکاری کم وقت میں مل جائے۔ اور مقدمے کے دوران یہ کارکن پریشان شخص وکیل اور عدالت ان سب کے بیچ صحیح تال میل بنائے رکھتے ہیں۔ اور کوشش کرتے رہتے ہیں کہ معاملہ سلجھ جائے پریشانی دور ہو جائے اور مقدمہ میں جیت ہو۔

● جو مددگار کارکن یا Paralegal Volunteers ہیں ان میں کچھ ضروری باتوں کا ہونا ضروری ہے۔

(۱) ان میں صبر ہو

(۲) قانون کا کچھ علم ہو

(۳) اور وقت پڑنے پر ہمیشہ اپنا وقت دینے کے لئے تیار رہیں۔

(۴) اس کام کو کرتے وقت رضائے الٰہی کے علاوہ کچھ اور مقصد نہ ہو۔

● قانونی راحت مرکز قائم کرنے سے ہم مظلوموں کو مندرجہ ذیل مدد پہنچا سکتے ہیں۔

(۱) ان کی غیر قانونی حراست کو روک سکتے ہیں۔

(۲) ان کے لئے ضمانت لے سکتے ہیں۔

(۳) ان کے لئے Anticipatory Bail کی

درخواست دے سکتے ہیں۔
(۴) ان کے مقدمہ کی پیروی کر سکتے ہیں۔
(۵) ان کے لئے بڑی عدالتوں میں فیصلے کے خلاف اپیل دائر کر سکتے ہیں۔
اس کے علاوہ قانونی مراکز کی مدد سے ہم مسلمان قوم کے ساتھ ہونے والے زیادتی اور ظلم کے خلاف
(۶) PIL داخل کر سکتے ہیں۔
(۷) RIT کے تحت ضروری معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔
(۸) ظالموں کے خلاف FIR درج کر اسکتے ہیں۔

اس مثال سے سبق حاصل کرو:

- قانون جاننے اور قانون کی مدد سے نا انصافی سے لڑ کر جینے کی مندرجہ ذیل مثال سے آپ ان قانونی مراکز کی اہمیت کا اندازہ کر سکتے ہیں۔
- جماعت اسلامی یہ ایک بڑی جماعت ہے اس لئے ان کا اپنا قانونی شعبہ ہے۔ اس جماعت کی عورتوں کے لئے ایک شاخ ہے جس کا نام ہے۔ گرلس اسلامک آرگنائزیشن۔

Girls Islamic Organissation ہے
کچھ سالوں پہلے ایک مراٹھی اخبار میں ایک خبر چھپی کہ G.I.O تخریبی کاروائیوں میں ملوث ہے اور ساتھ میں ایران کی فوجی عورتوں کا ہتھیار لئے ہوئے فوٹو تھا۔ جب اس اخبار سے رابطہ قائم کیا گیا تو معلوم ہوا کہ یہ خبر پولس نے پھیلائی ہے۔ اور تمام پولس اسٹیشنوں کو اس طرح کا نوٹس بھیجا ہے۔

چونکہ یہ بات جھوٹی تھی۔ اس لئے جماعت اسلامی نے پولس کے خلاف عدالت کا دروازہ کھٹ کھٹایا۔ ہندوستان کی عدلیہ میں اب بھی انصاف باقی ہے اور انھوں نے پولس کے خلاف اور جماعت اسلامی کے حق میں فیصلہ دیا۔

کیا پولس کو سڑکوں پر کئے جانے والے احتجاج سے ہرایا جاسکتا تھا۔ کبھی نہیں۔ مگر صحیح قانونی کارروایوں سے انھیں معافی مانگنے پر مجبور کر دیا گیا۔

تو دعوت و تبلیغ کا کام کرنے والوں کو دعوت و تبلیغ سے جڑے ہندوستانی قانون کی بھی معلومات ہونی چاہئے اور ان کی اپنی حفاظت کے لئے ایک Legal Aid Centre بھی ہونا چاہئے۔ اگلے مضمون میں ہم دعوت و تبلیغ سے جڑے ہندوستانی قانون کی معلومات حاصل کریں گے۔

- اپنے علاقوں میں قانونی راحت مراکز قائم کرنے کے لئے آپ البرّ فاؤنڈیشن سے رابطہ قائم کر سکتے ہیں۔ وہ آپ کو اس کام میں بھرپور مدد کریں گے۔

ان کا پتہ مندرجہ ذیل ہے۔

Al- BiRR Foundation
81/82, Kotwala House,
Dr. Mascaranes Road, Sitafal Wadi,
Mazagaon, Mumbai- 400010
Phono: 8767333555/992095597

جمعتیہ العماء هند:

یہ ایک نیم سیاسی جماعت ہے۔ اس کے رکن کسی نہ کسی اصلاح یا دعوت و تبلیغ کا کام کرنے والی جماعت سے جڑے ہیں مگر اس پارٹی کے جھنڈے تلے یہ جماعت

صرف مسلمانوں کی اور ملک کی حفاظت کا کام کرتی ہے۔

اس پارٹی کے اکابرین نے ۱۸۱۰ عیسوی میں شاملی کے مقام پر عام لوگوں کی فوج بنا کر انگریزوں سے آزادی کی جنگ لڑی ہے اس وقت تو گاندھی جی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔ یہ الگ بات ہے کہ سُپر پاور انگریزوں کو شکست دینا ناممکن تھا اس لئے انھیں کامیابی نہیں ملی۔ مگر یہ سب سے اول آزادی کے لئے جدوجہد کرنے والی جماعت ہے۔ اور اس وقت سے لے کر آج تک یہ مسلمانوں کی سب سے زیادہ خیر خواہ جماعت رہی ہے۔ ۹۹ فی صد مسلمان سیاسی لیڈر تو منافقوں کے زمرہ میں آتے ہیں۔ کیوں کے پہلے وہ اپنا فائدہ دیکھتے ہیں پھر مسلمانوں کا فائدہ دیکھتے ہیں۔ وہ مسلمانوں کے لئے اپنا کریئر کبھی داؤ پر نہیں لگاتے ہیں۔ بس یہی مسلمانوں کی ایک جماعت ہے جو حکومت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ہر ناانصافی کے خلاف آواز اٹھائی ہے۔ جب بھی کوئی فساد ہوتا ہے یا آسمانی آفتوں سے تباہی آتی ہے تو یہی جماعت ہے جو سب سے پہلے لوگوں کی مدد کے لئے پہنچتی ہے۔ اور آج تک اس نے لاکھوں اجڑے ہوئے گھر بسائے ہیں۔ آج بم دھماکہ چاہے جو بھی کرے پکڑے تو مسلمان ہی جاتے ہیں۔ اس جماعت نے ایسے ہزاروں بے گناہ مسلمانوں کا دفاع کیا ہے جو بے قصور جیلوں میں ٹھونس دئے گئے ہیں۔ اور سیکڑوں مسلمان نو جوانوں کو جھوٹے مقدمات سے آزاد کرایا ہے۔

مسلمان عوام ان کی خدمات کو پہچانتے ہیں اس لئے ان کے اجلاس میں بڑی تعداد میں شرکت کرتے ہیں۔ چونکہ یہ مسلمانوں کی واحد سیاسی جماعت ہے۔ اس لئے مسلمانوں کو بھی اس جماعت کی مدد کرنی چاہئے۔

اس جماعت کی کوئی ذاتی آمدنی نہیں ہے۔ جو کچھ یہ لوگوں کی فلاح کے لئے خرچ کرتے ہیں وہ عوام کے ذریعے دئے گئے چندوں سے ہی کرتے ہیں۔ یہ زکوٰۃ کی رقم کا صحیح جگہ پر بہترین استعمال کرتے ہیں۔ اس لئے ہر صاحبِ نصاب مسلمان کو اپنی زکوٰۃ کی رقم سے کچھ نہ کچھ رقم انھیں ضرور دینا چاہئے۔

آپ اگر اپنے اچھے وقت میں انھیں یاد رکھیں گے تو خدا نہ خواستہ اگر آپ پولس کے مظالم کا شکار ہو گئے تو یہی جماعت ہے جو آپ کی دفاع کے لئے پولس اور حکومت سے ٹکر لینے کا حوصلہ رکھتی ہے۔ عام وکیل تو پولس اور حکومت کے خلاف کیس کی پیروی کرنے کی ہمت بھی نہیں کر پاتے ہیں اس لئے اگر آپ کے علاقے میں قانونی راحت مرکز نہیں ہے اور قائم کرنا بھی مشکل ہو تو اپنی حفاظت اور مسلمان قوم کی حفاظت کے لئے اس جماعت سے کچھ نہ کچھ رشتہ ضرور بنائے رکھئے۔

● جمعیۃ العلماء ہند کا مرکز دہلی میں ہے۔ ان کا پتہ اور فون نمبر اگلے مضمون کے آخر میں ہے۔ وہاں فون کر کے آپ اپنے علاقوں کے ان کے آفس کا پتہ لگا سکتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

۸۔ دعوت وتبلیغ اور قوانین ہند

عدالتوں اور وکیلوں کی قانونی تحریروں میں بہت سے ایسے الفاظ، جملے اور باتیں ہوتی ہیں جسے عام آدمی بڑی مشکل سے سمجھ پاتا ہے۔ یہ کتاب عام لوگوں کو سمجھنے کے لئے لکھی گئی ہے اس لئے میں قانونی تحریروں کا آسان ترجمہ کروں گا۔ مگر اس ترجمے میں مجھ سے غلطی ہوسکتی ہے۔ اس لئے اس مضمون سے آپ قوانین اور حقوق کا صرف اندازہ اور سطحی علم حاصل کر لیجئے۔ بالکل صحیح معلومات کے لئے آپ کو آئین کی کتابیں دیکھنا بہت ضروری ہے۔

بھارت کا آئین:

ہندوستان ۱۵، اگست ۱۹۴۷ء کو آزاد ہوا تھا۔ اس کے بعد ہمارے رہنما جو مجاہد آزادی بھی تھے مسلسل دوسال تک یہ ملک کن اصولوں پر چلایا جائے اس پر محنت کرتے رہے چونکہ ہر مذہب اور ہر علاقے کے لوگوں نے اس آزادی کی جدوجہد میں حصّہ لیا تھا اس لئے ان لوگوں نے طے کیا کہ یہ ملک ایک سیکولر اور جمہوری ملک ہوگا۔ جو اصول ان لوگوں نے طے کئے انھیں آئین (Constitution) کہا جاتا ہے۔ ہر اصول کو ایک نمبر دیا گیا اس وقت یہ کل ۴۴۸ ہیں۔ ان اصولوں کو ۲۶ جنوری ۱۹۵۰ء کو نافذ کیا گیا۔ ان میں آئین نمبر ۱۹، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰ ذاتی اور مذہبی آزادی سے جڑے ہیں۔ ان کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

آئین نمبر ۱۹ (Article 19) **حق آزادی**:

(ا) تمام شہریوں کو حق حاصل ہوگا

(الف) تقریر اور اظہارِ (خیال) کی آزادی کا

(ب) امن پسندانہ طریقہ سے اور بغیر ہتھیاروں کے جمع ہونے کا

(ج) انجمنیں یا یونین قائم کرنے کا

(د) بھارت کے سارے علاقوں میں آزادانہ نقل و حرکت کرنے کا

(ر) جائیداد کے حصول اور منتقلی کی آزادی کا

(ذ) کسی پیشہ کے اختیار کرنے یا کسی کام دھندے، تجارت یا کاروبار چلانے کا۔

مذہب کی آزادی کا حق

آئین نمبر ۲۵: امن عامہ، حقوق عامہ، صحت عامہ اور اس حصّہ کی دیگر توضیعات کے تابع تمام اشخاص کو آزادی ضمیر اور آزادی سے مذہب قبول کرنے اس کی پیروی اور اس کی تبلیغ کرنے کا مساوی حق ہے۔ (یعنی اگر آپ سے کسی کو کوئی تکلیف نہ پہنچتی ہو تو آپ اپنی پسند کے

مذہب کواختیار کر سکتے ہیں اور اس کی تبلیغ بھی کر سکتے ہیں۔)

آئین نمبر ۲۶: امن عامہ اخلاق عامہ اور صحت عامہ کے تابع ہر ایک مذہبی فرقے یا اس کے کسی طبقے کو حق حاصل ہوگا۔

(الف) مذہبی اور خیراتی اعراض کے لئے ادارے قائم کرنے اور چلانے کا

(ب) اپنے مذہبی امور کا انتظام خود کرنے کا

(ج) منقولہ اور غیر منقولہ جائیداد کے مالک ہونے اور اس کو حاصل کرنے کا

(د) ایسی جائیداد کا قانون کے بموجب انتظام کرنے کا۔

آئین نمبر ۲۷: کسی شخص کو ایسے ٹیکسوں کے ادا کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا جن کی آمدنی کسی خاص مذہبی فرقہ کی ترقی یا اس کو قائم رکھنے کے مصارف ادا کرنے کے لئے صراحتاً تصرف کی جائے۔

آئین نمبر ۲۸ (۱): ایسے تعلیمی ادارے میں جو بالکلیہ مملکتی فنڈ (حکومت کے پیسوں سے) چلایا جاتا ہو کوئی مذہبی تعلیم نہیں دی جائے گی۔

(۲) فقرہ (۱): (یعنی اوپر بیان کئے گئے) قانون کا اطلاق ایسے تعلیمی ادارے پر نہیں ہوگا جس کا انتظام مملکت (حکومت) کرتی ہو۔ لیکن جو کسی ایسے وقف یا ٹرسٹ کے تحت قائم کیا گیا ہو جو ایسے ادارے میں مذہبی تعلیم دینا لازمی قرار دئے۔

آئین نمبر ۲۹ (۱) : بھارت کے علاقہ میں یا اس کے کسی حصّہ میں رہنے والے شہریوں کے کسی طبقہ کو جس کی اپنی الگ جداگانہ زبان، رسم الخط یا ثقافت ہو اس کو محفوظ رکھنے کا حق ہوگا۔

(۲) کسی شہری کو ایسے تعلیمی ادارہ میں جس کو حکومت چلاتی ہو یا جس کو حکومت فنڈ سے امداد ملتی ہو کسی کو داخلہ دینے سے محض مذہب، نسل، ذات، زبان یا ان میں سے کسی کی بنا پر انکار نہیں کیا جائے گا۔

آئین نمبر ۳۰ (۱): تمام اقلیتوں کو خواہ وہ مذہب کی بنا پر ہوں یا زبان کی اپنی پسند کے تعلیمی ادارے قائم کرنے اور ان کا انتظام کرنے کا حق ہوگا۔

(۲) حکومت تعلیمی اداروں کو امداد عطا کرنے میں کسی تعلیمی ادارے کے خلاف اس بنا پر امتیاز نہ برتے گی کہ وہ کسی اقلیت کے زیرِ انتظام ہے خواہ وہ اقلیتی مذہب کی بنا پر ہو یا زبان کی۔

اب تک ہم نے جو پڑھا وہ ایک بھارت ملک کا شہری ہونے کی وجہ سے ہمارے آئینی حقوق تھے۔

انڈین پینل کوڈ (IPC):

اب ہم جو پڑھنے جارہے ہیں وہ جرم اور سزا کی دفعات

ہیں۔اسے انڈین پینل کوڈ (IPC) کہتے ہیں۔کل ۵۱۱ کوڈ ہیں۔اس میں مختلف قسم کے جرم اوران کی سزا کی تفصیل ہے۔ جب کہ کوڈ آف کریمنل پروسیجر میں ہر جرم اور جرم سے جڑے سارے حالات کے لئے پولس کو جرم ہونے کے بعد سے لے کر عدالت کا فیصلہ ہونے تک کام کرنے کے اصول بتائے گئے ہیں۔

دفعہ نمبر ۲۹۵ (IPC 295): کسی مذہب کے لوگوں کے جذبات کومجروح کرنے کے لئے ان کی عبادت گاہ یاایسی کسی چیز کی بےعزتی کرنایابرباد کرنا جوان کے جذبات کومجروح کرے۔(یہ جرم ہےاوردوسال کی سزااورجرمانہ عائد ہوسکتا ہے۔)

دفعہ۲۹۶ (IPC 296): اگرکسی مذہب کے لوگ ایک جگہ جمع ہوکر جائزطریقے سے اپنی عبادتیں کررہے ہوں یارسوم ادا کررہے ہوں یا ان کا مذہبی اجتماع ہوتو اس مجمع میں جا کر جان بوجھ کرایسے کام کرنا جس سے ان کوخلل ہوایک جرم ہے۔(اس جرم کی ایک سال کی سزااورجرمانہ ہے یادونوں عائد ہوسکتے ہیں۔)

تشریح: ہمارے اکثر داعی ہندو بھائیوں کے میلوں میں کتابیں بانٹنے اور دعوت وتبلیغ کے لئے پہنچ جاتے ہیں۔ وہ یہ سوچ کر جاتے ہیں کہ اس بھیڑ میں کوئی نہ کوئی تو ہماری بات سنے گا۔لیکن اگر ہندو بھائی اسے نہ پسند کریں تو آپ گرفتار ہوسکتے ہیں۔کیوں کہ دفعہ۲۹۶ کےمطابق یہ جرم ہے۔

دفعہ ۲۹۷ (IPC 297) : کسی کی عبادت گاہ سے یاان کی مقدس عمارتوں سے یااس مقام سے جہاں وہ اپنے مردوں کی آخری رسومات ادا کرتے ہیں۔اگر آپ کےوہاں سےگزرنے سےان کے جذبات مجروح ہوتے ہیں تو اسی طرح کی غیرقانونی مداخلت بھی جرم ہے۔(سزاایک سال کی قیداورجرمانہ یادونوں)

دفعہ۲۹۸ (IPC 298): اگرکوئی شخص دوسرے مذہب کے لوگوں کے جذبات مجروح کرنے کے لئے جان بوجھ کر کےایسے الفاظ استعمال کرتا ہے یا ایسی تحریر کرتا ہے یا ایسے اشارے استعمال کرتا ہے جس سے دوسرے مذہب کےلوگوں کے جذبات مجروح ہوں تو یہ بھی جرم ہے۔(سزاتین سال اورجرمانہ یادونوں۔)

تشریح: آپ ایسا کہہ سکتے ہیں کہ’’خدا ایک ہےاس کے سوا کوئی معبود نہیں‘‘ مگرآپ ایسا نہیں کہہ سکتے ہو کہ وہ ایک خدا جس کی ہم عبادت کرتے ہیں بس وہی صحیح ہے اور جس کی تم عبادت کرتے ہو وہ سب غلط ہیں۔آپ اپنے مذہب کی خوبی بیان کر سکتے ہو لیکن دوسروں کی توہین نہیں کرسکتے۔

دفعہ ۱۴۱ (IPC 141): اگر پانچ لوگ یااس سے زیادہ لوگ ایک جگہ جمع ہوں اورمقصدان کا فساد کرنا،کسی کونقصان پہنچانا،اورسرکاری ملازم کواپنافرض ادا کرنے نہ دینا یا وہاں سے گزرنے والوں کو پریشان کرنا وغیرہ

ہوتو یہ دفعہ ۱۴۱ کے مطابق جرم ہے۔

دفعہ ۱۴۲ (IPC 142): اگر کسی شخص کو پتہ ہو کہ پانچ سے زیادہ لوگوں کا یہ مجمع کسی تخریبی کام کے لئے جمع ہوا ہے۔ اور وہ شخص جان بوجھ کر اس مجمع کے ساتھ رہا تو وہ اس مجمع کے جرم میں برابر کا ساتھی دار سمجھا جائے گا۔

دفعہ ۱۴۳ : جو بھی لوگوں کے غیر قانونی جمع ہونے کے عمل میں شامل ہوگا اسے چھ مہینے کی سزا یا جرمانہ یا دونوں سزائیں ہوسکتی ہیں۔

دفعہ ۱۴۴ : جو لوگ کوئی خطرناک ہتھیار کے ساتھ غیر قانونی طور پر ایک جگہ جمع ہوتے ہیں تو ان کو دو سال کی قید یا جرمانہ یا دونوں سزائیں ہوسکتی ہیں۔

دفعہ ۱۵۳ : مذہب، ذات، زبان، علاقہ وغیرہ کی بنیاد پر دو گرہوں میں نفرت پھیلانا اور امن وامان نہ کو خراب کرنے پر پانچ سال کی سزا یا جرمانا یا دونوں کی سزا ہوسکتی ہے۔

کرفیو : کرفیو ایک حکم کا نام ہے جس میں کچھ خاص اوقات میں کچھ خاص دفعہ کو ماننا لازم ہے۔

(Section 144 of the Criminal Procedure Code (Crpc) of 1973.

اس دفعہ کے تحت اگر مجسٹریٹ کرفیو لگا دے تو پانچ لوگوں کے ایک جگہ جمع ہونے پر پابندی ہوگی۔ اور سڑک پر جو لوگ گرفتار ہوں گے تو IPC- 141- 149 کے مطابق جو بھی دفعہ ان پر لاگو ہوگی اس کے مطابق ان پر مقدمہ چلے گا اور سزا ہوگی۔

تو دعوت وتبلیغ کا کام کرتے وقت اپنے حقوق اور ممنوعہ کام کے قانون کے بارے میں معلومات بے حد ضروری ہے۔ ممنوعہ کام سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرنا چاہئے۔

انٹرنیٹ پر مندرجہ ذیل ویب سائٹ پر آپ انگریزی میں ان قوانین کو پڑھ سکتے ہیں۔

(۱) www.aaptaxlaw.com

☆☆☆☆☆

جمعیۃ العلماء ہند کا پتہ اس طرح ہے۔

Jamiat Ulma-i- Hind
No.1, Bahadur Shah Zafar Marg,
New Delhi- 110002 , India
Ph- 011-32436916, 23233547, 23738257
Juh.org2010@gmail.com
www.jamiatulamaihind.com

۹۔کامیاب داعیوں کی مثالیں

کامیاب داعی بننے کے لئے پہلے ہم ان جماعتوں کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں جو دعوت وتبلیغ کا کام انتہائی کامیابی کے ساتھ کررہے ہیں۔ میں دومشہور جماعتوں کی مثالیں بیان کرتا ہوں جنھیں آپ اچھی طرح جانتے ہیں۔ اس سے کامیابی کے راز کو سمجھنے میں آسانی ہوگی۔

وہ دو جماعتیں ہیں۔

(۱) تبلیغی جماعت

(۲) جماعتِ اسلامی ہند

• تبلیغی جماعت:

۱۸۵۷ء کے غدر میں انگریزوں نے ۵۰ ہزار سے زیادہ علماء کرام کو پھانسی پر لٹکا دیا تھا۔ دہلی شہر کی سڑکوں پر کوئی ایسا درخت نہ تھا جس پر کسی نہ کسی عالم کی لاش نہ لٹکی ہو۔ ۱۵ سال تک دہلی کی جامع مسجد انگریزوں کے گھوڑوں کا اصطبل بنی رہی ۔ پھر حالات تو سدھرے مگر امت کی حالت نہیں سدھری۔ بڑھتی ہوئی بے دینی کو دیکھ کر مولانا الیاسؒ کا دل تڑپتا رہتا۔ تقریریں اور وعظ بے سود ثابت ہو رہے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ایک بات آپ کے دل میں ڈالی کہ جیسے اگر کوئی سکّہ کسی گندی نالی میں پڑا ہو اور اسے صاف کرنے کے لئے اگر صاف پانی اس پر ڈالا جائے تو جب تک صاف پانی گرے گا وہ صاف رہے گا۔ پانی گرانا بند ہوا تو وہ پھر گندہ ہو جائے گا۔ اس لئے اگر سکّے کو اچھی طرح صاف کرنا ہے تو پہلے اسے گندے پانی سے نکالو پھر صاف کرو۔ اسی طرح گھر سے نزدیک مسجدوں میں جب تک کسی شخص کو اچھی باتیں بتائی جاتی ہیں وہ اثر لیتا رہتا ہے۔ مگر جیسے ہی وہ اپنے بے دین محلّے اور گھر میں جاتا ہے تو پھر اپنی پہلی بے دینی کی حالت پر لوٹ آتا ہے۔ اس لئے پہلے لوگوں کو ان کے محلّے اور گھروں کے بے دین ماحول سے نکال کر دور مسجد کے نورانی ماحول میں کچھ دن کے لئے لے چلو پھر تربیت کرو۔

• آپ نے اس خیال کو عملی جامہ پہنا دیا۔ آپ نے لوگوں کا گھر کے ماحول سے نکل کر مسجدوں میں کچھ دن رہنے، دین سیکھنے اور اپنی اصلاح کا ایک نظام بنایا۔ آپ نے یہ بھی طے کیا کہ لوگ جماعت میں نکل کر کس موضوع پر وعظ اور تقریریں کریں۔ اور آپ نے یہ اس لئے کیا تا کہ مسئلے مسائل میں بحث نہ ہو۔ آپ نے ایک امیر کے ماتحت لوگوں کو علم حاصل کرنے اور علاقوں میں چل پھر کر لوگوں کی اصلاح کرنے کا طریقہ اور اصول طے کئے۔

اس جماعت کے لوگ جن موضوع پر تقریریں کرتے ہیں وہ چھ باتیں مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) ایمان کو خالص اور مضبوط کرنا

(۲) نماز کا قائم کرنا
(۳) علم وذکر کے ذریعے حق کی تحقیق کرنا اور اللہ تعالیٰ کا دِل میں دھیان جمانا۔
(۴) اکرامِ مسلم یعنی اُمت میں جوڑ پیدا کرنا
(۵) اخلاصِ نیت یعنی مسلمان کا ہر عمل اللہ کو راضی کرنے والا ہو۔
(٦) دعوت وتبلیغ یعنی مسلمان کے جان مال اور وقت کا دین کی اشاعت میں صحیح استعمال ہو۔
اور ان سب کو موثر بنانے کے لئے لایعنی باتوں سے بچنا۔

• اس جماعت کا مقصد صرف اپنی اور دوسروں کی اصلاح ہے۔اور ان کی تقریروں کا موضوع صرف چھ باتوں تک محدود ہوتا ہے اس لئے ان کا کسی سے اختلاف نہیں ہوتا ہے۔ اور اس لئے دنیا کے تمام ملکوں کے پولس ڈپارٹمنٹ نے اسے غیر سیاسی اور اصلاحی اور اچھی جماعت کی سند دی ہے۔ کسی ملک میں اس پر پابندی نہیں ہے۔اور اس جماعت نے دنیا میں ایک انقلاب برپا کر دیا ہے۔ امریکہ اور یورپ میں وہ مسلمان جن کو رمضان اور عید کا پتہ تک نہ تھا آج وہ بھی ساری دنیا میں اس جماعت کے ذریعے سفر کر کے لوگوں کی اصلاح کا کام کرنے لگے ہیں۔

• اس جماعت کے امیر دہلی میں نظام الدین مرکز میں رہتے ہیں اور ساری دنیا کی جماعتوں کا کنٹرول یہیں سے کرتے ہیں۔

اس جماعت کی پانچ اہم خصوصیات یہ ہیں۔
(۱) یہ منظم جماعت ہے۔
(۲) یہ لوگ امیر کی سنتے ہیں۔
(۳) یہ لوگ اپنے امیر کی باتوں پر عمل کرتے ہیں۔
(۴) یہ لوگ تین دن، چالیس دن، چار مہینے یا اس سے زیادہ عرصے کے لئے اپنی اور دوسرے مسلمان بھائیوں کی اصلاح کے لئے گھر سے نکلتے ہیں۔
(۵) یہ اپنی اور دوسروں کی اصلاح کے لئے سخت جدوجہد کرتے ہیں۔

• اور یہ پانچوں کام وہ صرف خدا کے خوف، رسول کی محبت مسلمانوں کی خیرخواہی اور اپنی آخرت بنانے کے لئے کرتے ہیں ۔ یہ اس کام میں اپنی جان و مال خرچ کرتے ہیں۔ کسی سے نہ انھیں کچھ مالی فائدہ ملتا ہے نہ وہ اس کی امید کرتے ہیں اور اگر کوئی دے تو بھی اسے لینا پسند نہیں کرتے کیوں کہ بغیر قربانی دیئے ایمان کی قدر معلوم نہیں ہوتی ہے۔

• حکومت، پولس اور غیر مسلم جماعتوں میں بھی ان کا اِمیج بہت اچھا ہے۔ جب اس جماعت کے اجتماع ہوتے ہیں تو مسلمانوں کے ساتھ غیر مسلم حضرات بھی منڈپ بنانے، زمین صاف کرنے، پانی سپلائی کرنے وغیرہ جیسے کارخیر میں حصہ لیتے ہیں۔

• مہاراشٹر ریاست میں یہ جماعت جب کسی گاؤں یا

قصبہ میں جاتی ہے تو پہلے امیر اپنی اور تمام ساتھیوں کی تصویر اور معلومات مقامی پولس اسٹیشن میں جمع کر دیتے ہیں کہ ہم یہاں اصلاح کا کام کرنے آئے ہیں۔ پھر بے فکر ہو کر سارے گاؤں اور علاقوں میں گھوم پھر کر مسلمان بھائیوں سے ملتے ہیں اور دین کی باتیں سمجھاتے ہیں۔ پولس اور مقامی لوگوں سے انھیں کبھی کوئی تکلیف نہیں ہوتی ہے۔

یہ جماعت ہندوستان میں صرف اصلاح کا کام کرتی ہے۔ اور ہندوستان میں غیر مسلموں میں دعوت و تبلیغ کا کام بالکل نہیں کرتی ہے۔

- دین کی بات کہنے سننے سے ایمان بڑھتا ہے۔ اس لئے جب لوگ اپنی اصلاح کے لئے جماعت میں نکلتے ہیں تو مسلسل دینی باتوں کو دہراتے رہتے ہیں اور اس عمل میں بالکل نئے لوگوں کو بھی اپنے ساتھیوں کے سامنے اللہ کی بڑائی اور دوسری باتیں بیان کرتے رہنا پڑتا ہے۔ اس سے لوگ تقریر کرنے کا فن سیکھ لیتے ہیں۔ جو بعد میں انھیں دعوت و تبلیغ کے کام میں بہت کارآمد ثابت ہوتا ہے۔

اس لئے اگرچہ تبلیغی جماعت والے دعوت و تبلیغ کا کام تو نہیں کرتے مگر یہ بہترین داعی پیدا کرتے ہیں۔ اس لئے اگر آپ دیوبندی یا اہلِ حدیث ہیں تو اس جماعت میں کچھ عرصے کے لئے شامل ہو جائیں۔ اور اگر آپ بریلوی ہیں تو اسی طرح کا کام وہ بھی کرتے ہیں مگر جماعت کو وہ قافلے کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ تو آپ ان میں شامل ہو کر اپنی تقریر کرنے کی قابلیت کو نکھار لیجئے۔

• جماعت اسلامی ھند:

- اس جماعت کو ۱۹۴۱ء میں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے قائم کیا تھا۔ آپ حنفی مسلک کے اچھے عالم تھے۔ آپ نے نہ کوئی نیا فرقہ بنایا نہ کوئی بدعت ایجاد کی۔ آپ نے اسلام کی تعلیمات کو آسان لفظوں میں لوگوں کے سامنے بیان کیا جسے ایک عام آدمی بھی سمجھ سکتا ہے۔ آپ نے قرآن کریم کا آسان زبان میں ترجمہ کیا جسے لوگ بہت پسند کرتے ہیں۔
- آپ کو اس بات پر یقین تھا کہ اسلام صرف عبادت کا نام نہیں ہے بلکہ یہ ایک پوری زندگی صحیح طریقے سے جینے کا طریقہ سکھاتا ہے۔ اور سماج سے ناانصافی، رشوت، ظلم وغیرہ صرف اسلامی حکومت کے قائم کرنے سے ہی دور ہوگی۔ اس لئے آپ مرکز میں ایک اسلامی حکومت کا خواب دیکھتے تھے۔
- آزادی کے بعد ملک کے ساتھ اس جماعت کے بھی ٹکڑے ہوئے مگر جو جماعت ہندوستان میں باقی رہی اس نے بھی اپنا موقف اور نظریہ نہ بدلا بلکہ آج بھی ہندوستان میں جہاں مسلمان صرف ۲۰ فی صد ہیں وہ یہاں بھی اسلامی حکومت کا ارادہ رکھتے ہیں۔

ان کے اس نظریے کی وجہ سے ایمرجنسی کے وقت کچھ سالوں کے لئے اور بعد میں بی جے پی کی حکومت میں ۱۹۹۲ء میں اس پر پابندی عائد کر دی گئی تھی۔ پھر سپریم

کورٹ کے فیصلے کی وجہ سے اس پابندی کو اٹھا لیا گیا۔

• ان کا صرف یہی ایک نظریہ ہے جو ہندوتوادیوں کو کھٹکتا ہے اور جسے مسلمان بھی سن کر تعجب کرتے ہیں۔اس ایک نظریہ کے علاوہ ان کے تمام کاموں کو ہرکوئی سراہتا ہے۔اس لئے باوجود یہ کہ اس جماعت کے لوگ بہت کم ہیں۔ یعنی رکن صرف ۷۰۰۰ ہیں اور ان سے جڑے لوگ صرف ۳ لاکھ ہیں مگر ان کی شہرت کسی بہت بڑی جماعت یا پارٹی کی طرح ہے۔

• یہ زندگی کے ۷۴ شعبوں میں لوگوں کی بھلائی کا کام کرتے ہیں جیسے دعوت وتبلیغ، خدمتِ خلق، بچوں کی تعلیم کا انتظام، غریبوں کے دوا علاج کا انتظام، آسمانی آفتوں کے وقت لوگوں کی مدد کرنا، گھر بنا کر دینا، دوائی اور کھانا بانٹنا وغیرہ وغیرہ۔

• آج جو بھی ہندوستان میں دعوت وتبلیغ کا کام ہورہا ہے اس میں ان کا کام سب سے زیادہ منظّم اور با اثر ہے۔ان کی شہرت آپ اس ایک حقیقت سے جان سکتے ہیں کہ وارکری مہاراشٹر کے ہندوؤں کی ایک قوم ہے جو سنتوں کی تعلیم میں بہت زیادہ عقیدت رکھتے ہیں۔۔ان کا سالانہ اجتماع یا جلسہ مہاراشٹر کے پنڈھر پور مقام پر ہوتا ہے۔جس میں تقریباً چھ سے سات لاکھ لوگ شامل ہوتے ہیں۔ اس خالص ہندوؤں کے اجتماع میں اس جماعت اسلامی کے لوگوں کو بھی مدعو کیا جاتا ہے کہ آپ امن اور اسلام کے اپنے نظریات بھی بیان کریں۔

• اس جماعت کی کامیابی کا راز میرے خیال سے مندرجہ ذیل خصوصیات ہیں۔

(۱) یہ ایک منظّم جماعت ہے۔

(۲) ان کا ایک امیر ہے۔

(۳) امیر کی باتیں سارے لوگ مانتے اور سنتے ہیں۔

(۴) اس جماعت میں ایک بڑی تعداد ان لوگوں کی ہے جنھوں نے قوم کے لئے اپنے کریئر اور کاروبار کو قربان کردیا ہے۔

(۵) یہ بہت خلوص کے ساتھ اپنی جماعت کے بنائے ہوئے مقصد کو پورا کرنے کے لئے سخت جدوجہد کرتے ہیں۔

کامیابی کے اصول :

• اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

(۱) مومنوں کی مدد کرنا اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر لازم کیا ہے۔(سورۃ الروم آیت نمبر ۴۷ کا مفہوم)

(۲) جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔(توکّل رکھتا ہے) اللہ تعالیٰ اس کی (ہر مصیبت) سے خلاصی کا راستہ پیدا کرتے ہیں۔(سورۃ طلاق آیت نمبر ۲ کا مفہوم)

• حضرت حارث اشعریؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،''میں تمہیں پانچ چیزوں کا حکم دیتا ہوں جماعت کا ۔ سننے کا۔اطاعت کا۔ہجرت اور جہاد فی

سبیل اللہ کا۔''

(مشکوۃ،مسنداحمد ترمذی،زادِراہ حدیث ۱۸۸)

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ اپنی اُمت کو مندرجہ ذیل پانچ چیزوں کاحکم دیتے ہیں:

(۱) جماعت بنو،جماعتی زندگی گزارو۔

(۲) تمہارے اجتماعی معاملات کا جو ذمہ دار ہواس کی بات غور سے سنو۔

(۳) اس کی اطاعت کرو۔

(۴) اگر حالات ،قیام کا مقام ،حکومت کی پالیسی وغیرہ ایک دیندار زندگی کے لئے موزوں نہ ہوں تو موزوں جگہ پر ہجرت کرنے کی کوشش کریں۔

(۵) جہاد یعنی جدوجہد۔اپنے اور تمام مسلمانوں کی زندگی میں %۱۰۰فی صددین لانے کی جدوجہد کرو اسی طرح اس زمانے کے سارے لوگ نبی کریم ﷺ کے امتی ہیں۔ان تک بھی اسلام کا پیغام پہنچانے کی کوشش کرو۔

● جوکوئی اللہ اور اس کے رسول کے احکام پر یقین رکھے گا اور عمل کرے گا وہ کسی بھی میدان میں ناکام ہو ہی نہیں سکتا ہے۔چاہے وہ دعوت وتبلیغ کا مشکل کام ہی کیوں نہ ہو۔اور اوپر بیان کئے گئے تبلیغی جماعت اور جماعت اسلامی جو کہ دعوت وتبلیغ اور اصلاح کی لائن کی کامیاب ترین جماعتیں ہیں ان کی مثالوں میں ہم نے نوٹ کیا کہ وہ نبی کریم ﷺ کی بتائی ہوئی پانچ باتوں پر اور زندگی کے اسلامی اصولوں پر ۱۰۰، فی صد عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لئے کامیاب ہیں۔اگر ہم بھی اس لائن میں کامیاب ہونا چاہتے ہیں تو ہمیں بھی یہی طریقہ اپنانا ہوگا۔یعنی ہمیں پہلے خود سچّا پکّا مسلمان بننا ہوگا۔ (کیوں کہ مدعو داعی کی زندگی کا مطالعہ بھی کرتے ہیں) اور پھر پانچ باتوں پر عمل کرنا ہوگا۔(۱) ہمیں ایک جماعت بننا ہوگا۔

(۲) عالمِ دین امیر طے کرنا ہوگا۔

(۳) امیر کی باتوں کوسننااوران پرعمل کرنا ہوگا۔

(۴) اپنی تمام غیر اسلامی زندگی اور طور طریقوں کو چھوڑنا ہوگا(یعنی ہجرت کرنا ہوگا)۔

(۵)اور اپنی زندگی کے اس دعوت وتبلیغ کے مقصد کو حاصل کرنے کے لئے سخت جدوجہد کرنی ہوگی۔اور اگر ہم نے ایسا کیا تو ضرور ایک کامیاب انسان ،کامیاب داعی اور ایک سچّا پکّا مسلمان بن جائیں گے۔

● قوم کی اجتماعی طاقت کا راز اتحاد میں ہے۔

اور ایک بات یاد رکھنے والی یہ ہے کہ مسلمانوں کی کامیابی آپسی اتحاد اور اجتماعی زندگی میں ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے

اور خدااوراس کے رسول ﷺ کے حکم پر چلو اور آپس میں جھگڑا نہ کرنا کہ ایسا کروگے تو تم بزدل ہوجاؤ گے اور تمہارا اقبال جاتا رہیگا اور صبر سے کام لو کہ خدا صبر کرنے والوں کا مددگار ہے۔ (سورۃالانفال آیت نمبر۴۶)

اس لئے آپ جس مسلک سے ہو اس پر تو جمے رہو۔ مگر لوگوں کے درمیان نہ اپنا مسلک ظاہر کرو نہ کسی سے اس کا مسلک پوچھو اور نہ مسلک کی بنیاد پر کسی سے نفرت کرو۔ سارے انسان حضرت آدمؑ کی اولاد ہیں اس لئے سارے انسان ہمارے خونی رشتے سے بھائی ہیں اور جو کلمہ پڑھتے ہیں وہ بھی ہمارے دینی بھائی ہیں۔ اسی طرح ہر مسلمان ہمارے دو رشتوں سے بھائی ہوئے۔

- اللہ تعالیٰ نے ہر انسان اور ہر جماعت کو ایک خاص مقصد کے لئے پیدا کیا ہے۔ اور ہر ایک سے ایک خاص کام لے رہا ہے۔ مثال کے طور پر تبلیغی جماعت انتہائی کامیابی کے ساتھ اصلاح کا کام کررہی ہے۔ جماعتِ اسلامی ہندوستان میں تعلیم یافتہ ہندو بھائیوں کے درمیان لٹریچر اور سمینار وغیرہ کے ذریعے دعوت و تبلیغ کررہی ہے۔ ڈاکٹر ذاکر نائک اور ان کی طرح کے لوگ T.V اور میڈیا کے ذریعے ساری دنیا میں اسلام کی دعوت پہنچا رہے ہیں ۔سید عبداللہ طارق صاحب اور محمد ذوالفقار صاحب ہندو بھائیوں کو ان کی کتابوں کی مدد سے اسلام کی دعوت دے رہے ہیں۔ مولانا محمد کلیم صاحب، مولانا شیخ محمد ریاض موسیٰ ملباری صاحب کا دعوت و تبلیغ کا اپنا الگ انداز ہے۔ سلام سینٹر اور مولانا وحیدالدین خان صاحب قرآن تقسیم کرکے دعوت کا کام کررہے ہیں ۔اسی طرح سارے ہندوستان میں درجنوں جماعتیں ہیں۔ یعنی الگ الگ لوگ الگ الگ طرح سے صرف ایک مقصد کے لئے کام کررہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا یہ دین ساری دنیا میں پہنچ جائے۔ آپ اپنے آپ کا جائزہ لیں اور دیکھیں کہ آپ کی رغبت کس جماعت کے ساتھ کام کرنے کے طریقے کی طرف ہے۔ جس سے آپ کا Nature یا آپ کی شخصیت میل کھائے ان کے ساتھ شامل ہوجائیں۔ مگر دوسرے مسلک کے مسلمان اور دوسری جماعتوں کے بارے میں دل میں عداوت نہ رکھئے۔

اللہ تعالیٰ نے دنیا میں آپ کو کس مقصد کے لئے پیدا کیا:

- اپنی عبادت کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک خاص مقصد کے لئے اس دنیا میں پیدا کیا ہے۔ یعنی لوگوں کی خدمت کا اللہ تعالیٰ آپ سے کچھ خاص کام لینا چاہتا ہے۔ اپنے پیدا ہونے کے مقصد کو پہچانیئے اور وہی کام کیجئے۔ اس سے آپ بہت کامیاب رہیں گے۔ آپ اس دنیا میں کس لئے آئے ہیں اس مقصد کو پہچاننے کے لئے مندرجہ ذیل تفصیل پر غور کیجئے۔

(۱) جس کام کے لئے انسان پیدا ہوتا ہے اس کام میں اسے Personal Satisfaction (اندر کا اطمینان) ملنے لگتا ہے۔ اس کام کو کرتے ہوئے آپ اُکتاتے نہیں ہیں۔

(۲) جس کام کو کرتے ہوئے آپ کو معاوضے کی پرواہ بھی ختم ہوجائے اس کام کو کرنے کے لئے آپ کو خدا نے پیدا کیا ہوا ہوتا ہے۔ یعنی پیسہ چاہے ملے یا نہ ملے وہ

کام آپ کو کر کے اچھا لگتا ہے۔

(۳) چاہتے نہ چاہتے ہوئے بھی آپ کا دشمن بھی آپ کی اس قابلیت کی تعریف کر دیتا ہے جس کام کے لئے خدا نے آپ کو پیدا کیا ہوتا ہے۔ (کیوں کہ آپ وہ کام بہت خوبی کے ساتھ کرتے ہیں۔)

(۴) جس کام کو کرنے کے لئے خدا نے آپ کو پیدا کیا ہوتا ہیں۔ اس کام کو کرتے ہوئے آپ Time & Space سے باہر ہو جاتے ہیں۔ یعنی وہ کام کو کرتے ہوئے آپ کھو جاتے ہو یا اپنے آپ کو بھول جاتے ہیں۔ ۱۸ گھنٹے کام کرنے کے باوجود آپ تھکتے نہیں ہیں۔

(۵) جس کام کو کرنے کے لئے خدا نے آپ کو پیدا کیا ہوتا ہے اس کام کی معلومات نہ چاہتے ہوئے بھی آپ کے پاس جمع ہونے لگتی ہے۔ نہ چاہتے ہوئے بھی آپ کا دل چاہتا ہے کہ آپ اس کام کو جانیں، پتہ چلائیں سیکھیں وغیرہ۔

تو اوپر بتائی گئی پانچ باتوں کو پڑھ کر اپنے آپ پر غور کیجئے کہ خدا نے آپ کو کس کام کے لئے پیدا کیا ہے۔ اور پھر اسی کام کو کرنے کی کوشش کیجئے۔ اس کام میں آپ بہت زیادہ کامیاب رہیں گے۔

دعوت و تبلیغ میں کئی کام ہوتے ہیں جیسے تقریر کرنا، کتابیں لکھنا، Administration کا کام سنبھالنا، جماعت کے Finance کے کام کو سنبھالنا Event Organis کرنا وغیرہ وغیرہ۔

دعوت و تبلیغ ایک بہت بڑا کام ہے اس میں ہر طرح کے لوگوں کی مدد کی ضرورت ہوتی ہے۔ آپ غور کیجئے کہ جماعت کے کس کام کو آپ اچھی طرح کر سکتے ہیں تو جماعت میں شامل ہو کر آپ اپنی اسی قابلیت سے جماعت کی مدد کیجئے۔ ہر کوئی سڑک پر کھڑے ہو کر تقریر نہیں کر سکتا۔ اگر آپ میں یہ تقریر کرنے کی قابلیت نہیں ہے تو کوئی فکر کی بات نہیں ہے۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ دعوت و تبلیغ کا ادارہ قائم ہو جائے دعوت و تبلیغ کا کام اچھی طرح ہونے لگے اور دین ہر کچّے پکّے مکان میں پہنچ جائے۔ اگر ہمارا یہ مقصد پورا ہوا تو سمجھو ہم کامیاب ہیں۔

☆☆☆☆☆

دعوتی کام کے لئے کچھ اہم کتابیں۔

مطالعہ مذاہب
ڈاکٹر محسن عثمانی ندوی
قاضی پبلیشرس و ڈیسٹری بیوٹرس
بی۔۳۵۔ نظام الدین ویسٹ، نئی دہلی۔۱۳

ہندوستانی مذاہب میں توحید رسالت اور آخرت کا تصوّر
مفتی محمد مشتاق تجاروی
مرکز جماعت اسلامی ہند
دعوت نگر، ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر نئی دہلی۔۱۱۰۰۲۵

۱۰۔ڈاکٹر ذاکر نائک کی غلطیوں سے سبق سیکھیں۔

• ہر سوال کا جواب دینا ضروری نہیں۔

• جب حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ فرعون کے پاس گئے اور دین کی باتیں بیان کی تو فرعون کے درباری حضرت موسیٰؑ کے بیان سے متاثر ہونے لگے۔ یہ بات فرعون کو ناگوار گزری اور ماحول خراب کرنے کے لئے اسی نے پوچھا کہ ''پہلی جماعتوں کا کیا حال ہے؟'' یعنی لوگوں کے باپ دادا جو گزر چکے ہیں وہ اب کہاں ہیں۔ اس کا ایک آسان اور چھوٹا سا جواب ہے کہ ''اب وہ جہنم میں ہیں۔'' مگر اس جواب کو سنتے ہی جو دعوت وتبلیغ کا خوش گوار ماحول بنا تھا وہ خراب ہو جاتا۔ اس لئے حضرت موسیٰؑ نے مصلحت کا راستہ اختیار کیا اور جواب دیا کہ ''ان کا علم میرے پروردگار کو ہے جو کتاب میں لکھا ہوا ہے۔ اور میرا پروردگار نہ چوکتا نہ بھولتا ہے۔''

(سورۃ طٰہٰ آیت نمبر ۵۲۔۴۹)

اس طرح کے جواب سے ماحول خراب نہ ہوا اور حضرت موسیٰؑ دین و آخرت کی اور باتیں کہتے رہے۔

• حضرت ابوطالب اپنے قبیلے کے سردار تھے۔ اور آپ نے اپنے قبیلے کی طرف سے نبی کریم ﷺ کی حمایت کا اعلان کر رکھا تھا اس لئے مشرکین مکّہ آپ کو جسمانی تکلیف پہنچانے سے ڈرتے تھے۔

حضرت ابو طالب کے انتقال کے بعد ابولہب قبیلے کا سردار بنا۔ تو اس نے بھی اپنے قبیلے کی طرف سے نبی کریم ﷺ کی حفاظت کا اعلان کر دیا۔ مشرکین مکّہ کو یہ بات ہضم نہیں ہوئی اور وہ ابولہب اور نبی کریم ﷺ کے درمیان دشمنی پیدا کرنے کی کوشش میں لگ گئے۔ اور انھوں نے بھی وہی داؤ چلا جو فرعون حضرت موسیٰؑ کے ساتھ چل چکا تھا۔ انھوں نے بھی نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ ''پہلی جماعتوں کا کیا حال ہے۔''

تو نبی کریم ﷺ نے اس سوال کا جو اصل جواب تھا وہ دے دیا یعنی وہ سب جہنم میں ہیں۔ اتنا سننا تھا کہ ابو لہب بھڑک اٹھا اور اپنے قبیلے کے ذریعے نبی کریم ﷺ کو دی گئی حمایت واپس لے لیا۔ اس کا حمایت واپس لینا تھا کہ نبی کریم ﷺ پر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے اور مکّہ کے غنڈے آپ کو جسمانی تکلیف پہنچانے کی بھی ہمت کرنے لگے۔

• حضرت موسیٰؑ اقلیتی طبقے سے تھے۔ اور فرعون کے پاس بھیجنے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے انھیں حکم دیا تھا کہ فرعون سے نرمی سے بات کرنا (سورۃ طٰہٰ آیت نمبر ۴۴) اس لئے حضرت موسیٰؑ نے مصلحت کا راستہ اپنایا۔

نبی کریم ﷺ حاکم طبقے سے تھے۔ آپ انتہائی بہادر اور نڈر تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ سے حفاظت کا وعدہ کیا تھا۔ اس لئے آپ بے خوف ہو کر سچ بات کہہ دیتے تھے۔

- آج کے زمانے میں ہم اقلیتی طبقے سے ہیں۔ اور نبی کریم ﷺ کی طرح بہادر نہیں ہیں اس لئے ہمیں بھی مصلحت کا راستہ اپنانا چاہئے۔ اور اس بات کو سمجھنا چاہئے کہ مشرکین مکّہ اور فرعون نے اپنے پُرکھوں کے بارے میں سوال ایمان لانے کے لئے نہیں پوچھا تھا۔ بلکہ دشمنی پیدا کرنے کے لئے سوال پوچھا تھا۔ اور آج بھی اس قسم کے لوگ سماج میں موجود ہیں جو ایسے سوال پوچھتے ہیں جس سے ماحول خراب ہو۔ اس لئے ایسے سُلگتے سوالوں کا جواب نہیں دینا چاہیئے جس سے دعوت و تبلیغ کا خوشگوار ماحول خراب ہو جائے۔

- ڈاکٹر ذاکر نائک لوگوں کے اس طرح کے تخریبی سوالوں کو پہچاننے میں چوک گئے اور بڑی مصیبت میں پھنس گئے۔

مثال کے طور پر یزید نے قسطنطنیہ اور دوسرے علاقوں کے فتح کے لئے جہاد میں جو حصّہ لیا تھا وہ تاریخ کا ایک حصّہ ہے۔ اور سارا عالم اسے پڑھتا اور جانتا ہیں۔ مگر چونکہ یزید کے خلاف عام لوگوں میں شدید نفرت کے جذبات ہیں اس لئے کوئی اس بارے میں بات نہیں کرتا ہے۔ اس کے برعکس جب لوگوں نے یزید کے بارے میں ڈاکٹر ذاکر نائک سے سوال کیا تو ان جہاد کی بنیاد پر آپ نے یزید کو رضی اللہ کی سند دے دی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جو شدید نفرت لوگوں کو یزید سے تھی اس کا کچھ حصّہ ڈاکٹر ذاکر نائک کے حصّہ میں بھی آ گیا۔

(**نوٹ**: یزید میں اگر حُبّ رسولؐ ہوتا تو وہ آپؐ کے نواسے کو قتل نہ کرواتا۔ یزید کا جہاد سلطنت میں توسیع کے لئے تھا نہ کہ جہاد کا اسلامی جذبہ۔)

- لوگ داعیوں سے سوال کرتے ہیں کہ

(۱) مسلمان گندہ کیوں رہتا ہے۔

(۲) مسلمان دہشت گرد کیوں ہوتے ہیں۔

(۳) اس مسلمان نے وہ بم دھما کہ کیوں کیا؟

(۴) مسلمان پاکستان کی فتح پر پٹاخے کیوں پھوڑتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ داعیوں کو ایسے کسی سوال کا جواب نہیں دینا چاہیئے۔

داعیوں کو ایسے سوالوں کے جواب میں مسلمانوں کی حمایت اور وکالت بھی نہیں کرنی چاہیئے۔ اور مثبت طریقے سے بات کو ٹال دینا چاہیئے۔ اور اس بات کو سمجھنا چاہیئے کہ ایسے سُلگتے سوال پوچھنے کا مقصد صرف دعوت و تبلیغ کے خوشگوار ماحول کو خراب کرنا ہوتا ہے۔

(۴) (**نوٹ**: کچھ دانشوروں کا کہنا ہے کہ ایسے سوالوں مثبت جواب دینا چاہیئے۔ ٹالنا نہیں چاہیئے۔ ٹالنا قبولِ

اسلام کی راہ میں رکاوٹ بنتا ہے۔ صرف Sencitive Issues کو Bypass کرنا چاہئیے۔جیسے بابری مسجد بنام رام مندروغیرہ۔)

علماء کرام کی اهمیت:

تہجد کے وقت ضروریات سے فارغ ہونے کے بعد نبی کریمﷺ نے اپنے سامنے وضو کا پانی پایا جس کی آپ کو امید نہ تھی تو آپؐ کے دل سے پانی رکھنے والے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے لئے دعا نکل گئی کہ اے اللہ اسے قرآن کی سمجھ دے۔

نبی کریمﷺ کے اسی دعا کا اثر تھا کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کی گہری سمجھ عطا فرمائی تھی۔آپ صحابہ کرام میں قرآن کی سمجھ کے لئے ممتاز مانے جاتے ہیں۔

- کچھ سالوں پہلے ایک کتاب شائع ہوئی تھی جس میں اسلام کے دشمنوں نے قرآن کا گہرائی سے مطالعہ کرنے کے بعد (نعوذ باللہ) کئی غلطیوں کی طرف اشارہ کیا تھا۔

ہمارے علماء کرام نے انھیں یہ ثابت کیا کہ غلطی قرآن کریم میں نہیں ہے۔ بلکہ آپ کے سمجھنے میں ہے۔قرآن تمام غلطیوں سے پاک ہے۔

اس مثال سے آپ یہ بات سمجھنے کی کوشش کیجئے کہ قرآن کا علم ہونے اور سمجھ ہونے میں فرق ہے۔

قرآن کو پڑھ کر کوئی بھی علم حاصل کرسکتا ہے مگر سمجھ اور ہدایت یہ ایک نور ہے جو صرف اللہ کی طرف سے اور اللہ والوں کی صحبت ہی سے حاصل ہوتی ہے۔ اگر قرآن پڑھ کر ہی ہدایت حاصل ہو جاتی تو لوگ اس کو پڑھ کر اس کی غلطیاں نکالنے کے بدلے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتے۔مگر جو کافر ہیں وہ کافر ہی رہے۔

علماء کرام اللہ کے محبوب بندے ھیں

- سورۃ الزخرف آیت نمبر ۳۲-۳۱ کا مفہوم ہے کہ سماج میں جو مالک ہیں یا مزدور ہیں یا جو امیر ہیں یا غریب ہیں یہ سب اللہ تعالیٰ نے جان بوجھ کر کے طے کیا ہے تا کہ لوگوں کو ایک دوسرے سے فائدہ ہوتا رہے اور سماج چلتا رہے۔
- حضرت قتادہ بن نعمانؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرمﷺ نے ارشاد فرمایا،''جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو دوست رکھتا ہے تو اس کو دنیا سے اس طرح بچاتا ہے، جس طرح تم میں سے کوئی شخص اپنے مریض کو پانی سے بچاتا ہے۔''(احمد،منتخب ابواب حدیث ۱۳۰۵)

تشریح: ایک زخمی کو پانی سے دور رکھا جاتا ہے تا کہ اس کے زخم سڑنے نہ لگیں۔اسی طرح اللہ اپنے محبوب بندوں کو زیادہ دولت سے محفوظ رکھتا ہے اور دیگر دنیوی معاملات سے دور رکھتا ہے تا کہ عاقبت میں اس کی کامیابی یقینی ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ علماء کرام کو زیادہ مال و دولت نہیں دیتے کیوں

کہ وہ نائب رسول اور اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے ہیں۔قرآن کریم اور نماز کی برکت سے اگر اللہ تعالیٰ ان پر دولت کی بارش کردے تو دارالعلوم میں پڑھانے معلم نہ ملیں اور مسلمان قوم جو سچر کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق چمار اور بھنگی سے بھی گئی گزری ہے وہ دینی لحاظ سے بھی مشرک اور ملحد ہو جائے۔ مسلمانوں پر یہ اللہ کا احسان ہے کہ وہ علماء کرام کو مختصر سی روزی روٹی دیتا ہے۔ ان کے خراب مالی حالات کی وجہ سے ہمیں انھیں بے وقعت اور گئے گزرے نہیں سمجھنا چاہیئے۔ بلکہ ان کا احسان مند رہنا چاہیئے۔اور اپنا رہنما سمجھنا چاہیئے۔

نبی کریم ﷺ کی دعا سے جو قرآن کی سمجھ کا نور صحابہ کرام کو حاصل ہوا تھا وہ سینہ بہ سینہ علماء کرام میں چلا آرہا ہے۔ یہ نور استاد سے شاگرد میں منتقل ہوتا رہتا ہے۔ مگر اس نور کی منتقلی کے لئے استاد کی جوتیاں سیدھی کرنا اور اس کے سامنے چٹائی پر دوزانو بیٹھنا ضروری ہے۔جس کو یہ نور حاصل ہوتا ہے وہی قرآن کے مفہوم کو اچھی طرح سمجھ سکتا ہے۔

قرآن پڑھنے کے بعد اگر آپ کا علماء کرام سے اختلاف ہے تو آپ غلط اور وہ صحیح ہیں۔ کیوں کہ آپ کے پاس صرف علم ہے اور ان کے پاس سمجھ کا نور ہے۔

اگر قرآن کریم پڑھنے کے ساتھ بغیر استاد کے قرآن کی گہری سمجھ بھی حاصل ہو جاتی تو ہر قرآن پڑھنے والا مسلمان ہوتا مگر ایسا نہیں ہے۔

ڈاکٹر ذاکر نائک نے کسی دارلعلوم سے دین کا علم حاصل نہیں کیا ہے۔ بلکہ ساری چیزیں خود پڑھی ہیں۔اس لئے آپ کو جب کسی مسئلے پر علماء کرام سے اختلاف تھا تو آپ کے لئے بہتر یہی تھا کہ خاموش رہتے۔مگر آپ نے ایک عالم اور فاضل کی طرح علماء کرام کے نظریات کے خلاف بھی بیان دے دیا۔(جیسے بغیر وضو کے قرآن کریم کو چھونا وغیرہ) اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ علماء کرام کی ایک بڑی تعداد کی نظروں سے بھی گر گئے۔

دعوت و تبلیغ علماء کی سرپرستی میں کریں

دعوت وتبلیغ کا کام تہجد گزار عالم و فاضل امن پسند عالمِ دین کی سرپرستی میں کرنا چاہیئے۔ جماعت اسلامی، تبلیغی جماعت اور دوسرے دعوت وتبلیغ کا کام کرنے والی جو جماعتیں ہیں ان کے امیر بھی عالمِ دین اور متقی و پرہیزگار ہیں۔ وہ دین کو سمجھتے ہیں۔لوگوں کے جذبات کو سمجھتے ہیں۔اس لئے اپنے ماتحتوں کو صرف خیر والے کام کی اجازت دیتے ہیں۔

جماعت اسلامی، مولانا محمد کلیم صدیقی اور دوسرے جو داعی حضرات ہیں انھوں نے ڈاکٹر ذاکر نائک سے ہزاروں گنا زیادہ لوگوں کو اسلام کی نعمت سے مالا مال کیا ہے مگر آپ لوگوں نے کسی کو اسٹیج پر کھڑا کر کے کبھی اس کا اعلان نہیں کیا اور نہ انھوں نے کبھی اپنی واہ واہی چاہی۔

کیوں کہ ایسا کرنے سے ہندو بھائیوں کی ایک بڑی تعداد کے جذبات مجروح ہوتے ہیں۔ جب کہ ڈاکٹر ذاکر نائک نے اس کام کو اپنی پہچان سمجھا اور ہر پروگرام کے آخر میں اسی جذبات کو مجروح کرنے والے عمل کو ضرور کیا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

اس کی وجہ متقی پرہیزگار امن پسند علماء کرام سے رہبری حاصل نہ کرنا اور من مانی کرنا ہے۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج ان کے TV چینل پر حکومت نے پابندی عائد کردی ہے۔ اور کسی بڑے پروگرام کی اجازت نہیں ملتی ہے۔

- وہ ڈاکٹر ذاکر نائک جس میں خدا نے ایسی صلاحیت دی تھی جو اس زمانے میں کسی اور شخص میں نظر نہیں آتی۔ آج اپنی چھوٹی سی دنیا میں مجبور و محصور بیٹھے ہیں۔ ممبئی کے سومیا گراؤنڈ میں ہونے والے ۱۰ دن کے پروگرام میں میں نے دیکھا کہ ہندو بھائیوں کی بڑی تعداد نے قرآن کی آیتوں کو سائنس کی روشنی میں سچ ثابت کرنے والے پوسٹروں کو دیکھ کر اسلام کا علم حاصل کیا اور بہت متاثر ہوئے۔ مگر آج اس طرح کے شاندار پروگرام کرنے کا ڈاکٹر ذاکر نائک خواب بھی نہیں دیکھ سکتے ہیں۔ یہ اس لئے نہیں کہ ان کے پاس دولت یا علم کم ہو گیا ہے بلکہ اپنی غلطیوں سے انھوں نے سماج کے اکثر لوگوں کو اپنا دشمن بنالیا ہے۔ مختصر طور پر بیان کروں تو ڈاکٹر ذاکر نائک نے تین غلطیاں کی ہیں۔

(۱) آپ نے غیر ضروری سُلگتے سوالوں کے جواب دئے ہیں۔

(۲) آپ عالم نہ ہوکر بھی علماء کرام کے نظریے کے خلاف بیانات دئے ہیں۔

(۳) آپ نے ہندو بھائیوں کے جذبات کو مجروح کیا ہے۔

ہمیں بھی ان کی غلطیوں سے سبق سیکھنا چاہئے اور اپنے داعی والے کردار کو برباد ہونے سے بچانا چاہئے۔

☆☆☆☆☆

۱۱۔ایک داعی میں کیا صفات ہونی چاہئے۔

بہترین اخلاق:

(۱) اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کے ساتھ میں قیامت تک پیدا ہونے والے سارے انسانوں کی روحوں کو پیدا کر دیا تھا۔اوران میں کون پیغمبر ہوں گے یہ بھی پہلے ہی سے طے تھا۔

نبیوں کے سردار نبی کریمﷺ جب دنیا میں تشریف لائے تو چالیس سال تک آپ سماج میں عام انسانوں کی طرح رہے اور چالیس سال کی عمر میں آپ کو نبوت ملی اور آپ نے دعوت وتبلیغ کا کام شروع کیا۔ آپؐ ازل سے نبی تھے۔تو کیا پیدا ہونے کے بعد چالیس سال تک آپؐ یوں ہی وقت گزارتے رہے۔اور دین کے کسی اہم کام سے کیا وہ آپ کی زندگی کا وقفہ خالی تھا؟ نہیں۔آپ کی عمر ۶۳ سال تھی۔اللہ تعالیٰ نے پہلے چالیس سال تک آپ کو دعوت وتبلیغ کے کام کے لئے تیار کیا پھر ۲۳ سال آپ سے دعوت وتبلیغ کا کام لیا۔

اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰؑ کی طرح آپ کو بھی بچپن میں ہی رسول ظاہر کرسکتا تھا۔مگر آنے والے وقت کے داعیوں کی تعلیم اور ایک مصلحتوں کے تحت اللہ تعالیٰ نے آپ کو ۴۰ سال تک ظاہر نہ کیا۔اور اس وقت آپ کو ظاہر کیا جب قوم آپ کی سچائی،ایمانداری، دیانتداری اور اعلیٰ اخلاق کی قسم کھاسکتی تھی۔

اس لئے جب آپ نے چالیس سال کی عمر میں کسی سے کہا کہ میں خدا کا رسول ہوں تو کسی نے آپ سے ثبوت نہیں مانگا۔کیوں کہ وہ جانتے تھے کہ ان لبوں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا ہے تو آج کیسے بول سکتے ہیں۔قرآن تو کتابی شکل میں بہت بعد میں لکھا گیا پہلے تو لوگ اسلام آپ کی ذاتِ مبارک میں پڑھتے تھے۔آپ کے اخلاق ہی قرآن اور اسلام کو ظاہر کرنے والے تھے۔

- آج کے دور میں جب آپ کسی مدعو کو اسلام کی دعوت دیتے ہیں تو وہ پہلے قرآن اور اسلام کی تعلیمات نہیں پڑھتا بلکہ وہ پہلے آپ کو پڑھتا ہے۔اس کے لئے تو اسلام آپ ہی ہیں۔تو دعوت وتبلیغ کا کام شروع کرنے سے پہلے اس بات کا خیال کریں کہ پہلے آپ اسلام کو اپنے اخلاق سے ظاہر کریں پھر زبان سے دعوت دیں۔
- اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ

’’مومنو! تم ایسی باتیں کیوں کرتے ہو جو کیا نہیں کرتے۔خدا اس بات سے سخت بیزار ہے کہ ایسی بات کہو جو نہیں کرتے۔‘‘ (سورۃ الصّف آیت نمبر ۳-۲)

- تو داعی کو اپنے اخلاق سنوارنے اور اسلام پر پوری طرح خود عمل کرنے کی سخت جدوجہد کرنا چاہئے۔

مردم شناسی (لوگوں کو پہچاننے کا ھنر):

(۲) امریکہ میں ایک مشہور کتاب چھپی جس کا ٹائٹل تھا'' ون منٹ سیلس پرسن ۔''اس کے مصنف تھے اسپنسر جونسن ۔ انھوں نے اس کتاب میں اس راز کو ظاہر کیا ہے کہ کیوں کچھ لوگ اپنا سامان بیچنے میں دوسروں سے آگے ہوتے ہیں ۔ اور تجارت میں بہت کامیاب ہوتے ہیں ۔

ان کے مطابق اس کامیابی کا راز یہ ہے وہ مثبت طریقے سے گاہک کے دل میں اپنے سامان سے ہونے والے فائدے کو بٹھانے میں کامیابی حاصل کر لیتے ہیں ۔ جب گاہک کو سودے میں اپنا فائدہ نظر آتا ہے تو وہ فوراً خرید لیتا ہے ۔

تو اپنے فائدے کے لئے لبیک کہنا یہ انسان کی فطرت ہے اور دعوت وتبلیغ کے کام میں انسان کی اس فطرت کو یاد رکھنا چاہئے ۔

- اسلام قبول کرنے کے لاکھوں فائدے ہیں ۔

(۱) دنیا اور آخرت کی دائمی کامیابی

(۲) سماج میں مساوات اور انصاف

(۳) اللہ تعالیٰ کا یہ بھی وعدہ ہے کہ وہ مومنوں کو زمین کا حاکم بنائے گا ۔

اور اسلام قبول نہ کرنے کا سب سے بڑا نقصان انسان کی دائمی ناکامی اور جہنم میں جلنا ہے ۔

- اگر نبی کریم ﷺ لوگوں سے فرماتے کہ لا الہ الا اللہ کہو ورنہ جہنم میں جلو گے تو کیا یہ سچ کہنا نہ ہوتا ۔ یقیناً یہ ۱۰۰ فی صد سچ ہے ۔ مگر آپ نے ایسا نہ فرمایا ۔ بلکہ آپ نے ایسے سچ کو اپنایا جو انسان کی فطرت کو اپیل کرتا تھا ۔

- عام لوگوں کی خواہش ہوتی ہے کہ ان کی زندگی امن و سکون کے ساتھ گزرے ۔ تو آپؐ نے ان سے فرمایا ۔

اے لوگو! کہو لا الہ الا اللہ کامیاب ہو جاؤ گے ۔ (اور اسلام آنے کے بعد حقیقت میں سماج میں خوش حالی آ گئی تھی ۔)

- قریش پہلے سے ہی مال دار اور خوشحال تھے تو آپ نے ان سے دوسرا سچ اور اسلام کی برکت کا ذکر کیا ۔ ان سے آپ نے فرمایا کہو لا الہ الا اللہ تم عرب وعجم کے مالک بن جاؤ گے ۔ (ساٹھ سال میں وہ حقیقی طور پر عرب وعجم کے مالک بن گئے ۔)

- سماج کے جو نچلے طبقے کے مظلوم تھے اور جو انصاف کے لئے ترستے تھے ان سے آپ نے تیسرا سچ فرمایا کہ اسلام قبول کرلو ۔ اسلام مساوات اور انصاف کا درس دیتا ہے ۔ (تم سب کے سب آدم سے ہو اور آدم مٹی سے بنے تھے ۔)

(اور حقیقی طور پر اسلام کے بعد سماج سے ظلم وستم ختم ہو گیا تھا ۔)

● تو دعوت وتبلیغ کے کام میں ہمیں بھی مدعو کی نفسیات کا خیال رکھنا چاہیئے۔ مدعو جس کیٹگری کا ہو اس سے اسلام کی اس برکت اور اچھائی کا ذکر کرنا چاہیئے۔

ملنسار اور با اخلاق ہونا:

(۳) نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''کسی قوم کی زبان سیکھ لو تو اس کے شر سے محفوظ ہو جاؤ گے۔'' (جوامع الکلم)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''جب کسی قوم کا معزز آدمی تمہارے پاس آئے تو اس کی عزت کرو۔'' (جوامع الکلم)

● مدعو کی زبان میں اسے دعوت دینے سے بہت مثبت نتیجے نکلتے ہیں۔ اسی طرح مدعو کے معزز لوگوں کا احترام کرنے سے دعوت وتبلیغ کی فضاء قائم ہوتی ہے اور مخالفت کم ہو جاتی ہے۔

امت کی فکر کرنے والا:

(۴) داعی کے دل میں مدعو کے لئے محبت ہونی چاہیئے۔

● عام لوگوں کے لئے اپنے دل میں محبت پیدا کرنے کے لئے اگر آپ چار باتیں اپنے ذہن میں رکھیں تو انشاءاللہ فائدہ ہوگا۔

● حضرت آدم علیہ سلام آج سے تقریباً بارہ ہزار سال پہلے جنت سے دنیا میں تشریف لائے تھے۔ انسان اکثر ۲۵ سال کی عمر میں باپ اور ۵۰ سال کی عمر میں دادا بن جاتا ہے۔ یعنی ایک پیڑھی کا وقفہ ۲۵ سال ہے۔ اس حساب سے ہم حضرات آدم علیہ سلام کی ۴۸۰ یا ۵۰۰ ویں پیڑھی ہیں یا ہمارے اور حضرت آدم علیہ سلام کے درمیان تقریباً ۵۰۰ لوگوں کا شجرہ ہے۔

● اگر میں اپنا شجرہ بناؤں اور ۵۰ پیڑھی پیچھے تک جاؤں اور اگر آپ اور ہم ایک ہی دیہات سے ہیں تو بہت ممکن ہے کہ ۵۰ پیڑھی پہنچنے کے پہلے ہی ہمارے جدِ امجد اور آپ کے جدِ امجد ایک ہی شخص ہوں۔

● اگر میں سو پیڑھی پیچھے جاؤں اور اگر آپ اور ہم ایک ہی شہر میں رہتے ہیں تو ممکن ہے کہ ہمارے جدِ امجد اور آپ کے جدِ امجد ایک ہی ہوں۔

● اسی طرح جیسے جیسے پیچھے جائیں گے ہمارے رشتے قریب آتے جائیں گے۔ اور ۵۰۰ پیڑھی پیچھے جانے پر ۱۰۰ فی صد آپ کے اور ہمارے جدِ امجد ایک ہی تھے یعنی حضرت آدم علیہ سلام۔ اس طرح دنیا کے سارے انسان ایک ہی خاندان سے ہیں اور بھائی بھائی ہیں۔

● ہم نے پچھلے مضمون میں پڑھا کہ اس زمانے کے انسان نبی کریم ﷺ کے امتی ہیں۔ اور نبی کریم ﷺ سب سے بے حد محبت کرتے تھے۔ اس لئے اگر ہم اپنے نبی سے محبت کرتے ہیں تو ہمیں بھی اس امت کے سبھی

لوگوں سے محبت کرنا چاہئے اوران کی فلاح کے لئے دعوت وتبلیغ کا کام دل سے کرنا چاہئے۔

● اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ دنیا میرا خاندان ہے۔ اور میں ان سے محبت کرتا ہوں جو میرے خاندان والوں کی خدمت کرتے ہیں۔(مشکٰوۃ)۔

● قرآن کریم کی ایک آیت کا مفہوم ہے کہ تم میں ایک ایسی جماعت ہو جو لوگوں کو دین کی طرف بلائے اور برائی سے روکے۔ اور یہی جماعت آخرت میں کامیاب ہوگی۔ (قرآن کریم سورۃ آل عمران آیت نمبر۱۰۴)

● چوں کہ ہم سب آدم علیہ سلام ہی کی اولاد ہیں اس لئے سب انسان چاہے کسی دھرم کے ماننے والے ہوں سب خونی رشتے سے بھائی ہیں۔ سارے انسان نبی کریم ﷺ کے اُمتی ہیں۔ سارے انسان ایک خدا کی مخلوق اور خدا کا کنبہ ہیں اور لوگوں کو دین کی طرف بلانے میں ہی ہماری ۱۰۰ فی صد کامیابی کی گارنٹی ہے۔

مندرجہ بالا چار حقائق اگر ہم اپنے دل میں رکھیں تو انشاء اللہ غیر مسلم بھائیوں سے بھی ہم کو محبت ہوگی اور دعوت وتبلیغ کے کام کی طرف رجحان بڑھے گا۔

مدعو کے دین کا علم رکھنے والا :

(۵) اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں نبی کریم ﷺ کو مخاطب ہو کر کہا کہ

''اس نے تمہارے لئے دین کا وہی راستہ مقرر کیا ہے جس کے اختیار کرنے کا نوحؑ کو حکم دیا تھا۔ اور جس طرح اے محمدؐ ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی ہے۔ اور جس کا ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو حکم دیا تھا۔ وہ یہ کہ دین کو قائم رکھنا اور اس میں پھوٹ نہ ڈالنا۔(سورۃ الشوریٰ آیت نمبر۱۳)

● مدعو کو اس بات کی یقین دہانی کرانی چاہئے کہ حضرت نوحؑ جو تعلیم آپ کو دے کر گئے تھے لوگ اس کو بھول چکے ہیں اور اس میں بگاڑ آ گیا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو اسی تعلیم کے ساتھ بھیجا ہے۔ یہ بات آپ کی کتاب بھوِشیہ پُران (پرو۳، کھنڈ۳، ادھیائے۳، منتر نمبر۲۴۔۱۷) میں لکھی ہوئی ہے۔

تو اسلام کوئی نیا مذہب نہیں ہے۔ ہر زمانے میں ہر پیغمبر نے اسی مذہب کی تعلیم اپنے لوگوں کو دی ہے۔

(اور معلومات کے لئے میری کتاب ''ہندو بھائی کون ہیں''، صفحہ نمبر۴۰ دیکھیں۔)

● ہندو بھائی یہ حضرت نوحؑ کی قوم ہیں۔ ان کی کتابوں میں بھی توحید اور آخرت کی واضح تعلیمات ہیں۔ میں نے اپنی کتاب ''بھگوت گیتا میں ایشور کے آدیش'' میں ان تمام شلوکوں کو لکھا ہے جن میں اسلامی تعلیمات ہیں۔

مثال کے طور پر قیامت قائم ہوگی۔ آخرت کی کامیابی ہی سب سے اہم کامیابی ہے۔ دیوتاؤں کو پوجنے والے ناکام ہوں گے۔ وغیرہ وغیرہ۔

ہمیں دعوت تو قرآن کی روشنی میں پورے اسلام کی دینا ہے۔ مگر جو لوگ اسلام کے بارے میں کچھ سننا ہی نہیں چاہتے تو کم از کم انھیں بھگوت گیتا کے شلوکوں کی مدد سے ہی توحید اور آخرت کی دعوت تو ضرور دینا چاہئے۔

ڈاکٹر ساجد نے بھگوت گیتا کا بہت جامع اور بہترین ترجمہ کیا ہے جسے ہندو عالم بھی مستند مانتے ہیں۔ اس لئے داعی کو بھگوت گیتا میں جو اسلامی تعلیمات ہیں ان کا علم بھی حاصل کرنا چاہئے۔ اور کم از کم مدعو کو ایک خدا کی عبادت کے لئے راضی کرنا چاہئے۔ (تو داعی قرآن وحدیث کے بعد مدعو کے مذہب کا بھی کچھ علم جانتا ہو۔ جس کی مدد سے مدعو کو یقین دلا سکے کہ اسلام نیا مذہب نہیں ہے۔ اور اس کی مذہبی کتابوں میں بھی توحید اور آخرت کی تعلیم ہے۔)

صابر :

سورۃ عصر کا مفہوم ہے۔ ''زمانہ گواہ ہے کہ انسان نقصان میں ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک عمل کئے اور (دوسروں کو بھی) حق (راہِ حق) کی تاکید کی اور صبر کے ساتھ (حق پر) جمے رہنے کی تاکید کی۔''

صبر وہ صفت ہے جس کے بغیر نہ دنیا اور نہ آخرت کی کامیابی مل سکتی ہے۔

مستقل مزاج :

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ ''اور جب کسی کام کا پکہ ارادہ کر لو تو اللہ پر بھروسہ رکھو۔ بے شک اللہ تعالیٰ اس پر بھروسہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے''۔

(سوۃ آل عمران آیت نمبر ۱۵۹)

بہادر:

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے'' اور بہت سے نبی ہوئے ہیں جن کے ساتھ ہو کر اکثر اہل اللہ خدا کے دشمنوں سے لڑے ہیں۔ تو جو مصیبتیں ان پر راہ خدا میں واقع ہوئیں ان کے سبب انھوں نے نہ ہمت ہاری اور نہ بزدلی دکھائی۔ نہ کافروں سے دبے اور اللہ استقلال رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ (سورۃ آل عمران آیت ۱۴۶)

- صبر وعزم و مستقل مزاجی یہ سب بہت اہم صفات ہیں جن سے انسان دنیا و آخرت میں ہر میدان میں کامیاب ہوتا ہے۔ یہ داعی میں بھی ہونی چاہئے اور یہ صفات دعاؤں کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے مانگی اور حاصل کی جا سکتی ہیں۔

☆☆☆☆☆

۱۲۔ ہندوستانی تہذیب اور لوگوں کی نفسیات

• غلامی کا رواج دنیا میں قدیم زمانے سے رہا ہے۔مگر بھارت کے غلامی کے رواج اور دوسرے ممالک کے غلامی کے رواج میں فرق ہے۔ باہری ممالک کے غلام اپنے آقا کو اپنی قیمت ادا کر کے آزاد ہو سکتے تھے۔مگر ہندوستان میں ایک شخص تو کیا پورے سماج کا غلامی سے آزاد ہونا ناممکن ہے۔

• اس ملک میں سماج کے کئی طبقے ہیں۔

(۱) فارورڈ کاسٹ (Forward Caste): یہ یہاں کا اعلیٰ طبقہ ہے۔ان کا تعلق آرین نسل سے ہے۔آرین وسط ایشیاء سے آئی ہوئی ایک قوم ہے جو یہاں فاتح کی حیثیت سے داخل ہوئی۔ اقتدار انہیں کے ہاتھ میں رہا ہے۔ بھارت میں ان کی تعداد ۱۵، فی صد ہے۔

(۲) بیکورڈ کاسٹ ۔(Backward Caste) (B.C): یہ یہاں کے قدیم باشندے ہیں۔ان کا تعلق دراوڈ نسل سے ہے۔ یہ یہاں کا اوسط طبقہ ہے۔ یہ یہاں تجارت، کاشت کاری وغیرہ کرتے ہیں ۔ ان کی تعداد ۴۰ فی صد ہے۔

(۳) شیڈیولڈ کاسٹ(Scheduled Caste) یہ یہاں کا ادنیٰ طبقہ ہے۔ان کا تعلق بھی دراوڈ نسل ہے۔اور ان کی حیثیت یہاں غلام کی سی ہے۔ان کی تعداد ۲۵ فی صد ہے۔

(۴) اقلیت(Minority): اس طبقے میں مسلم، سکھ، عیسائی، جین وغیرہ آتے ہیں۔ان کی تعداد ۱۸ فی صد ہے۔

دراصل یہ آرین کا بنایا ہوا ایک غلامی کا نظام ہے۔جس میں اعلیٰ طبقے کے لوگوں کے حقوق زیادہ اور ان کے فرائض کم ہیں جب کہ ادنیٰ طبقہ کے فرائض بہت زیادہ ہیں اور حقوق بہت کم ہیں۔ یہ ایک طرح کی نسلی غلامی ہے۔اور یہ رواج ہزاروں سالوں سے چلا آیا ہے۔

• یہاں ایک طبقہ کے لوگ دوسرے طبقہ کے ساتھ شادی نہیں کرتے ہیں۔اور نہ ایک ساتھ مذہبی رسومات میں جمع ہونا پسند کرتے ہیں۔

• ادنیٰ طبقے کے جو ۲۵ فی صد لوگ ہیں یہ ہندو مذہب کی مذہبی کتابوں کو نہیں مانتے ہیں۔ان کا عقیدہ ہے کہ انھیں کتابوں میں ان کی غلامی کے فرمان لکھے ہوئے ہیں۔سماجی غلامی سے بچنے کے لئے ان میں سے بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کیا ہے۔اور ڈاکٹر باباصاحب امبیڈکر کی رہنمائی میں اس سماج نے ہندو مذہب کو چھوڑ کر بدھ مذہب اپنا لیا تھا۔مگر ہندو مذہب کے علماء نے گوتم بدھ کو بھی اپنا بھگوان مان لیا اس لئے بدھ مذہب اختیار کر کے یہ لوگ اپنے آپ کو ہندو مذہب کا ماننے والا نہیں مانتے مگر چونکہ گوتم بدھ کو بھگوان کا درجہ دیا جا چکا

ہے۔اس لئے اعلیٰ طبقے کے لوگ انھیں ہندو کہہ کر ہی پکارتے ہیں۔اس لئے عام طور پر آج بھی نچلے طبقے کے لوگوں کو ہندو ہی سمجھا جاتا ہے۔ جب کہ اصل میں یہ بدھشٹ ہیں۔

اس لئے اعلیٰ طبقہ میں دعوت وتبلیغ کا کام کرتے ہوئے آپ اپنی بات ثابت کرنے کے لئے ویدوں کا سہارا تو لے سکتے ہیں لیکن ادنیٰ طبقے کے لوگوں میں دعوت وتبلیغ کے وقت اگر آپ نے ویدوں کا سہارا لیا تو اس سے وہ ناراض ہوتے ہیں۔وہ خدا کو اللہ کہنا تو پسند کرتے ہیں مگر ایشور کہنا بھی پسند نہیں کرتے۔دعوت وتبلیغ کی مجلس میں اگر اعلیٰ طبقہ توحید اور آخرت کی تعلیم سے متاثر ہوتا ہے تو ادنیٰ طبقہ اسلام کے مساوات اور انصاف کی تعلیم سے متاثر ہوتا ہے۔ کیوں کہ ان کے ساتھ بہت ناانصافی اور ظلم ہوا ہے۔اس لئے اپنے دعوت وتبلیغ کے کام میں آپ کس طبقے کو خطاب کر رہے ہیں اس بات کو ضرور یاد رکھئے۔

اسلام سے دشمنی کی وجہ :

- بھارت کا اعلیٰ طبقہ دو وجوہات کی بنا پر اسلام کو پسند نہیں کرتا ہے۔پہلی وجہ یہ ہے کہ اسلام مساوات کا درس دیتا ہے۔ اعلیٰ طبقہ نچلے طبقے کو کبھی اپنے برابر کا درجہ نہیں دینا چاہتا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ مسلمان ایک ہزار سال بھارت پر راج کر چکے ہیں یعنی ان میں حکومت کرنے کی قابلیت ہے۔ اس لئے حاکم طبقہ مسلمانوں کو ہمیشہ اپنا اپوزیشن ہی سمجھتا ہے۔
- اعلیٰ طبقے میں بھی دو گروہ ہیں وَیشنَو اور شوا۔ وَیشنَو طبقہ اس وقت حاکم ہے۔اور اسلام کے خلاف ہے۔شِوا طبقہ حاکم نہیں ہے اور اسلام کا مخالف بھی نہیں ہے۔
- ہمارے علمائے دین جن کی زندگی دعوت وتبلیغ کے کام میں گزری ہے ان کا کہنا ہے کہ دعوت وتبلیغ کے میدان میں مخالفت کرنے والے تین طرح کے لوگوں کا سامنا ہوسکتا ہے۔ اسی طرح مدد کرنے والے بھی تین طرح کے لوگ ملیں گے۔
- مخالفت کرنے والے تین طرح کے لوگوں کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

مخالفین: مولانا امین حسن اصلاحی نے اپنی کتاب ''دعوتِ دین اور اس کا طریقہ کار'' میں بہت تفصیل سے مخالفت اور مدد کرنے والوں کا ذکر کیا ہے۔ مگر اس کتاب میں زیادہ تفصیل کی گنجائش نہیں ہے۔ اس لئے مختصر طور پر میں ان کے خیال کو آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ہم سب نبی کریم ﷺ کے زمانے کے لوگوں کو بہت اچھی طرح جانتے ہیں۔ اس لئے میں اس زمانے کے لوگوں کی مثالیں دے کر بیان کروں گا۔اس طرح بات جلدی اور اچھی طرح سمجھ میں آئے گی۔

دعوت وتبلیغ کی مخالفت کرنے والے تین طرح کے لوگ ہوتے ہیں۔

(۱) اعلیٰ طبقہ کے لوگ (۲) اوسط طبقہ کے لوگ

(۳)ادنیٰ طبقہ کے لوگ

اعلیٰ طبقے کے لوگ لیڈر قسم کے ذہین مالدار اور بہادر ہوتے ہیں۔ان کی بھی کئی قسمیں ہیں۔

ان کی پہلی قسم کے لوگ حضرت عمرؓ کی طرح کے ہوتے۔ یہ مخالفت اس لئے کرتے ہیں کہ یہ اپنے پرانے دین کو ہی سب سے افضل اور صحیح سمجھتے ہیں۔ مگر جب ان پر حق واضح ہوجاتا ہے تو یہ مددگار بن جاتے ہیں۔

دوسری قسم کے لوگ ابوجہل قسم کے ہوتے ہیں۔ یہ بھی مخالفت اسی وجہ سے کرتے ہیں کہ شروع میں یہ بھی اپنے دین کو حق سمجھتے ہیں۔مگر ان پر حق واضح ہونے کے بعد بھی یہ تعصب کی وجہ سے اپنے بھرم اور اپنی سرداری اور بڑائی کو قائم رکھنے کی وجہ سے اپنی مخالفت پر برقرار رہتے ہیں۔

اس قسم کے لوگوں میں ہندو اور مسلم دونوں کے علمائے سو ہیں۔ ہندو علماء اپنی کتابیں پڑھ کر اچھی طرح اسلام کے حق ہونے کو پہچان لیتے ہیں مگر بہت کم ایمان لاتے ہیں اس طرح مسلم علماء قرآن اور حدیث کی روشنی میں سچائی کو اچھی طرح پہچانتے ہیں مگر تعصب اور اپنی بڑائی کی وجہ سے مسلک کے نام پر نفرت پھیلاتے رہتے ہیں۔اور حق کو قبول نہیں کرتے۔

اعلیٰ طبقے میں مخالفت کرنے والے تیسری قسم کے لوگ ابولہب کی قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ انھیں سب سے پیاری اپنی جان اور مال، دولت ہوتی ہے۔ انھیں حق اور ناحق سے کوئی واسطہ نہیں۔ اس قسم میں پرانے مذہبی رسم ورواج سے آمدنی حاصل کرنے والے اکثر لوگ ہوتے ہیں۔

اعلیٰ طبقے میں مخالفت کرنے والے چوتھی قسم کے وہ لوگ ہیں جن میں احساس برتری بہت زیادہ ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں اس گروپ میں یہود تھے۔

اس قسم کے لوگوں کی سوچ ایسی ہوتی ہے کہ ہم ہی حق پر ہیں ہمارے سوا کوئی اور حق پر کیسے ہوسکتا ہے؟ اور ہمارے مذہب کو چھوڑ کر کسی اور کا مذہب کیسے حق ہوسکتا ہے؟

تو ان اعلیٰ طبقے کے لوگوں میں پہلی قسم کو چھوڑ کر باقی لوگ کبھی حق کو قبول نہیں کرتے ہیں تو ان کو پہچان کر ان کے ساتھ اپنا وقت اور توانائی برباد کرنے سے بچیں۔

- مخالفت کرنے والوں کا دوسرا گروہ ذہنی اور مالی اعتبار سے درمیانی طبقے کے لوگوں کا ہے جو زندگی میں خطرہ مول لینا نہیں چاہتے ہیں۔ان میں اتنی ہمت،عقلی قابلیت نہیں ہوتی کہ حق کو پہچان کر اس کو قبول کرلیں۔ یہ اپنے رہنماؤں کے عمل پر نظر رکھتے ہیں ان کے ساتھ مخالفت کرتے ہیں۔ اچھے یا بُرے نتیجے کا انتظار کرتے ہیں۔اور ان کا انتظار کبھی ختم نہیں ہوتا ہے۔
- مخالفت کرنے والوں میں تیسرا گروپ ان لوگوں کا ہے جن کو روزی روٹی کمانے سے فرصت نہیں ہے۔ یہ سماج اور اپنے رہنماؤں کے ذہنی غلام ہوتے ہیں۔جیسی

سوچ ان کے لیڈر کی ہوگی یہ ان کی نقل کرتے ہیں۔ مگر ایک عرصہ تک اگر داعی ان پر محنت کرتا ہے تو ان کو احساس ہوتا ہے کہ دعوت دینے والا پُر خلوص ہے اور اس کی دعوت بھی حق کی دعوت ہے۔ تو آہستہ آہستہ ان کی مخالفت کم ہوتی ہے اور یہ حق قبول کرنے لگتے ہیں۔

- تو جو مخالفت کرتے ہیں ان کی نفسیات کو پہچانئے اور اپنے وقت اور توانائی کو برباد مت کیجئے۔

موافقین:

- اسی طرح تجربہ کار داعی حضرات نے دعوت و تبلیغ کے کام میں مدد کرنے والوں کے بارے میں بھی بیان کیا ہے۔ مدد کرنے والے موافقین کی بھی تین قسمیں ہیں۔

(۱) پہلے وہ ہیں جو شریف النفس ہوتے ہیں۔ وہ فطرت سے انتہائی شریف ہوتے اور ان کا دل حق کو پانے کے لئے تڑپتا رہتا ہے۔ ان کو جیسے ہی حق کی پہچان ہوتی ہے۔ یہ فوراً اسے قبول کر لیتے ہیں۔ ان کی مثال سابقین اوّلین صحابہء کرام کی طرح ہے۔ اور ایسے لوگ ہر زمانے میں ہوتے ہیں۔ یہ حق کو قبول کرنے کے بعد اسلام کے داعی بھی بن جاتے ہیں۔

(۲) موافقین کا دوسرا گروہ ان لوگوں کا ہے جو پہلے گروہ کی طرح حق کو قبول کرنے میں جلدی تو نہیں کرتے مگر حق کو پہچاننے کا اور قبول کرنے کا مادّہ رکھتے ہیں۔ ان پر اگر مسلسل محنت کی جائے تو یہ اوّل گروپ کے ساتھ شامل ہو جاتے ہیں۔

- تیسرا گروہ ان لوگوں کا ہے جو ایمانی طور پر بہت کمزور ہوتے ہیں۔ وہ دعوت و تبلیغ کے اثر سے دعوت تو قبول کر لیتے ہیں مگر ہمیشہ لڑکھڑاتے رہتے ہیں۔ ان کی مسلسل اصلاح کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر ان پر مسلسل محنت نہ کی جائے تو یہ شرک اور بدعت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

- مخالفین اور موافقین کے گروہ کے علاوہ ایک اور گروہ ہے جنھیں منافقین کہیں گے۔ یہ بہت خطرناک ہوتے ہیں۔ دعوت و تبلیغ کے کام کو اور دعوت و تبلیغ کی جماعت کو سب سے زیادہ انھیں لوگوں سے نقصان ہوتا ہے۔ ان کو پہچان کر ان کو اپنے سے دور کر دیجئے۔

- ایک داعی کی حیثیت سے آپ کی جان مال اور وقت بہت قیمتی ہے۔ مخالفین کے ساتھ الجھ کر اپنی جان جوکھم میں نہ ڈالیں۔ منافقین اور مخالفین کو پہچان کر اپنا وقت برباد نہ کریں۔ موافقین کو پہچان کر اپنی اور اپنی جماعت کی پوری مدد اور کوشش لگا کر انھیں فائدہ پہنچائیں۔ کمزور قسم کے موافقین کی اصلاح کا کام کرتے رہیں اور انھیں اسلام قبول کرنے کے بعد آنے والی تمام مشکلوں کو خود یا اپنی جماعت کے ذریعے حل کرنے کی کوشش کرتے رہیں۔

☆☆☆☆☆

۱۳۔انبیاء کرام پہلے کن لوگوں کو دعوت دیتے تھے۔

(ا) انبیاء کرام جب کسی قوم میں مبعوث ہوتے تو یہ حضرات پہلے اس قوم کے حاکم طبقے کو یا اعلیٰ طبقے کو سب سے پہلے دعوت دیتے ۔ مولانا امین احسن اصلاحی صاحب نے اس کی کئی وجوہات بیان کی ہیں۔

پہلی وجہ :عام لوگ علم ،عمل ،اخلاق ،کردار میں ان لوگوں کے تابع ہوا کرتے ہیں جو سوسائٹی میں اثر اور اقتدار رکھتے ہیں۔ اس وجہ سے اگر اربابِ اقتدار یا حاکم اور امیر طبقہ اصلاح قبول کر لے تو عام لوگ خود بخود ٹھیک ہوجاتے ہیں۔اور اگر یہ بگڑے رہیں تو عام لوگ تو کوئی اصلاح قبول نہیں کرتے اور اگر قبول کر بھی لیتے ہیں تو اس کا اثر بہت جلد ختم ہوجاتا ہے۔

دوسری وجہ : جب کسی قوم میں انقلاب آتا ہے تو عام طور پر غریب عوام حاکم طبقہ کا تختہ پلٹ دیتے ہیں۔ اور انقلاب سے پہلے عوام الناس کے نظریات بدلنے شروع ہوتے ہیں۔ اگر پیغمبر یا داعی حکمران طبقہ کو نظر انداز کر کے صرف عوام کو ہی اپنی دعوت کا مرکز بنائیں تو حکمران طبقے کو یہ غلط فہمی ہو سکتی ہے کہ داعی قوم میں سیاسی انقلاب لانا چاہتے ہیں ۔جب کہ دین کی دعوت تو ایک مقدس کام ہے۔ اگر حکمران طبقے ہی سے دعوت کا کام شروع کیا جائے تو اس قسم کی غلط فہمی ہونے کا اندیشہ کم ہوجاتا ہے۔

تیسری وجہ : تیسری وجہ یہ ہے کہ جو طبقہ قوم میں اونچا ہوتا ہے عموماً ذہنی اعتبار سے وہی برتر ہوتا ہے۔ یہ ذہنی برتری ہی درحقیقت ان کو قیادت کی جگہ دلاتی ہے۔ اس وجہ سے کوئی دعوت جس کا مقصد ایک اہم فکری و عملی انقلاب لانا ہو ان کو نظر انداز نہیں کرسکتی ۔ یہ لوگ اگر کسی صحیح فکر کو قبول کرلیں تو اس کی اساس پر کسی بڑے سے بڑے نظام کو چلا سکتے ہیں۔

چوتھی وجہ: چوتھی وجہ یہ ہے کہ یہ طبقہ مادّی اعتبار سے بھی برتر ہوتا ہے۔ یہ مادّی برتری فی نفسہ کوئی بُری چیز نہیں ہے کہ اس سے لازماً نفرت ہی کی جائے۔اس کے اندر بُرائی کا اگر کوئی پہلو ہے تو صرف اس صورت میں جب یہ باطل کی تائید وتقویت کا ذریعہ ہو۔اگر باطل کے بجائے یہ حق کی تائید وتقویت کا ذریعہ بن جائے تو جس طرح حضرت سلیمانؑ کی شوکت اور ذوالقرنین کی سلطنت ایک نعمت و برکت تھی اسی طرح یہ مادّی برتری بھی اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت بن کر دعوت وتبلیغ کے کام کو اور آگے بڑھا سکتی ہے۔

پانچویں وجہ : اگر کسی سوسائٹی کے ذہین طبقہ کو چھوڑ کر اس کے عوام سے تحریک شروع کی جائے تو عوام میں سے لوگ اس تحریک کو قبول تو کرتے ہیں مگر وہ

شبہوں اور اندیشوں میں بلکہ ایک قسم کے احساس کمتری کے مرض میں مبتلا رہتے ہیں۔اور جب تک سوسائٹی کے اونچے طبقے کے کچھ لوگ اس تحریک کے ہمنوا نہ بن جائیں اس وقت تک وہ کھلے دل کے ساتھ اس کے اثر سے سرشار ہوکر اس کے لئے کوئی خطرہ مول نہیں لیتے ہیں۔

چھٹی وجہ: چھٹی وجہ یہ ہے کہ کسی دعوت کی پائیداری کے لئے سب سے زیادہ ضروری چیز یہ ہے کہ ذہین اور اونچے طبقہ کے لوگوں میں سے اس کے لئے کارکن ملیں۔ اگر ایسا نہیں ہوتا ہے تو اس دعوت کو پائیداری نصیب نہیں ہوتی اور اہل بدعت بہت جلد اس میں رکاوٹ پیدا کر کے ساری دعوت کو خراب کر ڈالتے ہیں۔

- مولانا امین حسن اصلاحی صاحب مضمون کے آخر میں لکھتے ہیں کہ

یہ جو وجوہات ہیں جن کی وجہ سے انبیاء کرام کا طریقِ دعوت ہمیشہ یہ رہا ہے کہ انھوں نے پہلے ذہین طبقہ کو مخاطب کیا اور یہی طریقہ ان تمام حالات میں نتیجہ خیز ہوسکتا ہے جہاں کسی جزوی اصلاح کی جگہ کلّی اصلاح کی ضرورت درپیش ہو۔ اگر کسی جگہ اسلام کا نظامِ حق قائم ہو اور اس کے اندر کوئی جزوی خرابی پیدا ہوگئی ہو اور اس کی اصلاح کرنی ہو تو اس صورت میں بلا شبہ صرف اسی گروہ کو مخاطب کیا جائے گا جو مذکورہ خرابی کا ذمّہ دار ہے۔لیکن جہاں سرے سے اسلامی نظام قائم ہی نہ ہو اور کسی جزوی اصلاح کی جگہ کلّی اصلاح کا معاملہ درپیش ہو وہاں لازم ہے کہ حضرات انبیاء کرام کے طریقِ پر دعوت عام بلند کی جائے اور اس دعوت میں سب سے پہلے اس ملک کے ذہین اور کارفرما عناصر کو خطاب کیا جائے۔

- انبیاء کرام جس قوم میں مبعوث ہوتے وہ ان ہی کی زبان میں ان کو دعوت و تبلیغ کرتے تھے۔ مدعو کی زبان میں دعوت و تبلیغ زیادہ موثر ثابت ہوتی ہے۔اس لئے ہم بھی اس کی کوشش کریں۔

- سورۃ مائدہ آخر میں نازل ہوئی ہے۔اس کی آیت نمبر ٦٨ کا مفہوم ہے" کہو اے اہل کتاب! تم کسی اصل پر نہیں ہو۔ جب تک کہ تورات اور انجیل اور اس (کتاب) کو قائم نہ کرلو جو تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس بھیجی گئی ہے۔"

یعنی جو لوگ شرک کرتے ہیں وہ ان کی کتابوں میں نہیں لکھا ہے۔ یہ ان کے بڑوں نے کیا تو یہ بھی ان کا دیکھا دیکھی کرتے ہیں۔تورات اور انجیل میں توحید ہی کی تعلیم ہے ۔ اسی طرح وید اور بھگوت گیتا میں بھی توحید اور آخرت کی تعلیم ہے۔تو جیسے قرآن کریم اہل کتاب کو ان کی لکھی ہوئی توحید کی تعلیم پر عمل کرنے کہہ رہا ہے۔اسی طرح ہم اگر ہندو بھائیوں کو ان کی کتابوں کی سند سے اگر توحید رسالت اور آخرت پر عمل کرنے کی دعوت دیں تو یہ بھی انبیاء کی سنت ہوگی۔

☆☆☆☆☆

۱۴۔انبیاءاکرام پہلے کس چیز کی دعوت دیتے تھے۔

• پچھلے مضمون میں آپنے پڑھا کہ دعوت وتبلیغ کی شروعات انبیائے کرام سب سے پہلے سماج کے امیر ترین، ذہین ترین حاکم طبقے سے کرتے تھے۔

• انبیائے کرام کی دعوت وتبلیغ کرنے کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ آپ شروع میں کسی کو کافر و مشرک کہہ کر نہیں مخاطب کرتے تھے۔جس قوم میں رسول مبعوث ہوتے زیادہ تر وہ قوم بت پرستی اور ہر طرح کی گمراہی میں ملوث ہونے کے باوجود نہ انبیاء کرام انھیں بُرے الفاظ سے مخاطب کرتے اور نہ اللہ تعالیٰ وحی میں ان کے لئے شروع میں ایسے الفاظ استعمال کرتے۔

مثال کے طور پر مکّہ مکّرمہ میں نازل ہونے والی شروع کی تمام سورتوں میں مکّہ کے کافروں اور مشرکوں کو اے ''انسانو'' کے الفاظ سے مخاطب کیا ہے۔اور یہودیوں اور عیسائیوں کے لئے اے اہل کتاب کے الفاظ سے مخاطب کیا ہے۔۱۳سال کی دعوت وتبلیغ کے بعد جب مکّہ کے لوگ اپنے کفر پر اڑے رہے تب جا کر سورۃ کافرون جیسی سورۃ نازل ہوئی جس میں بت پرستوں کو کافر کہہ کر خطاب کیا گیا ہے۔

اس لئے ہمیں بھی جب تک حجت تمام نہ ہو جائے کسی کو کافر یا مشرک نہیں کہنا چاہئے۔

• سب سے پہلے جن طبقوں میں دعوت وتبلیغ کی جائے انبیائے کرام نے ان طبقوں کو چُننے کے عمل میں ایک ترتیب رکھی ہے۔یعنی پہلے آپ حاکم طبقے کو تبلیغ کرتے تھے پھر عام لوگوں کو تبلیغ کرتے۔اسی طرح کس بات کی تبلیغ کی جائے اس میں بھی انھوں نے ایک ترتیب کا اہتمام کیا ہے۔وہ مندرجہ ذیل ترتیب کو اپناتے تھے۔

(۱) توحید

(۲) آخرت

(۳) رسالت

یعنی دین سے دور کسی شخص کو جب وہ دعوت دیتے تو سب سے پہلے اسے توحید سمجھاتے۔جب اس کے دل میں توحید پوری طرح سما جاتی تو پھر آخرت سمجھاتے۔جب آخرت سمجھ میں آجاتی تو پھر رسالت سمجھاتے۔پھر اس کے بعد اسے دین کی دوسری باتیں بتاتے یا ان پر عمل کرنے کا پابند بناتے۔

• پہلی وحی نازل ہونے کے بعد نبی کریمﷺ ۱۳سال مکّہ میں رہے اور اس عرصے میں بہت ساری سورتیں نازل ہوئیں مگر شراب حرام نہیں ہوئی۔مدینہ ہجرت کرنے کے تقریباً ۴ سال بعد شراب حرام ہوئی۔یعنی

اسلام کے ظاہر ہونے کے بعد تقریباً ١٦ سال تک مسلمان شراب پی سکتے تھے۔اور اللہ تعالیٰ نے صرف اتنا حکم دیا کہ نشے کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ۔مگر حرام نہیں کیا۔اسی ١٦ سال کے عرصے میں ساری محنت مسلمانوں کے ایمان بنانے پر ہوتی رہی۔اور اسی محنت اور کوشش کی وجہ سے جب شراب حرام ہوئی تو مدینہ کی گلیوں میں شراب پانی کی طرح بہادی گئی اور کسی کو کوئی غم نہ ہوا۔

اگر شراب پہلے دن حرام ہوتی تو اس بارے میں حضرت سیدنا حضرت عائشہؓ کی حدیث شریف مندرجہ ذیل ہے:

''قرآن میں سب سے پہلے جو چیز نازل کی گئی وہ مفصل ایک سورۃ ہے جس میں دوزخ اور جنّت کا ذکر ہے یہاں تک کہ جب لوگ اسلام کے دائرہ میں آگئے تب حلال وحرام کے احکام اُترے اور اگر بالکل شروع میں حکم آجاتا کہ شراب نہ پیو، تو لوگ کہتے کہ ہم ہرگز شراب نہ چھوڑیں گے اور اگر یہ حکم دیا جاتا کہ زِنا نہ کرو تو لوگ کہتے کہ ہم ہرگز زِنا کو نہ چھوڑیں گے۔'' (بخاری باب تالیف القرآن)

- لوگ اپنا مذہب چھوڑ کر اسلام مذہب اختیار کرتے ہیں تو انھیں بہت مشکل وقفہ سے بھی گزرنا پڑ سکتا ہے۔مثال کے طور پر گھر والے نکال دیتے ہیں۔نوکری چھوٹ جاتی ہے۔ وراثت سے بے دخل کر دئے جاتے ہیں اور عام مسلمان بھی نومسلم کو اپنے سے زیادہ قریب نہیں کرتے ہیں۔ان مشکل حالات سے گزرتے وقت اگر اس نومسلم کا تینوں باتوں پر یعنی توحید، رسالت، آخرت پر پورا ایمان ہوگا تو ہی وہ اسلام پر جما رہے گا ورنہ یا تو وہ پھر مرتد ہوجائے گا یہ پھر شرک وبدعت میں مبتلا ہوجائے گا۔

☆☆☆☆☆

دعوت وتبلیغ سے جڑی کچھ اہم کتابیں۔

دعوتی دروس
شیخ محمد ریاض موسیٰ ملیباری
ایل۔بی شاستری نگر، فسٹ کراس، اے۔ایل، بنگلور۔١٧

دعوتِ دین کچھ غلط فہمیاں کچھ حقائق
مولانا محمد کلیم صدیقی
پھلت ضلع، مظفر نگر۔٢٥١٢٠١

ہر مرض کی دوا دعوت الی اللہ
سید محمد ذالفقار علی الحسنی اشرفی حقی (چترویدی)
تنویر پبلیکیشن، اے۔١٣، رام رحیم اودیوگ نگر، سوناپور، بھانڈوپ ویسٹ، ممبئی۔٤٠٠٠٧٨

دعوتِ دین اور اس کا طریقہ وکار
مولانا امین حسن اصلاحی
مرکزی مکتبہ اسلامی پبلیشرس، نئی دہلی، ٢٥

۱۵۔ سرگرم دعوتی جماعتوں کا تعارف

اس مضمون کو لکھنے کا مقصد ہے کہ داعی حضرات ہندوستان میں سرگرم دعوتی جماعتوں کو پہچانیں۔ ان کے کام کرنے کے طریقے کو سمجھیں۔ اور جن کا طرزِ عمل داعی کی شخصیت اور نفسیات کے موافق ہو ان کے ساتھ مل کر دعوت و تبلیغ کے کام کو آگے بڑھائیں۔

دوسرا مقصد اس مضمون کو لکھنے کا یہ ہے کہ ساری دعوتی جماعتیں ایک دوسرے کو پہنچانیں اور ایک دوسرے کے دعوت و تبلیغ کے کام میں مدد کریں۔ کیوں کہ سب کا صرف ایک ہی مقصد ہے کہ اسلام کی روشنی ہر کچے پکے مکان میں پہنچے۔ اگر ایک دوسرے کا تعاون ہوگا تو یہ کام اور موثر طریقے سے کیا جا سکے گا۔

(۱) جماعتِ اسلامی:

اس جماعت کے مقاصد میں ایک مقصد یہ بھی ہے کہ ہندوستان میں اسلامی نظام قائم ہو۔ تو جیسے ان کے بلند مقاصد ہیں ویسے ان کے انتہائی منظّم کام بھی ہیں۔ میں اس جماعت کا رُکن نہیں ہوں لیکن ان کے کام سے بے حد متاثر ہوں۔ یہ ایک مثالی جماعت ہے۔ ان کے کام کرنے کا انداز اور طریقہ بہت پرفیکٹ ہے۔ ان کے پاس کتابوں کا بہت بڑا ذخیرہ ہے اور ان کا خود کا پبلیکیشن بھی ہے۔ تو یہ ہر زبان میں ہر طرح کی چھوٹی بڑی دعوتی کتابیں اور لٹریچر چھاپ کر لوگوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ اس کام سے تعلیم یافتہ ہندو بھائیوں کی ذہن سازی ہوتی ہے اور اسلام کے قریب آتے ہیں۔ پھر ان کے داعی حضرات ذاتی ملاقات یا سمینار وغیرہ کے ذریعے مدعو سے مسلسل رابطے میں رہتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ ان کی ہر غلط فہمی کو دور کیا جائے اور نفرتوں کو کم کیا جائے۔ اور اگر کوئی اسلام قبول کر لے تو مذہب کی تبدیلی کی وجہ سے ہونے والی پریشانیوں کو بھی دور کیا جائے۔ اس طرح یہ صرف راستہ نہیں بتاتے ہیں بلکہ گھر تک بھی پہنچاتے ہیں۔ دعوت و تبلیغ کے ساتھ اس جماعت کے لوگوں کی خدمت کے لئے ۷۴ شعبے ہیں جس کے ذریعے سے یہ اسلام کے سنہرے اصول کو عملی طور پر دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ اس خدمتِ خلق کے کام سے انھوں نے ہندو بھائیوں کا دل جیت رکھا ہے۔

(۲) مولانا وحید الدین خان

یہ ایک بڑے عالم اور بہترین مصنف ہیں۔ انھوں نے دعوت و تبلیغ کو مدِ نظر رکھتے ہوئے سائنس کی روشنی میں بہترین کتابیں لکھی ہیں جو تعلیم یافتہ طبقے میں بہت پسند کی جاتی ہیں۔

انھوں نے قرآن کریم کا ترجمہ بھی کیا ہے ۔ جسے لوگ پسند کرتے ہیں۔ ان کا گڈ ورڈ (Goodword) کے نام سے پبلیکیشن بھی ہے۔ اور یہ اپنی کتابیں بہترین طریقے سے چھپواتے ہیں۔ یہ کتابوں کے لئے کاغذ بھی اچھا استعمال کرتے ہیں ۔اور DTP بھی بہترین معیار کا ہوتا ہے ۔مثال کےطور پرقرآن کریم میں جوآیات دل کو چھو لینے والی ہیں۔یا جس میں غیرمسلم کے لئے کوئی خاص احکام ہیں تو اس مضمون کو یہ بڑے حرفوں میں لکھتے ہیں تا کہ اگر کوئی صرف قرآن کے اوراق بھی پلٹتا رہے تو خاص خاص باتیں اس کی نظروں سے ہوکر دل میں اتر جائیں ۔ یہ اردو اور انگریزی میں دعوتی رسالے بھی ہر ماہ شائع کرتے ہیں۔ان کی دعوتی جماعت کا نام ہے۔

World Centre for peace and sprituality

دعوت وتبلیغ میں یہ جس بات پر زور دیتے ہیں وہ ہے کہ ہرانسان خدا سے ڈرے اور انسانیت سے محبت کرے۔ دہلی میں ان کا مرکز ہے۔ اور بڑے شہروں میں ان کے سینٹر بھی ہیں۔ یہ لوگوں میں قرآن اور دعوتی لٹریچر تقسیم کرتے ہیں اور ان کے داعی حضرات ذاتی طور پر بھی لوگوں کو دعوت دیتے ہیں۔

مولانا وحیدالدین کی عمر اس وقت ۹۰ سال کی ہے۔ اور پچھلے ۴۰ سالوں سے یہ دعوت وتبلیغ کا بہت اچھا کام کررہے ہیں۔ ان کی غیر مسلم تعلیم یافتہ طبقے میں بہت عزت ہے۔

(۳) ڈاکٹر ذاکر نائک : ان کی دعوتی جماعت کا نام ہے اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن ۔اس جماعت کو دوسرے مذاہب کی کتابوں کا گہرا علم ہے۔اس لئے یہ Debate یا مناظرہ وغیرہ کے لئے بہت مشہور ہیں۔ ان کی دعوت وتبلیغ کا طریقہ ہے کہ قرآن وحدیث کے ساتھ یہ دوسرے مذاہب کی کتابوں سے بھی اسلام کو سچ ثابت کرتے ہیں۔اور مقابل کو سچائی قبول کرنے پر مجبور کردیتے ہیں۔

ان کا آفس ممبئی میں ہے جہاں پر یہ مسلمان نوجوانوں کو داعی بننے کی تربیت بھی دیتے ہیں۔یہ اسلام کی روشنی کو ٹی۔وی اور انٹرنیٹ کے ذریعے ساری دنیا میں پھیلاتے ہیں۔

اگر ڈاکٹر ذاکر نائک نے کچھ غلطیاں نہ کی ہوتیں تو یہ ہندوستان میں ایک دعوتی انقلاب لا سکتے تھے۔مگر اس وقت ان کے لئے عملی میدان میں دعوت وتبلیغ کے راستے تقریباً بند جیسے ہیں۔

(۴) مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب : یہ قوم کے ایک مائیہ ناز داعی ہیں۔آپ نے کئی دعوتی کتابیں لکھی ہیں۔جنہیں ہر داعی کو ضرور پڑھنا چاہئے۔ ہر ماہ ارمغان نام کا بہت اچھا دعوتی رسالہ شائع کرتے ہیں۔آپ داعیوں کی تربیت کرتے ہیں جو بعد

میں اپنے اپنے علاقوں میں جا کر ذاتی طور پر دعوت و تبلیغ کے کام کو آگے بڑھاتے ہیں۔

ممبئی میں پچھلی بار جب انھوں نے داعیوں کے لئے ٹریننگ کیمپ لگایا تھا تو ان کا طریقہ اسی طرح تھا کہ انھوں نے داعیوں کے گروپ کو مسجد میں تین دن ٹھہرایا۔ صبح سے دوپہر تک یہ داعیوں کو بیان کے ذریعے دعوت وتبلیغ کا طریقہ سکھاتے اور دوپہر کے بعد آس پاس کے علاقوں میں گھوم پھر کر عملی طور پر دعوت دینے کا طریقہ سکھاتے تھے۔ اس طرح سیکھنے والوں کو علم اور عملی پریکٹس دونوں حاصل ہو جاتی ہے پر دل سے غیر مسلموں کو دعوت دیتے وقت جو ڈر اور ہچکچاہٹ محسوس ہوتی ہے وہ دور ہو جاتی ہے۔

اس لئے اگر آپ دعوت وتبلیغ کے کام میں بالکل کورے ہیں تو ان کے تین دن والے کیمپ میں ضرور شامل ہو جائیں۔ آپ کا مرکز یوپی کے شہر پھلت میں ہے۔

مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب کے طرز پر تین لوگ اور کام کرتے ہیں وہ ہیں مولانا موسیٰ ملباری صاحب عبداللہ طارق صاحب اور سید محمد ذوالفقار صاحب

(۵) سید محمد ذالفقار علی الحسنی اشرفی حقی (چترویدی)

صاحب کیرالا کے وشاکھا پٹنم وجے واڑ، علاقے میں دعوت وتبلیغ کا بڑے پیمانے پر کام کرتے ہیں۔ آپ کے مرکز کا نام ہے۔ True Massage Centre ۔

- آپ کے دعوت وتبلیغ کا طریقہ یہ ہے کہ آپ صرف مدعو کی مذہبی کتابوں ہی سے مدعو کو اسلام کی تعلیم اور دعوت دیتے ہیں۔ اور صرف ایک شخص کو دعوت دینے کے بجائے آپ اس کے پورے خاندان یا اس کے پورے محلے کو دعوت دینے کی کوشش کرتے ہیں۔
- آپ کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے آپ مدعو کو اس بات کا احساس دلاتے ہیں کہ وہ غلطی پر ہے۔ پھر دوسرے مرحلے میں آپ اسے یہ احساس دلاتے ہیں کہ اس غلطی کے نقصان کیا ہیں۔ (ہمیشہ کی ناکامی)۔ پھر آپ مدعو کو اسی کی کتابوں سے صحیح عقیدے کی تعلیم دیتے ہیں اور توحید اور آخرت کا عقیدہ اس کے دل میں مضبوطی سے بٹھانے کی کوشش کرتے ہیں۔
- سید صاحب سیدھے سیدھے نہ اسلام کی دعوت دیتے ہیں اور نا مدعو کی تہذیب اور جینے کے طریقے کو بدلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لئے مدعو حق قبول کرنے کے بعد بھی اپنے سماج سے سخت مخالفت کا سامنا نہیں کرتا ہے۔ بلکہ وہ لوگوں میں گھل مل کر دعوت کا اور بہتر طریقے سے کام کرتا رہتا ہے۔
- اس طرح سید محمد ذوالفقار صاحب کے طریقے سے داعی اور مدعو دونوں محفوظ رہتے ہیں۔ اور اسلام کی روشنی

چاروں طرف خاموشی سے پھیلتی رہتی ہے۔

- جو طریقہ سید محمد ذوالفقار صاحب کا ہے وہی طریقہ سید عبداللہ طارق صاحب کا بھی ہے۔ مگر سید عبداللہ طارق صاحب کے طریقہ میں کچھ اضافہ ہے۔

(۶) سیّد عبداللہ طارق صاحب مدعو سے یہ بھی کہتے ہیں کہ آپ اپنا دین مت تبدیل کرو بس اسے صحیح کرلو۔ شروع سے حضرت آدمؑ سے لے کر جو بھی پیغمبر اس دھرتی پر آئے اس نے صرف ایک ہی دین کی تعلیم دی جو خدا کا سچا مذہب ہے اور منو یا حضرت نوحؑ نے بھی آپ کو اسی سچے دین کی تعلیم دی ہے۔ آپ بس اسے صحیح کر لیجئے۔ یعنی توحید، آخرت اور رسالت کے عقیدے کو صحیح کر لیجئے اور کیا صحیح ہے اسے سمجھنے کے لئے یہ قرآن اور اسلام کی تعلیمات آپ کے سامنے ہیں۔

- سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۲۱ اس طرح ہے

''جن لوگوں کو ہم نے کتاب عنایت کی ہے وہ اسکو ایسا پڑھتے ہیں جیسا اس کے پڑھنے کا حق ہے۔ یہی لوگ اس پر ایمان رکھنے والے ہیں اور جو اس کو نہیں مانتے وہ خسارہ پانے والے ہیں۔''

یعنی اگر ہندو بھائی ویدوں کو جنہیں وہ الہامی کتابیں کہتے ہیں اس کو ایسا پڑھیں جیسا پڑھنے کا حق ہے تو وہ ویدوں کو پڑھ کر ہی ایمان لے آئیں۔ سید محمد ذوالفقار صاحب اور سید عبداللہ طارق صاحب کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ وہ اپنی کتابوں کو صحیح طریقے سے پڑھ کر سمجھ لیں تو اپنے آپ اسلام لے آئیں گے۔ اس لئے اپنے بیان میں وہ ان کو توحید، آخرت، رسالت کے خاص خاص شلوکوں کو اکثر پڑھ کر سناتے ہیں۔ آپ دونوں حضرات داعیوں کے لئے تعلیم و تربیت کا انتظام کرتے ہیں اور اس لئے نئے داعیوں کو ان سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔

سید عبداللہ طارق صاحب کا مرکز رام پور میں ہے اور آپ کی جماعت کا نام ہے'' World organisation of religion and knowledge (Work)''۔

(۷) دارالعلوم : دعوت وتبلیغ کی اہمیت کو علمائے اکرام سے بہتر اور کون جان سکتا ہے۔ مگر تعلیمی اداروں کی بھی کچھ مجبوریاں ہوتی ہیں۔ قانونی پیچیدگی کی وجہ سے کوئی ادارہ کھلے عام سڑک پر آ کر غیر مسلم بھائیوں میں اسلام کی تبلیغ نہیں کر سکتا ہے۔ اس لئے وہ خود دعوت وتبلیغ کا کام تو نہیں کرتے بلکہ اپنے فارغ عالموں کے لئے دعوت وتبلیغ کی تعلیم کا ضرور انتظام کرتے ہیں۔ تقریباً تمام بڑے دارالعلوم میں عالمیت کے درس کے بعد دعوت وتبلیغ کے کورس بھی کئے جا سکتے ہیں۔

تامِلناڈو میں امبود کے نزدیک عمرا باد کا جامعہِ دارالسلام ادارے میں ایک سال کی دعوت وتبلیغ کا بہت اچھا کورس ہوتا ہے اور سارے ہندوستان سے علماء یہاں سیکھنے آتے ہیں۔

(۸) ان کے علاوہ ہر شہر اور ہر علاقے میں قوم کا درد رکھنے والے داعی دعوت و تبلیغ کا کام کر رہے ہیں۔ اور اپنے اپنے چھوٹے چھوٹے ادارے یا جماعتیں بنا رکھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو کامیاب کریں۔

ھمت نہ ھاریں:

- پچھلے سال انٹرنیٹ سے جو کچھ ڈاؤن لوڈ کیا گیا اس میں ۳۵ فی صد مواد فحش فلمیں تھیں۔ یعنی دنیا میں عریانیت اور برائی بڑھ رہی ہے۔ آج کے زمانے میں ہمارا دعوت و تبلیغ یا اصلاح کا کام کرنا ہوا کی مخالف سمت میں کشتی چلانے جیسا ہے۔ مذہبی اعتبار سے یہ بہت مشکل دور ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۵۳، میں فرماتا ہے کہ مشکل اوقات میں صبر اور نماز سے مدد لو۔ تو اس دعوت و تبلیغ کے کام کو ہمیں صبر اور نمازوں اور دعاؤں کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے لی گئی مدد کے ذریعے ہی آگے بڑھنا ہے۔ ہمارے لئے امید کی کرن یہ بات ہے کہ احادیث شریف میں اسلام کے غلبے کی پیشین گوئی ہے اور بھوشیہ پُران میں پیشن گوئی ہے کہ ایک دن سارے ہندوستانی مسلمان ہوں گے۔ اس لئے کسی جماعت میں شامل ہوتے وقت ہم اس بات کو یاد رکھیں کہ اس جماعت کا قائد اور ارکان صبر کے ساتھ مسلسل کام کرنے والے ہوں۔ جذباتی اور بے صبرے نہ ہوں۔ جماعت کا قائد متقی پرہیزگار اور امن پسند عالمِ دین ہو۔ ورنہ ہمارا بھی وہی حال ہوگا جو کسی کا ہوا تھا۔

☆☆☆☆☆

۱۶۔دعوت وتبلیغ کا کام کیسے کریں؟

• جولوگ اس وقت دعوت وتبلیغ کا کام کررہے ہیں میں نے ان سب کا مشاہدہ کیا اور کئی لوگوں سے ملا تو مجھے جو معلومات ملی اور میں نے جو مشاہدہ کیا وہ میں یہاں درج کرتا ہوں۔ اس وقت لوگ تین طرح سے دعوت وتبلیغ کا کام کررہے ہیں۔

(۱) قرآن مجید کی آیات کی مدد سے

(۲) بھگوت گیتااور ویدوں کے شلوک کی مدد سے

(۳) جذبات اور حکمت کی مدد سے

(یعنی اس زمانے میں دعوت وتبلیغ ان تین طریقوں سے ہورہی ہے۔)

• جولوگ قرآن کی آیات کی مدد سے دعوت وتبلیغ کا کام کرتے ہیں وہ مدعو کے سامنے قرآن کی آیات پڑھتے ہیں۔ پھر اس کا مفہوم بیان کرتے ہیں۔ اور پھر اسے علم اور حکمت کی مدد سے سچ ثابت کرتے ہیں تا کہ مدعو کے دل میں سچّی بات اتر جائے۔

• جولوگ بھگوت گیتااور ویدوں کے شلوک کی مدد سے دعوت وتبلیغ کا کام کرتے ہیں وہ توحید وآخرت اور رسالت سے جڑے شلوک مدعو کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ اور کوشش کرتے ہیں کہ مدعو خود ان کی کتابوں کی مدد سے ان تینوں کو سچ مانے۔

اوپر بیان کی گئی دونوں قسموں میں داعی اور مدعو دونوں پڑھے لکھے ہوتے ہیں اس لئے تبادلہ خیال اونچی سطح پر ہوتا ہے۔ بات کتابوں کی سند سے کی جاتی ہے اور مقصد توحید، آخرت اور رسالت کو دل میں اتارنا ہوتا ہے۔

• تیسری قسم میں داعی اور مدعو دونوں یا کوئی ایک کم پڑھا لکھا ہوتا ہے۔ اور بات کتابوں کی سند سے نہیں ہو پاتی ہے۔ اس لئے بات ہمیشہ کی ناکامی کا ڈر (یعنی ہمیشہ جہنم میں جلنا) اور ہمیشہ کی کامیابی کی امید (یعنی جنت کی عیش وآرام کی زندگی) اور حکمت اور جذبات کی لائن سے ہوتی ہے۔

• پہلے دو قسموں میں لوگ بڑی دیر کے بعد سوچ سمجھ کر حق قبول کرتے ہیں اور پھر مشکل سے ہی پلٹتے ہیں۔ جب کہ تیسری قسم میں لوگ جذبات سے مغلوب ہو کر حق فوراً قبول کرتے ہیں۔ اور جیسے جیسے جذبات ٹھنڈے ہوتے ہیں ایمان کی حرارت بھی کم ہوتی جاتی ہے۔

• اب ہم ان تینوں طریقوں کے بارے میں معلومات حاصل کریں گے۔

دعوت و تبلیغ کی پہلی قسم :

اس طریقے میں قرآن کی آیات اور تعلیمات کی بنیاد پر دعوت وتبلیغ کا کام کیا جاتا ہے۔ داعی اور مدعو دونوں جانتے ہیں کہ یہ عمل صرف اسلام کی تعلیمات کو عام کرنے کا عمل ہے۔ اور داعی چاہتا ہے کہ دعوت کے اختتام پر مدعو ایمان لے آئے

اس پہلے طریقے میں دعوت وتبلیغ کا عمل چار مرحلوں میں ہوتا ہے۔

(۱) دوستی اور تعارف

(۲) دعوت (اللہ کا پیغام اس کے بندے تک پہنچانا)

(۳) اتمامِ حجّت

(۴) تربیت

(۱) **دوستی اور تعارف** : حکومت سے اجازت لے کر بہت سی دعوتی جماعتیں سڑک پر یا ریلوے اسٹیشنوں پر اسٹال لگاتے ہیں۔ ان کے بینر کو دیکھ کر لوگ ان کے پاس آتے ہیں اور جوان سے ملتا ہے اور اسلام کی تعلیمات کو جاننے کی خواہش ظاہر کرتا ہے تو داعی حضرات انھیں بذاتِ خود سمجھاتے ہیں۔ یا انھیں دعوتی کتاب، پمفلٹ یا قرآن مجید کا نسخہ دے دیتے ہیں۔ ان کا پتہ لے لیتے ہیں اور فرصت کے اوقات میں وہ خود یا کوئی داعی اس مدعو سے مل کر پوری دعوت دینے کی کوشش کرتا ہے۔

● روز مرّہ کی زندگی اور سفر وغیرہ میں بھی داعی حضرات باتوں باتوں میں گفتگو کا رخ توحید، آخرت اور رسالت کی طرف موڑنے کی کوشش کرتے ہیں اور اگر ان تینوں موضوع پر لوگ گفتگو کرنے لگیں تو حکمت سے ان تینوں نظریات کو سچ ثابت کرنے کی اور مدعو کے دل میں اتارنے کی کوشش کرتے ہیں۔

(۲) **دعوت** : دعوت کے تینوں موضوع پر یعنی توحید، آخرت اور رسالت پر کس طرح گفتگو کی جائے اس کا بیان ہم اسی مضمون میں آگے کریں گے۔

(۳) **اتمامِ حجّت**: ''اتمام حجّت یہ ہے کہ مدعو سمجھ لے کی داعی مخلص ہے اور جو کچھ وہ کہہ رہا ہے اس میں اس کا کوئی ذاتی فائدہ نہیں ہے۔ اسلام کی تعلیمات ہی وہ تعلیمات ہیں جو خدا کی طرف سے ہیں اور ہر پیغمبر نے اپنے لوگوں کو دی ہے۔ اور ان تعلیمات کے مانے بغیر آخرت کی کامیابی ناممکن ہے۔''

اگر اتنی باتوں کا داعی مدعو کو یقین دلا دے تو سمجھو اتمامِ حجّت ہوگئی۔ چاہے مدعو ایمان قبول کرے یا نہ کرے۔

● داعی مخالفین کو اتمامِ حجّت کے بعد چھوڑ دے۔ جو لوگ فیصلہ نہیں کر پاتے ہیں انھیں صحیح فیصلہ کرنے میں مدد کریں۔ اور سب کی ہدایت کے لئے دعا کریں۔ داعی صرف کوشش کر سکتا ہے۔ ہدایت صرف اللہ تعالیٰ دیتے ہیں اور صرف چاہنے والوں کو دیتے ہیں۔

(٤) **تربیت**: یہ بہت نازک اور مشکل مرحلہ ہے۔ امریکہ اور یورپ میں ایک ہی چھت کے نیچے ایک خاندان میں باپ عیسائی، ماں یہودی اور بچے مسلمان ہوتے ہیں۔ لیکن کوئی ایک دوسرے سے نفرت نہیں کرتا ہے۔ مگر ایشیاء میں اگر کسی نے دوسرا دین اختیار کرلیا تو اس کا سماجی بائکاٹ کر دیا جاتا ہے۔ اس لئے ایشیاء میں دین تبدیل کرنے والوں کو بعد میں بہت تکلیف ہوتی

ہے۔اس مرحلے میں یہ داعی کا فرض ہے کہ مدعو کی تربیت کا خیال کرے تا کہ مشکل وقت میں وہ شرک اور بدعت کی طرف مائل نہ ہو۔ داعی خود یا اپنی جماعت کی مدد سے مدعو کی دوسرے مشکلات اور معاملات بھی حل کرنے کی کوشش کرے۔

- دعوت وتبلیغ کے چار مرحلوں میں تین کے بارے میں ہم نے کچھ معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔اب ہم چوتھے اورسب سے اہم مرحلے کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔اور وہ ہے دعوت یعنی حق کی تعلیم کوتمام انسانوں تک کیسے پہنچایا جائے۔

- انسان کا چہرہ دل کا آئینہ ہے۔اکثر لوگ چہرہ دیکھ کرنیت بھانپ لیتے ہیں۔دعوت وتبلیغ اگرصرف مسلمانوں کی تعداد بڑھانے کے لئے کی جائے تو یہ ایک خودغرضی کے جذبے کے ساتھ ہوگا۔اور آپ کی خودغرضی آپ کا چہرہ ظاہر کردے گا۔اگر دعوت و تبلیغ ہم لوگوں کو جہنم سے آزاد کرانے کے لئے کریں۔اگر ہمارا مقصد لوگوں کی بھلائی ہوتو ہمارا خلوص اور دل میں موجود انسانوں کے لئے محبت ہمارا چہرہ اور ہماری بات چیت ظاہر کردے گی۔ لوگ محبت اورخودغرضی کا فرق جانتے ہیں۔اس لئے نیت کوخالص کرکے اور دل میں انسان اورانسانیت کے لئے محبت پیدا کرکے اورلوگوں کو جہنم کی آگ سے آزاد کرنے کے لئے دعوت وتبلیغ کریں گے تو انشاءاللہ آپ کوکبھی لوگوں کی مخالفت کا سامنا نہیں ہوگا۔

دعوت کیسے دیں: دعوت دینے کاعمل بہت مشکل عمل ہے۔اس لئے الگ الگ جماعت کے الگ الگ داعیوں سے میں نے ان کا طریقہ جاننے کی کوشش کی ہے۔

- جماعت اسلامی کے ایک بہت قابل داعی ہیں جناب عثمان نوشاد صاحب۔جو نئے داعیوں کو دعوت و تبلیغ کی ٹریننگ دیتے ہیں۔میں نے ان کا ایک لیکچر سنا تھا۔انھوں نے جومختصر طور پر دعوت وتبلیغ کا طریقہ سکھایا تھا اس کو میں کچھ ترمیم کرکے اور مختصر کرکے آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

تعارف،دعوت،اتمام حجّت اورتربیت،دعوت وتبلیغ کے ان چار مرحلوں کواوران کی ترتیب کو یادرکھنے کے لئے عثمان نوشاد صاحب کہتے ہیں کہ اگرآپ R-DIT اس لفظ کو یاد رکھیں گے۔تو ان کی ترتیب کوکبھی نہیں بھولیں گے۔R-DIT اس لفظ میں R کا مفہوم ہے Relation یعنی سب سے پہلے آپ مدعو سے دوستی قائم کرتے ہو۔D کا مفہوم ہے Dawat اس کے بارے میں ہم ابھی معلومات حاصل کریں گے۔I کا مفہوم ہے اتمام حجت یعنی پیغام کو پوری طرح پہنچا دینا۔اور T کا مفہوم ہے Tarbiyat یعنی مدعو کی ضروری تربیت کرنا۔

- ان چاروں کی ترتیب یاد کرنے کے بعد اب ہم دوسرے اوراہم موضوع پرآتے ہیں اور وہ ہے دعوت کیسے دیں۔

• دعوت کیسے دی جائے؟ اس کام کو اچھی طرح اور ترتیب سے کرنے کے لئے عثمان نوشاد صاحب کہتے ہیں کہ آپ JATARN اس لفظ کو یاد رکھئے۔ اس کے ہر حرف سے دعوت کے ایک موضوع کو یاد رکھنے میں آسانی ہوگی۔

• ویسے تو دعوت میں صرف تین باتوں کو سمجھانا اہم ہے۔ توحید، آخرت اور رسالت۔ لیکن اچھے نتائج کے لئے نوشاد صاحب چھ باتوں کا ذکر کرنے کی صلاح دیتے ہیں۔

• JATARN اس لفظ میں J کا مفہوم ہے **JAMAAT**۔ ایک عام انسان کسی کو کوئی بات کہے اور ایک با مقصد جماعت کا رکن کسی کو ایک بات کہے تو لوگ با مقصد جماعت کے ذمہ دار رکن کی بات کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ اس لئے مدعو سے دوستی اور تعارف ہونے کے بعد اگر آپ اپنا تعارف ایسا دیتے ہیں کہ میں اس جماعت سے ہوں جس کا مقصد دنیا میں امن خوشحالی اور انصاف لانا ہے۔ اور میرا بھی یہی مقصد ہے۔ تو مدعو آپ کی باتوں کو عام آدمیوں کی باتوں سے زیادہ اہمیت دے گا۔

• پھر گفتگو کا سلسلہ برقرار رکھ کر آپ مدعو سے پوچھیں کہ کیا آپ نے قرآن پڑھا ہے۔ اگر وہ نہ کہے تو اس سے پوچھئے کہ اگر آپ اجازت دیں تو قرآن مجید کی خاص خاص باتیں میں صرف پانچ منٹ میں آپ کو بتادوں۔ اگر وہ ہاں کہے تو مندرجہ ذیل باتیں اسے قرآن کی آیات کی سند سے بتایئے اور پھر حکمت اور دنیاوی مثالوں سے بھی سمجھایئے۔

• **A کا مفہوم ہے حضرت آدمؑ:** مدعو سے اس بات کا ذکر کیجئے کہ سارے انسان ایک ہی ماں باپ (حضرت آدمؑ اور حضرت حوّا) کی اولاد ہیں۔ اس لئے سب انسان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اس حقیقت کو بیان کرنے سے مدعو سے دل کی دوری کم ہو جاتی ہے اور محبت بڑھتی ہے۔ اس لئے اس بات کو آپ جتنی اچھی طرح سے بیان کریں گے اتنا ہی فائدہ ہوگا۔

پھر مدعو سے کہئے کہ قرآن میں یہ بات اس طرح لکھی ہوئی ہے۔

''لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک شخص سے پیدا کیا''۔ (سورۃ النساء آیت نمبر۱)

پھر مدعو سے کہئے کہ یہی بات سائنس دانوں نے DNA کے ذریعے بھی ثابت کیا ہے کہ دنیا کے سارے انسان ایک ہی شخص کی اولاد ہیں۔

• **T کا مفہوم ہے TAWHEED**۔ آپ مدعو کو خدا کے ایک ہونے کو حکمت سے سمجھانے کی کوشش کریں۔ مثال کے طور پر آپ کہہ سکتے ہیں کہ دیکھئے ہر ملک کا سربرہ ایک ہوتا ہے۔ اگر دو دو صدر یا وزیر اعظم ہو جائیں تو ملک کا نظام درہم برہم ہو جائے۔ یہ کائنات کتنی بڑی ہے مگر ایک دم پرفیکٹ طریقے سے چل رہی ہے۔ ان کے اگر دو یا تین کنٹرول کرنے والے ہوتے تو یہ کب کی تباہ ہو چکی ہوتی۔ لیکن یہ اب بھی پرفیکٹ طریقے سے چل رہی ہے اس کے دو

مالک کیسے ہو سکتے ہیں؟ ان کا مالک ایک ہی ہے۔
پھر آپ مدعو سے کہئے کہ قرآن مجید میں بھی خدا کو ایک کہا گیا ہے اور اس کی صفات مندرجہ ذیل بتائی گئی ہیں۔ پھر آپ مدعو کو قل ھو اللہ احد (سورۃ نمبر ۱۱۲) پڑھ کر سنائیے اور اللہ تعالیٰ کی صفات بیان کیجئے۔

• **اگلے A کا مفہوم ہے AKHERAT**:
مدعو کو سمجھائے کہ اگر کوئی ایک قتل کرے اور قاتل کو موت کی سزا ملے یہ تو انصاف ہے۔ لیکن اگر کوئی سیکڑوں قتل کرے اور پھر اس قاتل کو صرف ایک ہی بار موت کی سزا ملے تو یہ ناانصافی ہے۔ بڑے جرم کی سزا بھی بڑی ہونی چاہئے۔
اس کائنات کا جو خالق و مالک ہے وہ انصاف کرتا ہے۔ وہ لوگوں کو پھر سے زندہ کرے گا۔ بڑے جرم کی بڑی سزا اور بڑے نیک عمل کا بڑا اجر دے گا۔ اور اس پھر سے زندہ کئے جانے کو آخرت کہتے ہیں۔ اور اس کا بیان قرآن میں اس طرح ہے۔
تم پر نگہبان عزت والے لکھنے والے مقرر ہیں۔ جو کچھ تم کرتے ہو وہ جانتے ہیں۔ یقیناً نیک لوگ (جنت کے عیش و آرام اور) نعمتوں میں ہوں گے۔ اور یقیناً بدکار لوگ دوزخ میں ہوں گے۔ بدلے والے دن (قیامت کے دن) اس میں جائیں گے۔ (سورۃ نمبر ۸۲ آیت نمبر ۱۵-۱۱)

(۵) **R کا مفہوم ہے RISALAT**: مدعو سے کہئے کہ خدا نے ہر دور میں ہر علاقے میں اپنے رسول بھیجے کہ وہ لوگوں کو خدا کا راستہ دِکھائیں۔ آخری رسول حضرت محمدؐ ہیں۔ اور ان کے سچے ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ وہ امّی تھے (پڑھے لکھے نہیں تھے)۔ اس کے باوجود ان کے ذریعے جو قرآن ہم کو ملا ہے اس میں ایسی سیکڑوں باتیں ہیں جنہیں سائنس نے آج تحقیق کرنے کے بعد جانا۔ ۱۴۰۰ سال پہلے اس کا کسی کو علم ہونا ناممکن تھا۔ آپؐ رسول تھے اور قرآن خدا کا کلام ہے اسی لئے اس میں ایسی باتیں لکھی ہوئی ہیں۔ اور یہ بھی قرآن میں لکھا ہے کہ خدا نے حضرت محمدؐ کو ساری کائنات کے لئے رحمت بنا کر بھیجا اس طرح آپ مکتی کا راستہ بتانے والے پیغمبر ہیں۔ (سورۃ الانبیاء آیت ۱۰۷)
(آپ کچھ مثالیں بھی بیان کر سکتے ہیں جو قرآن مجید میں ۱۴۰۰ سال پہلے نازل ہوئی تھیں اور سائنس نے آج انہیں سچ ثابت کیا ہے۔ اس قسم کی ۱۰۰ سے زیادہ مثالیں ہارون یحییٰ نے اپنی کتاب میں نقل کی ہیں۔)

(۶) **N کا مفہوم ہے نظام عدل و انصاف**: جماعت اسلامی کے رکن اس بات کا بھی ذکر کرتے ہیں کہ اگر سماج میں عدل و انصاف قائم کرنا ہے تو یہ بات صرف سماج میں اسلامی نظام قائم کر کے ہی ممکن ہو سکتا ہے۔ اور اسلامی نظام ہی سے عدل و انصاف سماج میں قائم ہوگا اس بات کو شیواجی جیسے راجا جنھوں نے مراٹھا سامراج کی بنیاد رکھی وہ بھی مانتے تھے۔
جب اورنگ زیب نے جزیہ ہندوؤں پر لگایا تو شیواجی

نے اورنگ زیب کو خط لکھا کہ آپ کو اسلامی قانون کے مطابق جزیہ لینے کا حق اسی وقت ہوگا جب آپ ایسی اسلامی حکومت قائم کروتا کہ لوگوں کو ایسا تحفظ حاصل ہو کہ ایک عورت ایک شہر سے دوسرے شہر اکیلے جائے اور اسے کسی کا خوف نہ ہو۔

Ref: Shivaji and his Times by)
(jadunath Sarkar

تو شیواجی جی جانتے تھے کہ اگر اسلامی نظام صحیح طور پر نافذ ہوا تو ۱۰۰ فی صد عدل و انصاف و امن کا ماحول بنے گا۔ اس لئے اگر آج بھی لوگوں کو سماج میں عدل و انصاف چاہئے تو اسلامی نظام ہی اس کا حل ہے۔

اور اللہ نے عدل و انصاف کا حکم قرآن میں سورۃ ۴ اور آیت نمبر ۱۳۵ میں دیا ہے۔

- اے ایمان والو! انصاف پر قائم رہو اور خدا کے لئے سچی گواہی دو خواہ اس میں تمہارا یا تمہارے ماں باپ اور رشتہ داروں کا نقصان ہو۔

(سورۃ شوریٰ آیت نمبر ۲۳)

ہم نے آخرت رسالت اور نظام عدل و انصاف کے لئے جو آیات یہاں نقل کی ہیں ان کے علاوہ اور بہت سی اسی مفہوم کی آیت قرآن مجید میں ہیں۔ آپ کو جو سب سے زیادہ موزوں لگے وہ آپ مدعو سے بیان کریں۔

- پھر مدعو سے کہے کہ اتنی اچھی باتیں قرآن میں لکھی ہوئی ہیں کیا آپ ان باتوں سے متفق ہیں۔ اگر وہ ہاں کہے تو اس سے کہئے کہ دل سے آپ سناتن دھرم پر ایمان رکھنے والوں میں سے ہیں۔ اس مذہب کو آج دین اسلام کہتے ہیں۔ اگر مدعو کلمہ پڑھنا چاہے تو پڑھا دیجئے ورنہ قرآن کریم کا نسخہ دے کر اپنا فون نمبر دیجئے کہ کچھ پوچھنا ہو تو آپ سے یا آپ کی جماعت سے رابطہ قائم کرتا رہے۔
- آپ اس کے لئے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ اسے ہدایت دے اور اس سے یہ بھی کہئے کے وہ اپنی ہدایت کے لئے دعا مانگتا رہے۔ کیوں کے ہدایت تو صرف خدا کے ہاتھ میں ہے۔ اس طرح کچھ منٹوں میں آپ کسی کو بھی اتنی دعوت دے سکتے ہیں کہ سینہ میں ہدایت کا چراغ روشن ہو جائے۔

اس طرح کسی بھی سفر میں یا چھوٹی سی ملاقات میں آپ دعوت کا بنیادی کام کر سکتے ہیں۔

نوٹ: چونکہ سماج میں اسلامی نظام قائم کرنا یہ جماعت اسلامی کا ایک اہم مقصد ہے اس لئے وہ اپنی دعوت و تبلیغ میں بھی اس بارے میں بات کرتے ہیں۔ اگر آپ کو موقع محل کے اعتبار سے اس بارے میں بات کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس ہو تو اس موضوع کو چھوڑ دیجئے۔ اہم تو صرف توحید، آخرت اور رسالت کی تعلیم ہی ہے۔

دعوت و تبلیغ کی دوسری قسم:

- ہم نے اس مضمون کے شروع میں پڑھا تھا کہ دعوت و تبلیغ کے تین طریقے سماج میں رائج ہیں۔ اس میں سے

پہلے طریقے کو ہم نے یہاں پر پڑھا۔ اس طریقے کی بنیاد سورۃ المائدہ کی آیت نمبر ۶۷ ہے۔ جو کہ مندرجہ ذیل ہے۔

''اے پیغمبر جو ارشادات خدا کی طرف سے تم پر نازل ہوئے ہیں وہ سب لوگوں کو پہنچا دو۔ اور اگر ایسا نہ کیا تو تم خدا کا پیغام پہنچانے میں قاصر رہے''۔

تو اس طریقے میں لوگ قرآن کا پیغام اس کی آیتوں کے حوالے سے لوگوں کو پہنچاتے ہیں۔

● جو دوسرا طریقہ سماج میں رائج ہے وہ غیر مسلم بھائیوں کی کتابوں کی مدد سے ہی انھیں توحید آخرت اور رسالت کی تعلیم کا دینا ہے۔

● اس طریقہ کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیتوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ غیر مسلم بھائیوں کی کتابوں میں شرک کی تعلیم نہیں ہے۔ میں نے ڈاکٹر ساجد صاحب کا بھگوت گیتا کا ترجمہ پڑھا ہے اس میں شرک کی تعلیم نہیں ہے۔ ڈاکٹر ذاکر نائک نے چیلینج کر رکھا ہے کہ اگر کوئی بائبل میں مجھے تین خدا ہونے کا ثبوت دے دے تو میں عیسائی ہو جاؤں گا۔ لیکن ڈاکٹر ذاکر نائک اب تک مسلمان ہیں۔

● سورۃ النساء کی آیت نمبر ۲۴ اس طرح ہے۔

''کیا لوگوں نے خدا کو چھوڑ کر اور معبود بنائے ہیں۔ کہہ دو کہ اس بات پر اپنی دلیل پیش کرو۔ یہ میری اور میرے ساتھ والوں کی کتاب بھی ہے اور جو کچھ اس سے پہلے پیغمبر ہوئے ہیں ان کی کتابیں بھی ہیں۔ بلکہ بات یہ ہے کہ ان میں اکثر حق بات کو نہیں جانتے اور اس لئے اس سے منہ پھیر لیتے ہیں''۔

اسی قسم کا مضمون سورۃ ۲۷ آیت نمبر ۶۴، سورۃ ۳۷ آیت نمبر ۱۵۷۔۱۵۵، سورۃ ۴۳ آیت نمبر ۴۵ اور سورۃ ۳۵ آیت نمبر ۴۰ میں بھی ہے۔

● یعنی کسی آسمانی کتاب میں صاف صاف شرک کی تعلیم نہیں ہے۔ لوگ آیتوں کو توڑ مروڑ کر شرک کا نظریہ اخذ کرتے ہیں۔

لوگوں کے گمراہ ہونے کے بارے میں قرآن مجید میں مندرجہ ذیل آیات ہیں۔

(۱) اپنے دین میں ناحق مبالغہ نہ کرو (سورۃ ۵ آیت ۷۷)

(۲) انھوں نے بنالیا اپنے علماء اور اپنے اور درویشوں کو اپنا رب، اللہ کے سوا۔ (سورۃ نمبر ۹ آیت نمبر ۳۱)

(۳) اور ان میں سے اکثر لوگوں نے گمان کی پیروی کی۔ (سورۃ نمبر ۱۰ آیت نمبر ۳۶)

(۴) اور شیطان نے ان کے اعمال ان کو آراستہ کر کے دکھائے۔ پس انہیں (سیدھے) راستے سے روک دیا۔ سو وہ فلاح نہیں پاتے۔ (سورۃ نمبر ۲۷ آیت نمبر ۲۴)

● انسان کی یہ فطرت ہے کہ وہ اپنی کتابوں پر زیادہ بھروسہ کرتا ہے۔ اور اسے اپنے کسی قریبی دوست یا رشتے دار کا اپنا مذہب چھوڑ کر دوسرے مذہب کو اپنا نا

سخت ناگوار گزرتا ہے۔

• اوپر بیان کی گئی آیتوں اور انسانی فطرت کو مدِنظر رکھتے ہوئے بہت سے مفکّر اور علماء کا ایسا سوچنا ہے کہ اگر ہم اپنے ہم وطن بھائیوں کو ان کی کتاب سے ہی توحید اور آخرت کی باتیں سمجھائیں جو ان کی کتابوں میں صاف صاف لکھی ہوئی ہیں تو اس کے بہت مثبت نتیجے نکلیں گے۔ انھوں نے کوشش کی اور حقیقت میں اس کے بہت مثبت نتائج نکلے۔

• سورۃ نمبر ۴۲ آیت نمبر ۱۳ کا مفہوم اس طرح ہے۔

''جس چیز کی طرف تم مشرکوں کو بلاتے ہو وہ ان کو دشوار گزرتی ہے اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی بارگاہ کا برگزیدہ کر لیتا ہے اور جو اس کی طرف رجوع کرے اسے اپنی طرف رستہ دکھا دیتا ہے''۔

(سورۃ شوریٰ آیت نمبر ۱۳)

یعنی حضرت آدمؑ سے لے کر نبی کریم ﷺ تک اللہ تعالیٰ نے جتنے پیغمبر یا نبی بھیجے سب نے صرف ایک ہی دین کی تعلیم دی ہے یعنی صرف اسلام کی تعلیم دی ہے۔

اس طرح ہر دین شروع میں اسلام ہی تھا۔ بعد میں اس کی شکل بدل گئی۔ اس لئے اگر کسی دین کے ماننے والوں کو ایسا کہا جائے کہ آپ اپنا مذہب تبدیل مت کرو بلکہ صرف اسے صحیح کر لو تو ایسا کہنا غلط نہ ہوگا اور نہ مدعو کو برا لگے گا۔ اور یہی بات بھگوت گیتا اور ویدوں کی مدد سے دعوت وتبلیغ کا کام کرنے والے اکثر داعی کہتے ہیں۔ اس طرح مدعو اصلاح کے نام پر خوشی خوشی توحید اور آخرت کے عقیدہ کو اپنا لیتا ہے۔

• اگر کسی برادرانِ وطن بھائی سے اگلے مضمون میں بیان کئے گئے بیس سوال کئے جائیں اور جب وہ سوال کا جواب سوچ رہا ہو۔ اس وقت خود ہی اس کی مذہبی کتابوں سے اور شلوک کی مدد سے اس کے جواب دئے جائیں تو توحید اور آخرت کا یقین برادرانِ وطن بھائیوں کے سینے میں جڑ پکڑنے لگتا ہے۔ تو بہت سے داعی حضرات کا یہ طرزِ عمل ہے کہ وہ ہندو بھائیوں کی کتابوں کی مدد سے ہی دعوت وتبلیغ کا کام کرتے ہیں۔

توحید، رسالت اور آخرت ان تینوں عقیدوں پر ہندو بھائیوں کی کتابوں میں جو کچھ لکھا ہے وہ میں نے اپنی کتاب ''ہندو بھائی کون ہیں؟'' اور'' بھگوت گیتا میں ایشور کے آدیش''میں لکھ دیا ہے۔ آپ سے درخواست ہے کہ یہ باتیں آپ ان کتابوں سے پڑھ لیں۔

ان کتابوں کے مضامین کے عنوان کا میں یہاں ذکر کر دوں تا کہ آپ کو معلوم ہو جائے ان میں کیا لکھا ہے۔

ہندو بھائی کون ہیں؟

(۱) سناتن دھرم کی کتابوں میں توحید کا بیان
(۲) سناتن دھرم کی کتابوں میں آخرت کا بیان
(۳) سناتن دھرم کی کتابوں میں پیغمبروں کا بیان
(۴) شری رام جی اور شری کرشن جی کون ہیں؟

(۵) سناتن دھرم کی کتابوں میں خانہ کعبہ کا ذکر
(۶) قرآن اور ویدوں کی ایک جیسی تعلیمات

بھگوت گیتا میں ایشور کے آدیش

(۱) خدا کون ہے؟
(۲) دیوتا کون ہے؟
(۳) کیا قیامت ہوگی؟
(۴) آخرت کی حقیقت
(۵) مکتی (نجات) کیسے ملے گی؟

دعوت و تبلیغ کی تیسری قسم :

جذبات اور حکمت سے دعوت و تبلیغ کرنا:

جذبات اور حکمت سے دعوت وتبلیغ کی ایک مثال مندرجہ ذیل ہے۔

مجھ سے کچھ غیر مسلم ملنے آئے۔ اس وقت میرے ایک داعی دوست بھی آ گئے۔ میں نے دونوں کا ایک دوسرے سے تعاف کرادیا۔ داعی دوست نے موقع پا کر کہنا شروع کیا کہ جیسے کسی بڑے آفس میں جانے کے لئے آئی کارڈ کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح جنّت میں جانے کے لئے بھی ایک آئی کارڈ درکار ہے۔ اور وہ آئی کارڈ ہے کلمہ۔ تو اگر آپ سب کو جنّت میں جانا ہے تو کلمہ پڑھ لو۔ صرف کلمہ کے الفاظ پڑھ کر جنّت میں جانا کوئی مہنگا سودا نہ تھا۔ اس لئے سب غیر مسلموں نے کچھ منٹوں کے اندر ہی کلمہ پڑھ لیا اور چلے گئے۔ داعی دوست بھی خوش تھا اور میں بھی خوش کہ چلو کچھ لوگوں نے کلمہ تو پڑھا۔

مگر آج میں سوچتا ہوں جنھیں توحید، آخرت اور رسالت کا ایک لفظ بھی نا سمجھایا گیا وہ اس پڑھے ہوئے کلمے پر کتنے منٹ قائم ہوں گے۔

- اس قسم کی دعوت وتبلیغ کے عمل سے بچنا چاہئے۔ ایسا عمل مدعو اور داعی دونوں کے لئے مشکلات پیدا کر دیتا ہے۔ انبیاء کرام کا طریقہ ہی صحیح طریقہ ہے۔ یعنی پہلے صرف توحید کی دعوت دیں۔ جب توحید دل میں اتر جائے تو آخرت کی دعوت دیں اور جب آخرت پر بھی دل مطمئن ہو جائے تو پھر رسالت کی دعوت دیں۔

جس ملک میں ۱۰۰ فی صد مسلمان ہیں وہ ۱۰۰ فی صد خوشحال ملک نہیں ہے۔ وہاں تو اور برا حال ہے۔ مسلمانوں کی تعداد بڑھا کر کسی کا بھلا نہ ہوگا۔ جہاں سچے پکے ایمان والے ہیں چاہے اقلیت میں ہوں یا اکثریت میں صرف وہی خوشحال ہیں۔ اس لئے انسانوں کو سچے پکے ایمان والا بنانے کی کوشش کرنی چاہئے صرف مسلمان نہیں۔

- چین میں ۱۹۲۰ کے آس پاس کمیونیزم کی تحریک نے جڑ پکڑی اور ۱۹۴۹ میں چین میں انقلاب آ گیا۔ اسی دور میں ہندوستان میں بھی کمیونیزم کی تحریک نے جنم لیا مگر وہ صرف کارخانوں کی یونین تک محدود رہا یا صرف ایک یا دو ریاستوں میں اپنی حکومت قائم کر پائی۔ اور اس کی امیج ایک ناکام سیاسی جماعت کی ہی ہے۔

ایسا کیوں؟

کیوں کہ چین کے کامریڈوں کی محنت ہندوستانی کامریڈوں سے کہیں زیادہ تھی۔ جیسی محنت ہوگی ویسے پھل ملیں گے۔

ہندوستان میں ایک عرصے سے دعوت وتبلیغ اور اصلاح کا کام ہورہا ہے۔تبلیغی جماعت کے لوگوں نے اصلاح کے کام کے لئے اچھی قربانیاں دی ہیں محنت کی ہے اس لئے آج معاشرے میں اس کے بہت اچھے نتائج ظاہر ہورہے ہیں۔

لیکن دعوت وتبلیغ کے کام سے ۹۹ فی صد مسلمانوں نے منہ موڑ رکھا ہے۔ وہ اس کی ضرورت سمجھتے ہی نہیں ہیں۔ جسے اللہ تعالیٰ نے اس کام کی ذمہ داری دی ہے اگر وہ نہیں کریں گے تو اور کون کرے گا؟

اور اگر مسلمانوں نے اسے نہ کیا تو بنی اسرائیل کی طرح غلامی کی زندگی ہی گزارنا ہوگا۔ اور آج کے حالات کا رخ بھی اسی طرف ہے۔

اس لئے سماج میں برائی کو روکنے کے لئے اور اپنی قوم کو غلامی کی زندگی سے بچانے کے لئے اس دعوت وتبلیغ کے عمل کو جنگی پیمانے پر کرنا ہی ہوگا۔ اسے کہنا آسان ہے مگر کرنا مشکل ہے۔لیکن کوشش کرنے کے سوا ہمارے پاس کوئی چارہ نہیں۔

میں کچھ ممکنہ طریقے آپ کے سامنے اگلے مضمون میں بیان کرتا ہوں۔آپ بھی اس لائن میں سوچیں انشاءاللہ راستہ ضرور نکلے گا۔

عملی مشق کی اھمیت:

اگر میں کار چلانے کا طریقہ بیان کروں تو آپ پوری طرح اس عمل کو سمجھ کر یاد بھی کر لینگے۔مگر اگر میرے بتائے ہوئے طریقے پر خود سے کار چلانے کی کوشش کر لینگے تو جانتے ہو کیا ہوگا؟

Accident یا حادثہ

علمی معلومات کے بعد عملی مشق بہت ضروری ہے۔اس لئے کم از کم تین دن کے لئے آپ کسی بھی دعوت وتبلیغ کی جماعت میں شامل ہو کر عملی مشق بھی ضرور کر لیجئے۔اس سے آپ بھی محفوظ رہیں گے اور بغیر جھگڑے فساد کے یہ مقدس عمل سماج میں ہوتا رہے گا۔ اور انشاء اللہ حق کی روشنی دنیا میں ہر طرف پھیل جائے گی۔

☆☆☆☆☆

۱۷۔ دعوت وتبلیغ کے کام میں ہونے والی غلطیاں

مولانا امین حسن اصلاحی صاحب نے اپنی کتاب ''دعوتِ دین اور اس کا طریقہ کار'' میں دعوت وتبلیغ کے کام میں ہونے ولی بہت سی اہم غلطیوں کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اس میں سے کچھ غلطیاں ہم یہاں نقل کر رہے ہیں۔

(ا) دعوت وتبلیغ کے کام میں جو سب سے بڑی غلطی داعیوں سے ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ اسلام کو انھوں نے اس انداز میں پیش نہیں کیا جس انداز سے قرآن نے اسلام کو پیش کیا تھا۔

قرآن کریم نے اسلام کو اس حیثیت سے پیش کیا تھا کہ اس کائنات کے شروع سے خدا کا دین یہی ہے۔ خدا نے جب کبھی بھی اور جس قوم میں بھی اپنے کسی نبی کو بھیجا ہے تو اسی دین کے ساتھ بھیجا ہے۔ قومیں خدا کے بھیجے ہوئے اس دین میں برابر خرابیاں پیدا کرتی رہی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کے ذریعے سے ان خرابیوں کی اصلاح کرتا رہا ہے۔ یہاں تک کہ اس نے اپنے آخری رسول کے ذریعے سے اپنے تمام نبیوں اور رسولوں کے اس دین کو بالکل صحیح اور مکمل صورت میں نازل کر کے اس کو ہمیشہ کے لئے ہر طرح کی آمیزش اور ہر قسم کی تبدیلی وتحریف کے خطرے سے محفوظ کر دیا۔ یہ دین قرآن مجید کی صورت میں محفوظ ہے۔ یہ کسی خاص قوم کا دین نہیں ہے بلکہ تمام بنی نوع آدم کا دین ہے۔ اور خدا کے تمام نبیوں کا لایا ہوا دین ہے۔ جو اس کو مانے وہ مسلم ہے۔ جو نہ مانے غیر مسلم ہے۔ یہ نہ تو خدا کے کسی رسول کی تکذیب کرتا ہے اور نہ اس کی کسی کتاب کا انکار کرتا ہے۔ نہ کسی پر اپنی مطلق فضیلت کا مدعی ہے۔ اس کا دعویٰ صرف یہ ہے کہ تمام نبیوں کی تعلیم کا قابل اعتبار، مجموعہ اور ان کی تعلیموں کو مکمل کرنے والا ہے۔

لیکن ہمارے مبلّغوں اور مصنّفوں نے اس کے بالکل برعکس اسلام کو مسلمان قوم کے دین کی حیثیت سے پیش کیا اور اسے دوسرے تمام دوسرے مذہبوں کے دشمن کی حیثیت سے پیش کیا مبلّغوں نے اسلام کی سچائی ثابت کرنے کے لئے دوسری آسمانی کتابوں کی تعلیمات کا مذاق اُڑایا۔

نبی کریم ﷺ اور دوسرے انبیاء کا مقابلہ کر کے دوسرے انبیاء کو کم تر ثابت کرنے کی کوشش کی گئی۔ حالانکہ قرآن کریم میں اس طرح کی مطلق ترجیح وتفصیل کی ممانعت کی گئی تھی۔ اور یہ تعلیم دی گئی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ہر پیغمبر کو کسی نہ کسی پہلو سے فضیلت دی ہے اور نبی کریم ﷺ کی فضیلت کے جو پہلو تھے وہ وہ تعیّن کے ساتھ واضح کر دئے گئے تھے۔ اور خود نبی کریم ﷺ نے تاکید کے ساتھ ممانعت فرمائی تھی کہ دوسرے انبیاء کے مقابل میں آپؐ کیلئے مطلق فضیلت کا دعویٰ نہ کیا جائے۔

(۲) دعوت وتبلیغ کے کام میں جو دوسری غلطی ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ ہم اسلام کو کچھ طریقے کی عبادت اور عقیدے کو اپنا نے کی شکل میں پیش کرتے ہیں۔ جب کہ اسلام ایک پوری زندگی کا نظام ہے۔ اگر اپنی بات کو میں مثال دے کر بیان کروں تو وہ اس طرح ہے کہ جیسے عیسائیت خدا کو تین ماننے اور کچھ خاص طرح کی عبادت کرنے کا نام ہے۔ مگر اس مذہب میں وراثت کی تقسیم کس طرح کی جائے کسی گناہ پر کیا سزا دی جائے۔ امیر کیسے چنا جائے اور حکومت کیسے چلائی جائے وغیرہ وغیرہ اس طرح کی تفصیل نہیں ہے۔ یعنی پوری زندگی کے نظام کی تفصیل نہیں ہے۔

اسی طرح ہم مسلمان بھی کلمہ پڑھنے، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کے عمل کے کرنے کو اسلام سمجھتے ہیں۔ اور وراثت کی تقسیم، کسی گناہ پر سزا دینے، حاکم چننے اور حکومت چلانے کے عمل کو اسلام کا حصّہ نہیں سمجھتے ہیں۔ ہم ایمانداری کرنے کو صرف ثواب کا کام اور دھوکہ دینے کو صرف گناہ سمجھتے ہیں۔

جب کہ ایسا نہیں ہے۔ بلکہ اسلام خدا کے بتائے ہوئے طریقے پر پوری زندگی گزارنے اور پورے سماج کو چلانے کا نام ہے۔

اگر ایک عیسائی بے ایمانی کرے تو وہ عیسائیت سے خارج نہیں ہوگا۔ مگر اگر ایک مسلمان بے ایمانی کرے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''وہ ہم میں سے نہیں۔'' یعنی وہ شخص اسلام سے خارج ہوگا۔ اسلام پانچ ارکان ادا کرنے کے بعد من مانی زندگی گزارنے کا نام نہیں ہے۔ بلکہ خدا کے احکام کے مطابق پوری زندگی گزارنے کا نام ہے۔

(۳) دعوت وتبلیغ کے کام میں ایک غلطی یہ ہوتی ہے کہ ہم نے دعوت وتبلیغ کا ذریعہ صرف الفاظ کو بنایا ہے اور حقیقی اسلامی زندگی کا عملی مظاہرہ کرنے کی کوشش نہیں کی۔

صحابہ کرامؓ کی زندگی کو دیکھ کر لوگ اسلام قبول کرتے تھے۔ اور اس زمانے میں اسلامی تعلیمات سے متاثر ہو کر لوگ دل سے اسلام قبول کرنا چاہتے ہیں مگر ہماری زندگی کے بدترین معاملات اور حالات کو دیکھ کر مسلمان کہلانا نہیں چاہتے اس لئے اپنے اسلام لانے کو ظاہر نہیں کرتے ہیں۔

(۴) دعوت وتبلیغ کے لئے صرف سماج کے غریب اور ادنیٰ طبقہ پر محنت کرتے رہنا یہ بھی ایک غلطی ہے۔ شروع اعلیٰ طبقے سے کریں اور بعد میں ادنیٰ طبقے کو بھی دعوت دیں۔

☆☆☆☆☆

۱۸۔دعوت وتبلیغ سے جڑی کچھ غلط فہمیاں

(۱) غیر مسلموں کو قرآن نہیں دینا چاہئے۔

ہم مسلمانوں کا ایسا سوچنا ہے کہ غیر ایمان والے ناپاک ہوتے ہیں اس لئے ان کے ہاتھ میں قرآن کریم نہیں دینا چاہیئے اور نہ انھیں مسجدوں میں داخل ہونے کی اجازت دینا چاہئے۔

جب کہ غیر مسلموں کی سوچ مسلمانوں کے لئے ایسی ہوتی ہے کہ یہ ایک خونخوار تیر وتلوار کے سائے میں پلی ہوئی گندی اور جاہل قوم ہے۔جن کے مذہب کی بنیاد ہی کافروں اور مشرکوں کو قتل کرنے پر ہے۔تو ان کی مذہبی کتاب اوران کے دین کو ہم کیسے تسلیم کر سکتے ہیں اور ہمارے لئے ان کی کتاب کا غیر جانبدارانہ مطالعہ اورغور وفکر کس طرح ممکن ہوگا اوراس سے ہمیں کیا فائدہ ہوگا (یعنی دونوں طرف بہت گہری غلط فہمیاں ہیں)۔

• مولانا کلیم صدیقی صاحب نے ایک واقعہ ذکر کیا ہے کہ گزشتہ دنوں ہمارے ایک نومسلم دوست اور دعوتی کارکن کے والد صاحب جو برادرانِ وطن کے مذہبی مقام گڑھ مکتیشور کے بڑے مہنت تھے وہاں ان کا آشرم تھا وہ اپنے درمند بیٹے کی دعا اور مسلسل کوشش کے نتیجہ میں پھلت آکر مشرف بہ اسلام ہوئے۔اسلام قبول کرنے کے بعد انھوں نے فرمائش کی کہ مجھے قرآن کریم کا ہندی میں ترجمہ مہیا کیا جائے۔جو انھیں پیش کر دیا گیا۔وہ قرآن کریم کو اپنی آنسو بھری آنکھوں سے بار بار لگاتے اور بوسے لیتے اور کہنے لگے کہ میں نے اسے پہلے بھی پڑھا ہے مگر اس وقت میں نے اسے مسلمانوں کی دھارمک گرنتھ سمجھ کر پڑھا تھا۔یہ بات تو خواب میں بھی نہ تھی کہ یہ میرے مالک کا کلام ہے جو اس نے میرے لئے بھیجا ہے۔اب میں اسے خالق کا اپنے لئے بھیجا ہوا کلام سمجھ کر پڑھنا چاہتا ہوں۔

(اس واقعہ سے آپ کو یہ بات یاددلانی ہے کہ جب لوگ اسے مسلمانوں کی مذہبی کتاب سمجھ کر پڑھتے ہیں تو ان کے قرآن کریم سے ہدایت لینے کے لئے دل پوری طرح کھلے نہیں رہتے ہیں۔اور نہ اس کا اثر لیتے ہیں۔ اگر وہ اسے اپنے مالک کی کتاب جو ان کے لئے نازل ہوئی یہ سمجھ کر پڑھیں تو زندگی بدل سکتی ہے۔)

• اس لئے دین کی دعوت وتبلیغ کا ایک پہلو یہ ہے یا اصل دعوت یہ ہے کہ مسلمانوں کی غلط فہمی نکال کر ان کی ذہن سازی کی جائے کی پوری انسانیت جناب رسول ﷺ کی امّت ہے اور آپؐ پوری انسانیت کے رسول اور راہ نما ہیں۔اور قرآن کریم سارے انسانوں کی راہ نمائی کے لئے نازل ہوا ہے۔اور اسلام یہ کوئی نیا دین نہیں ہے بلکہ ہر پیغمبر نے اسی دین کی تعلیم لوگوں کو دی

ہے۔ یہ پیغام ملتِ اسلامیہ کے پاس ایک امانت ہے۔اس کو پوری انسانیت تک پہونچانا مسلمانوں پرفرض ہے۔

ایک مسلمان کواللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں نبی کریم ﷺ کی امت میں اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ یہ پیغام پہنچانے کا کام پورا کرے۔صحابہ کرامؓ نے یہ کام کیا تھااور ہرمسلمان کو یہ کام کرنا ہے۔

اور غیر ایمان والوں کو درد وسوز اور خیر خواہی کے ساتھ یہ یاد کرانا چاہیئے کہ نبی کریم ﷺ آپ کی طرف بھیجے گئے۔آپ کے انتہائی خیر خواہ رسول اور رہنما ہیں اور قرآن کریم آپ کے لئے آپ کے مالک کی جانب سے بھیجا ہوا کلام ہے۔اور اسلام آپ کے پیدا کرنے والے کی طرف سے بھیجا ہوا واحد قانونِ زندگی اور دین ہے اور قرآن میں بیان کئے گئے احکام اور نصیحت کے آپ بھی اتنے ہی مخاطب ہیں جتنی مسلمان قوم ہے۔

تو جن کے لئے قرآن نازل ہوا ہے اور جن تک اب تک نہیں پہنچا ہے انھیں کو اس سے محروم رکھنا کتنی ناانصافی کی بات ہے۔

(۲) قرآن کریم کا ترجمہ خود سے نہیں پڑھنا چاھیئے

- قبر میں انسان سے جو سوال وجواب ہوں گے وہ تقریباً سبھی کو معلوم ہیں۔وہ سوال ہوں گے کہ تمہارا رب کون ہے؟ تمہارا دین کیا ہے؟ اور نبی کریم ﷺ کے بارے میں تمہارا کیا عقیدہ ہے؟

مومن کہے گا میرا رب اللہ ہے۔میرا دین اسلام ہے۔ اور نبی کریم ﷺ ہمارے پیغمبر ہیں یہ حدیث شریف بخاری اور مسلم دونوں میں ہے۔

ان تین سوالوں کے بعد چوتھا سوال بھی قبر میں ہوگا جس کا ذکر مسند امام احمد میں حدیث نمبر ۱۸۷۳۳ میں ہے اور ابوداؤد میں حدیث نمبر ۳۲۱۲ اور ۴۷۵۳ میں ہے۔چوتھا سوال فرشتے پوچھیں گے کہ ان سوالوں کا جواب تمہیں کیسے معلوم ہوئے تو مومن کہے گا کہ ''میں نے کتاب اللہ (قرآن کریم) پڑھا تھا تو میں نے اس کی تصدیق کی اور ایمان لے آیا''۔

جب کہ پہلے کے تین سوالوں کے جواب میں منافق یا گنہگار کہے گا کہ مجھے نہیں پتہ اور جب فرشتے اس سے چوتھا سوال کریں گے کہ تمہیں دین کی باتیں کیوں معلوم نہیں ہیں تو وہ کہے گا کہ ''میں تو وہی کہتا تھا جو لوگ کہتے تھے''۔

اس کے بعد فرشتے جو جواب دیں گے اس کا ذکر بخاری میں حدیث نمبر ۱۳۷۴ میں ہے کہ ''تم نے خود قرآن پڑھ کر حق حاصل کرنے کی کوشش کیوں نہیں کی؟''

اس کے بعد فرشتے اس کے سر پر ہتھوڑا ماریں گے اور وہ زمین کے برابر ہوجائے گا اور اس کی چیخ انسان اور جنّات کو چھوڑ کر سب سنیں گے۔

اس لئے اگر آپ قرآن سمجھ کر نہیں پڑھتے ہیں اور صرف وعظ اور تقریر میں سنی ہوئی باتوں پر عمل کرتے ہیں تو آپ کے لئے بہت خطرہ ہے۔

ایک قادیانی اگر صرف اپنے بڑوں کا وعظ اور تقریریں سنتا رہے اور خود قرآن کو سمجھ نہ پڑھے تو کیا اسے کبھی ختم نبوت کا علم ہوگا؟ کبھی نہیں۔ اس لئے اپنے مریدوں اور ماننے والوں کو اپنے جال میں پھنسائے رکھنے کے لئے مذہب کے ٹھیکے دار انھیں کبھی قرآن کریم پڑھنے کی نصیحت نہیں کرتے بلکہ ڈراتے ہیں کہ اس سے تم گمراہ ہو جاؤ گے۔ اگر سارے مسلمان قرآن سمجھ کر پڑھنے لگیں تو جو دین کے ٹھیکے دار ہیں وہ لوگوں کو بے وقوف بنانا چھوڑ دیں گے کیوں کہ پھر ان کے ماننے والے بے وقوف نہیں بنیں گے اور مسلک کے تمام مسلئے حل ہو جائیں گے اور یہ مسلمان قوم ایک امت بن جائے گی۔ کاش ایسا ہوتا۔

مئولف کی آپ بیتی:

کچھ علماء کرام کہتے ہیں کہ

(۱) قرآن حکیم کو ترجمہ نہیں پڑھنا چاہئے ورنہ گمراہ ہونے کا خطرہ ہے۔

(۲) قرآن حکیم کو سمجھنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

اس لئے میں کبھی قرآن کریم کے ترجمہ کو پڑھنے کی ہمت نہیں کرتا تھا۔ ۱۹۹۰ میں میں Hamco کمپنی میں مشین سپلائی کرتا تھا۔ اس کمپنی کے سیکیوریٹی انچارج سنگھ صاحب نے مجھ سے قرآن مانگا تھا۔ میرے والد کو دینی کتاب کا اچھا علم تھا اسی لئے میں نے ان سے درخواست کیا کہ ایک غیر مسلم کے لئے مجھے ایک قرآن لا دیں۔ میرے والد دُکان سے ایک قرآن مجید لے آئے جس میں عربی متن کے ساتھ اردو ترجمہ مولانا فتح محمد جالندھری صاحب کا تھا اور انگریزی ترجمہ پکھتال کا تھا۔

ایک غیر مسلم کو قرآن مجید دینے کی میری ہمت نہ ہوئی اور میں نے ان کو آخر کچھ نہ دیا اور اور قرآن میرے گھر میں ہی رہا۔

- جو قرآن مجید میرے گھر میں پہلے سے تھے ان میں ہرے رنگ کے صفحے پر پہلے اوپر عربی میں آیتیں تھیں پھر ان کے نیچے ان کا اردو میں ترجمہ تھا اور پھر ان کے نیچے اور حاشیہ میں ان کی تفسیر تھی۔ جب کہ مولانا فتح محمد جالندھری صاحب کے قرآن مجید میں اخبارات کی طرح تین کالم تھے۔ پہلے کالم میں عربی متن پھر دوسرے کالم میں اردو ترجمہ اور تیسرے کالم میں انگریزی ترجمہ تھا۔ تو ایک دن تجسس کی وجہ سے میں نے انگریزی ترجمہ پڑھنا چاہا کہ دیکھوں کیا لکھا ہے۔ انگریزی زبان پچاس سال پرانے زمانے کی تھی اور اسے سمجھنا بہت مشکل تھا اس لئے میں نے چھوڑ دیا۔ پھر میں نے اردو پڑھنا شروع کیا اور اس میں میں اس طرح جذب ہوا کہ ایک

بیٹھک میں مجھے خود ہوش نہیں کہ میں نے کتنے پارے پڑھ ڈالے۔ اتنا بہترین ترجمہ اتنی آسان زبان اور میرے اللہ کا فرمان ۔ساری باتیں روح میں اترتی چلی گئیں اور اسی قرآن کے ترجمے کو میں نے کئی بار پڑھ ڈالا۔

آج مجھے جو بھی قرآن کریم کا علم ہے وہ اسی جالندھری صاحب کے پڑھے ہوئے ترجمے سے ہے۔

● یقیناً قرآن کریم کا ترجمہ اور تفسیر علمائے کرام سے سیکھنا چاہیئے ۔مگر قرآن کریم میں ٦٦٦٦ آیتیں ہیں۔ان آیتوں میں پانچ قسم کی باتیں ہیں۔

(۱) انبیائے کرام کا ذکر
(۲) توحید اور آخرت کا ذکر ہے
(۳) ایک مومن کو کیا کرنا چاہئے اس کا ذکر ہے (یعنی احکام ہیں)
(۴) ایک مومن کو کیا نہیں کرنا چاہئے اس کا ذکر ہے۔
(۵) کچھ آیتیں ایسی ہیں جن کا مفہوم سمجھنا بڑا مشکل ہے۔

تو قرآن کریم کی وہ آیتیں جن میں اوپر بیان کئے گئے شروع کی چار باتیں ہیں ان کو سمجھنے کے لئے کسی استاد کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی ہے۔ صرف پانچویں بات کے لئے استاد کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایسی آیتوں کی تعداد بہت کم ہے ۔اور مولانا فتح محمد جالندھری صاحب نے ۳۴۰ آیات کی تفسیر الگ سے لکھ دی ہے۔

اس طرح ۹۵ فی صد قرآن کریم صرف ترجمہ پڑھ کر اچھی طرح سمجھا اور یاد رکھا جاسکتا ہے۔اس لئے ہر داعی کو قرآن کا ترجمہ پابندی کے ساتھ پڑھنا چاہئے۔ جالندھری صاحب نے اردو متن کو عربی سے بالکل الگ کردیا ہے۔ اس لئے پڑھتے وقت ان آیات کے اردو ترجمے جو آپ کے دل کو چھولیں یا جو دعوت کے کام کے لئے بہت اہم ہوں ان کو ہائی لائٹ پین سے ہائی لائٹ کردیں۔ پورا قرآن ختم کرنے کے بعد ہر دن صرف آپ ان آیات کو دیکھ لیں جو ہائی لائٹ کی ہوئی ہیں۔اس طرح آپ کو وہ آیات سورۃ کے نام اور آیات کے نمبر کے ساتھ یاد ہوجائیں گی۔

● تجربہ کار داعی حضرات کہتے ہیں کہ آپ مدعو کے سامنے قرآن کی آیت عربی میں پڑھئے اور پھر اسے اس آیت کا مفہوم بتائیے۔اور اس آیت کے مفہوم کی بنیاد پر توحید، آخرت اور رسالت کی تعلیم اور دعوت دیجئے۔ یہ سب سے موثر طریقہ ہے کیوں کہ قرآن کی آیت سیدھے دل پر اثر کرتی ہے۔ یہ قرآن کا ایک معجزہ ہے۔ نبی کریم ﷺ بھی قرآن کے ذریعے ہی لوگوں کو دعوت دیتے تھے اس لئے یہ سنت اور سب سے بہترین دعوت و تبلیغ کا طریقہ ہے۔اس لئے داعی کو قرآن کریم کی اہم اہم آیات جو دعوت و تبلیغ سے جڑی ہیں وہ سند کے ساتھ یاد ہونی چاہئیں۔

• میں نے صرف مولانا فتح محمد جالندھری صاحب کا ترجمہ پڑھا ہے اس لئے صرف انہیں کے بارے میں آپ کو بتا سکتا ہوں۔ دوسرے مفسرین کا ترجمہ اور تفسیر ہوسکتا ہے ان سے اچھی ہو لیکن مجھے اس کا علم نہیں ہے۔ قرآن مجید کا ایک صفحہ میں اس مضمون کے آخر میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ آپ پڑھ کر خود احساس کر سکتے ہیں کہ ان کا ترجمہ کیسا ہے۔ اور اس قرآن مجید کی چھپائی اور عربی اور اردو متن لکھنے کا طریقہ کیسا ہے۔

(۳) کیا قرآن کریم کی آیات پر غور فکر نہیں کرنا چاھئیے؟

• اگر ایک تعلیم یافتہ انسان کہتا ہے کہ مجھے قرآن مجید کے سچا ہونے کا ایک ثبوت دے دو تو میں اسلام قبول کرلوں۔ تو آپ کیا کریں گے؟ اگر آپ نے قرآن مجید کو خود پڑھا ہوگا۔ اس پر غور وفکر کیا ہوگا۔ تب ہی آپ قرآن کریم کو خود سمجھ سکیں گے اور دوسروں کو سمجھا سکیں گے۔

• ایک مثال کے ذریعے میں آپ کو یہ بات سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں۔

سورۃ الفرقان کی آیت نمبر ۶۱ کا مفہوم ہے کہ

''اور خدا بڑی برکت والا ہے جس نے آسمانوں میں برج بنائے اور ان میں آفتاب کا نہایت روشن چراغ اور چمکتا ہوا چاند بھی بنایا۔''

اگر آپ غور وفکر کرنے والے ہوں گے تب ہی آپ اس بات پر غور کریں گے کہ سورج اور چاند دونوں چمکتے ہیں۔ پھر بھی اللہ تعالیٰ نے ایک کو چراغ اور دوسرے کو چمکتا چاند کہا ہے۔ یہ فرق کیوں؟ اللہ تعالیٰ نے دونوں کو چراغ کیوں نہیں کہا؟ یا دونوں کو چمکتے چاند سورج کیوں نہیں کہا؟

جب آپ غور وفکر کریں گے تو ہی آپ سمجھ پائیں گے کہ سورج خود اپنا ایندھن جلا کر روشن ہوتا ہے اس لئے وہ چراغ کی طرح ہے اور اسی لئے قرآن کریم میں اسے چراغ کہا گیا ہے اور چاند صرف سورج کی روشنی پا کر روشن ہوتا ہے اس لئے اسے چمکتا کہا گیا ہے۔

اس حقیقت کو سائنس نے سولہویں صدی میں جانا۔ جب کہ قرآن کریم جو ساتویں صدی عیسوی میں نازل ہوا تھا اس میں یہ بات کہی گئی ہے۔ اس ایک آیت سے آپ کسی پڑھے لکھے انسان کو دو باتوں کا ثبوت دے سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ قرآن مجید ایک سچی آسمانی کتاب ہے اس لئے اس میں سیکڑوں ایسی باتوں کا ذکر ہے جو سائنس نے اس نئے زمانے میں دریافت کی ہیں جب کہ قرآن ۱۴۰۰ سال پہلے نازل ہوا تھا۔ اور اس کائنات کا ایک خالق ہے جو اپنی بنائی ہوئی چیزوں کو اچھی طرح جانتا ہے اور خدا کا وجود ہے اسی لئے اس نے ان باتوں کو قرآن میں نازل کیا ہے۔ اس طرح آپ قرآن پر غور وفکر کر کے ہی عام انسانوں کو اس بات کا یقین دلا سکتے ہیں کہ قرآن ایک آسمانی سچی کتاب ہے۔ اور خدا کا وجود

ہے جو سب کا خالق و مالک ہے۔

- اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے

''تو کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر قفل لگ رہے ہیں۔'' (سورۃ محمد آیت نمبر ۲۴)

تو قرآن کریم پر غور و فکر کرنا چاہئے تا کہ ہمارا ایمان اور مضبوط ہو۔ اور اس لئے بھی غور و فکر کرنا چاہئے تا کہ ہم لوگوں میں اس کی تعلیم کو عام کر سکیں۔

- نبی کریم ﷺ نے حجۃ الودع کے موقع پر فرمایا تھا کہ میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں اگر اسے مضبوطی سے پکڑے رہو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ اور وہ دو چیزیں ہیں قرآن کریم اور میری سنت۔ ہم نے قرآن کو چھوڑ رکھا ہے اس لئے گمراہ اور ذلیل ہیں۔ ہدایت پانے کا ایک ہی راستہ ہے قرآن کو سمجھنا، عمل کرنا اور لوگوں میں عام کرنا۔

(۴) کیا اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو صرف مسلمانوں میں ھدایت و تبلیغ کا کام کرنے کا حکم دیا تھا؟

- اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے

''اور اپنے قریب کے رشتہ داروں کو ڈر سنا دو۔ اور جو مومن تمہارے پیرو ہو گئے ہیں ان سے بتواضع پیش آیئے۔ (سورۃ الشعراء آیت نمبر ۲۱۵-۲۱۴)

- جو پروہ نہیں کرتا اس کی طرف تو تم توجہ کرتے ہو۔ حالانکہ اگر وہ نہ سنورے تو تم پر کچھ الزام نہیں۔ اور جو تمہارے پاس دوڑتا ہوا آیا اور خدا سے ڈرتا ہے اس سے تم بے رخی کرتے ہو۔ (سورۃ عبس آیت نمبر ۱۰-۵)

- اوپر بیان کی گئی دو آیتوں کی بنیاد پر کچھ لوگوں کا ایسا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو صرف مسلمانوں پر توجہ دینے اور دعوت و تبلیغ کا حکم دیا تھا۔

- جو لوگ ایسا عقیدہ رکھتے ہیں ان سے پوچھئے کہ نبی کریم ﷺ نے اس آیت کے نازل ہونے کے بعد کیا غیر مسلموں میں دعوت و تبلیغ کا کام کم کر دیا تھا؟

- ایک بار نبی کریم ﷺ راستے میں کھڑے تھے اور وہاں سے ایک جنازہ گزرا تو اس جنازے کو دیکھ کر آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ صحابہؓ نے کہا کہ ''یا رسول اللہ! یہ ایک یہودی کا جنازہ ہے'' آپؐ نے فرمایا کہ میں ابھی زندہ ہوں اور میرا ایک امتی بغیر ہدایت کے اس دنیا سے جا رہا ہے۔

- زندگی کے آخری لمحے تک آپؐ اپنی پورے امتیوں کے لئے انتہائی فکرمند تھے۔ اور آپؐ کی اس فکر کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل آیتیں نازل فرمائیں۔

شاید کہ آپ ان کے ایمان نہ لانے پر جان دے دیں گے۔ (سورۃ الشعراء آیت نمبر ۳)

اس آیت میں جن لوگوں کے لئے نبی کریم ﷺ بہت فکرمند تھے وہ مسلمان نہیں بلکہ غیر مسلم تھے۔ جو ابھی ایمان نہیں لائے تھے۔

تو ایسا سوچنا غلط ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو صرف مسلمانوں میں ہدایت وتبلیغ کا حکم دیا تھا۔

(۵) کیا دعوت و تبلیغ کا کام صرف فرضِ کفایہ ہے۔ فرضِ عین نہیں ہے۔ اس لئے کچھ لوگوں کے کرنے سے سب کی طرف سے فرض ادا ہوجائے گا؟

- فرضِ کفایہ کا لفظ سنتے ہی جنازے کی نماز ہمارے ذہن میں آتی ہے۔ یعنی بستی کے کچھ لوگوں نے اگر جنازے کی نماز پڑھ لیا تو سب کی طرف سے فرض ادا ہوگیا۔

مگر لوگوں کی تعداد کم ہو اور کم تعداد کی وجہ سے اور اپنی پوری کوشش کے باوجود لوگ تدفین نہ کر سکے تو کیا پھر بھی فرض کفایہ کا فرض دوسروں کی طرف سے بھی ادا ہوجائے گا؟ نہیں ہوگا۔ اس وقت جو لوگ دعوت وتبلیغ کا کام کررہے ہیں وہ بہت کم ہیں اور ان کے لئے ممکن نہیں ہے کہ دنیا کے ۷۷ فی صد لوگوں تک اسلام کی تعلیم کو پہنچادیں۔ اس لئے دعوت وتبلیغ تو فرضِ عین ہے۔ یعنی ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اگر اسے فرضِ کفایہ بھی مان لیں تب بھی فرضِ کفایہ ادا ہونے کی شرط ہے کہ کام پورا ہوجائے۔ اگر کام پورا نہ ہوا تو صرف وہی لوگ گناہ سے بچ پائیں گے جنھوں نے اسے ادا کرنے کی کوشش کی۔ مگر جنھوں نے کوئی کوشش نہ کی وہ فرض کے چھوڑ دینے کے ہر حال میں گناہ گار ہوں گے۔

(۶) کیا ملک کا ماحول دعوت و تبلیغ کے لئے سازگار نہیں ہے؟

مولانا کلیم صدیقی صاحب اپنی کتاب ''دعوتِ دین کچھ غلط فہمیاں کچھ حقائق'' کے صفحہ نمبر ۶۷ پر لکھتے ہیں کہ

- دُور دور سے ہمیں ماحول ناسازگار لگتا ہے۔ قریب جا کر دیکھیں اور اپنی زندگی کے نصب العین کو سمجھیں تو ہندوستان کے اس تعصب کے دور میں ازخود اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد کا سروے کر کے حیرت ہوگی گزشتہ ۲۵ مئی کو ہمارے یہاں پُھلت میں آکر نو لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ کلمہ پڑھوانے کے بعد جب ان سے قبول اسلام کی وجہ معلوم کی گئی تو یہ جان کر حیرت ہوئی کہ ان نو کے نو لوگوں میں کسی کو بھی کسی نے دعوت نہیں دی تھی۔ اسلام کی کسی چیز کی کشش یا اپنے مذہب کی اندھی رسموں سے نفرت نے ان کو قبول اسلام پر آمادہ کیا تھا۔ ان حالات میں دعوت دین کے لئے ناسازگار ماحول کی بات کہنا کیسی خام خیالی ہے۔

درد کا حد سے گزرنا ہے دوا ہوجانا

بالفرض اگر اسلام کے خلاف ساری دنیا کی طاغوتی

طاقتیں متفق بھی ہیں اور مخالفت اسلام کی کوششیں بام عروج پر ہیں تو بھی اسلام کے لئے یہ ماحول بالکل سازگار ہے۔اسلام کا مزاج یہ ہے اور تاریخ اسلام اس پر شاہد ہے کہ اسلام کے لئے آخری درجہ کے مخالف ماحول میں بھی اسلامی دعوت کے لئے سازگار ترین ماحول ہوتا ہے۔ اندھیرا بلکہ ظلم و اندھیرا جب نقطۂ عروج پر ہوتا ہے۔تو پھر انسان کو روشنی ، رحمت اور عدل و انصاف کی ضرورت ہوتی ہے اور ہر انسان ایسے میں نور و ہدایت کا محتاج و طالب اور ضرورت مند ہوتا ہے۔ جیسے حق کی طلب ماحول میں پیدا ہوجائے تو حق کی اشاعت کا سب سے بہتر ماحول ہوتا ہے۔تمام انبیاء کی تاریخ گواہ ہے کہ جب کفر وشرک اور ظلم و جبر بام عروج پر پہنچا تو حق تعالیٰ کی مشیت اس بات کی متقاضی ہوئی کہ کسی نبی اور رسول کو مبعوث کیا جائے اور ہدایت کی شمع جلائی جائے نبی کریم ﷺ کی بعثت سے قبل پوری دنیا کے ماحول پر نظر ڈالی جائے تو وہ کفر وشرک اور ظلم وجہالت کی تاریخ کا تاریک ترین زمانہ تھا۔آپ ؐ کی بعثت سے قبل خیر کے امکانات تک مسدود محسوس ہوتے تھے یہ خیال کہ ایک دن نبی کریم ﷺ دنیا میں آئیں گے اور دنیا سے جاہلیت ،کفر وشرک اور ظلم کا خاتمہ کرکے ایسا نورانی ماحول بنادیں گے ایک خیالی پلاؤ لگتا تھا۔مگر تاریخ نے دیکھا کہ صرف نصف صدی میں دنیا کے ٦٠ فیصد حصہ پر اسلامی حکومت قائم ہوگئی اس کے بعد بھی صلیبیوں کے مظالم اور اسلام مخالف فتوحات کے وقت صلاح الدین ایوبی کی آمد، تاتاریوں جیسی ظالم اور سفاک قوم کی آن کی آن میں قبول اسلام کے جیسے کتنے واقعات ہیں جو اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ بظاہر مخالف ترین ماحول میں اسلام کے لئے سازگار ترین ماحول ہوتا ہے۔اور یہ فطری ضابطہ ہے کہ اندھیرا جب نقطۂ عروج پر ہوتا ہے تو سحر ہوتی ہے۔

(٧) کیادعوت و تبلیغ یہ بہت اونچے اور قابل لوگوں کاکام ہے؟

مولانا کلیم صدیقی صاحب اپنی کتاب ’’دعوتِ دین کچھ غلط فہمیاں کچھ حقائق‘‘ کے صفحہ نمبر ٨٨ پر لکھتے ہیں کہ

کبھی کبھی اپنے اندر دعوتی صلاحیت موجود نہ ہونے کا احساس بھی انسان کو دعوت کے کام سے روکے رکھتا ہے۔اس سلسلہ میں یہ سمجھ لینا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے دعوت دین کو امت مسلمہ کے ہر فرد پر فرض قرار دیا ہے اور ہر مسلمان کو اس کا مکلّف بنایا ہے اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ہر مسلمان میں اس کی صلاحیت موجود ہے۔ ورنہ طاقت سے زیادہ بوجھ ڈالنا تو ظلم ہوتا جو اسلام میں کسی طرح روانہیں ہوسکتا۔جس مسلمان کے سینے میں دھڑکتا ہوا دل ہے اور اس کو یقین ہے کہ کفر و شرک پر مرنے والا میرا بھائی ہمیشہ دوزخ میں جلے گا ایسے ہر مسلمان میں دعوت کی صلاحیت موجود ہے۔بس ہمیشہ کی دوزخ سے بچانے کا کرب اور اپنے بھائی پر ترس دعوت کی شاہ کلید ہے اور یہ ہر مسلمان کے پاس

موجود ہے اس لئے صلاحیت پیدا کرنے کے انتظار میں بیٹھے رہنا ہرگز جائز نہیں۔

(۸) دعوت و تبلیغ کے کام میں سخت مخالفت کا سامنا کرنا پڑتا ھے۔

مولانا کلیم صدیقی صاحب اپنی کتاب ''دعوتِ دین کچھ غلط فہمیاں کچھ حقائق'' کے صفحہ نمبر ۶۶ پر لکھتے ہیں کہ

بعض حضرات بلکہ بعض اہل علم کا خیال ہے کہ قرآن کریم میں جابجا انبیاء کی دعوت اور ان کی قوم کی مخالفت کے واقعات کا ذکر موجود ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ داعی حق کی آزمائش اور باطل سے مقابلہ آرائی لازمی ہے۔ میرا خیال یہ ہے کہ ایسے لوگوں کو ازسرِ نو قرآن حکیم کا مطالعہ کرنا چاہئے اس لئے کہ قرآن حکیم میں ان واقعات کا ذکر کرنے کے دو مقصد ہیں۔

اول اہل کفر وشرک کو اس بات پر تنبیہ کہ داعیان حق کی بات نہ مان کر کیسی کیسی زبردست قومیں ہلاک و برباد اور قہر خداوندی کا نشانہ بن گئیں ان کی بربادی لوگوں کے لئے عبرت اور نشانی ہے۔ اس لئے قرآن میں بار بار یہ ارشاد فرمایا گیا ہے۔

''سیر کرو اور دیکھو کہ کیا انجام ہوا جھٹلانے والوں کا''۔ (سورۃ الانعام آیت نمبر۱۱)

''دیکھو کیا انجام ہوا مفسدوں کا''۔ (سورالاعراف آیت نمبر۱۰۳)

کہیں فرعون کی ہلاکت اور بربادی کے واقعہ سے خبر دار کیا گیا:

''آج بچائے دیتے ہیں ہم تیرے بدن کو تا کہ ہو تو پچھلے لوگوں کے واسطے نشانی''۔ (سورۃ یونس آیت نمبر۹۲)

کہیں ہوشیار کیا گیا:

''کیا تو نے یہ دیکھا کیسا کیا تیرے رب نے عاد کے ساتھ وہ جو اِرم میں تھے بڑے ستونوں والے، بنی نہیں ویسی قوم سارے شہر میں۔ اور ثمود کے ساتھ جنہوں نے سر اٹھایا ملکوں میں۔ پھر بہت ڈالی ان میں خرابی، پھر پھینکا ان پر تیرے رب نے کوڑا عذاب کا، بیشک تیرا رب ہے گھات میں'' (سورۃ الفجر آیت نمبر۶۔۱۴)

ایک طرف داعی حق کی مخالفت اور ان کی دعوت کو ٹھکرانے یا جھٹلانے کی سزا کا اور برے نتائج کا ذکر کر کے کفار و مشرکین کو خبر دار کیا گیا تو دوسری طرف داعیان حق کو تسلی دی گئی ہے کہ حق کے داعیوں کے ساتھ ہماری مدد ہے اور داعیان حق کی مخالفت کرنے والوں کو ہم زبردست مزا چکھاتے ہیں۔ بار بار اعلان کیا گیا۔

اور اللہ تعالیٰ آپ کو لوگوں سے محفوظ رکھے گا۔ (سورۃ المائدہ آیت نمبر۶۷)

''اگر تم ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کیا تو ان کی تدبیر تم کو

کچھ نقصان نہیں پہنچائے گی۔(سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۲۰)یعنی اللہ کی مدد اہل حق اور داعیان حق کے ساتھ ہے۔ ہرگز ہرگز کوئی ان کا بال بیکا نہیں کرسکتا۔

داعیوں کی تاریخ تو یہ بتاتی ہے:

''باقی رکھا ہم نے اس کو پچھلے لوگوں میں کہ سلام ہے ابراہیم پر۔(سورۃ الصّٰفٰت آیت نمبر ۱۰۹)

سلام ہے موسیٰ اور ہارون پر(سورۃ الصّٰفٰت آیت نمبر ۱۲۰)

سلام ہے نوح پر دونوں جہاں میں(سورۃ الصّٰفٰت آیت نمبر ۷۹)

سلام ہے رسولوں پر(سورۃ الصّٰفٰت آیت نمبر ۱۸۱)

جس کا مطلب یہ ہے کہ داعیوں کی سلامتی ہے اور ان کی عظمت کو سلام ہے۔ البتہ اس میں شبہ نہیں کہ اہل حق اور داعیان دین کی استقامت کا امتحان حسب حیثیت ہوسکتا ہے۔ اگر چہ اس زمانہ میں ہمارے ضعف کی وجہ سے ان کی نوبت بھی کم آتی ہے اس لیے یہ خیال صحیح نہیں ہے کہ دعوت دین کا کام کرنے والوں کو مخالفین کی مخالفتوں اور دشمنیوں کا سامنا ضرور ہوتا ہے اور دعوت کی راہ میں مخالفین کے ظلم وستم کا پیش آنا ضروری ہے۔

- مدینہ منورہ میں حضرت مصعب کو دعوت وتبلیغ کے کام میں کوئی مخالفت کا سامنا نہ ہوا اور نبی کریم ﷺ کے مدینہ پہنچنے سے پہلے تقریباً سارا شہر مسلمان ہو چکا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے درجنوں خطوط مختلف ممالک میں بھیجے تھے ان میں بھی صرف ایک بدبخت شرجیل نے آپؐ کے سفیر کو قتل کیا تھا۔ باقی لوگوں نے آپؐ کے سفیر کی بہت عزت کی اور جنھیں دعوت حق کو قبول نہ کرنا ہوا تو ان میں اکثر نے ادب کے ساتھ انکار کیا۔

(۹) پہلے ہم خود پکے مسلمان بن جائیں پھر لوگوں کو دین کی دعوت دیں

مولانا کلیم صدیقی صاحب اپنی کتاب ''دعوتِ دین کچھ غلط فہمیاں کچھ حقائق'' کے صفحہ نمبر ۳۰ پر لکھتے ہیں۔

غیر مسلموں میں دعوت کے سلسلہ میں شیطان بڑے تواضع کے انداز میں غلط فہمی بھی ذہن میں ڈالتا ہے کہ پہلے خود مسلمان بن جائیں اور ایک مثالی اسلامی معاشرہ وجود میں آجائے تب دوسروں کو دعوت دی جاسکتی ہے۔ یہ خیال مخلص اور دیندار مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد کے ذہن میں ہے۔ اس سلسلہ میں اتنا ضرور سمجھ لینا چاہئے کہ اس خیال کا ایک مطلب یہ ہے کہ اب ''غیر ایمان والوں میں دعوت کا کام قیامت تک کے لئے بند کر دینا چاہئے'' اس لئے کہ ہم اللہ کے نبی ﷺ کا یہ فرمان ہر جمعہ کے دن خطبہ میں سنتے ہیں:

''سب سے بہتر زمانہ میرا زمانہ ہے۔ پھر اس کے بعد والے لوگ۔ اس کے بعد والے لوگ۔''

یعنی حضورﷺ کے زمانے سے جس قدر دوری بڑھتی جائیگی خیر کم اور شر زیادہ ہوتا جائے گا۔ اس لئے اس زمانے میں خیال کرنا کہ پہلے تمام مسلمان بالکل صحیح ہوجائیں اور سچے مسلمان بن جائیں اور ایک صالح معاشرہ وجود میں آجائے اس کا امکان ہی نہیں ہے۔ خیر تو کم ہوتا ہی جائے گا اور شر کو فروغ ہوتا ہی رہے گا۔ لہٰذا جب خود مسلمان ہی پوری طرح صالح نہیں بن سکیں گے تو اس خیال کے مطابق غیر ایمان والوں میں دعوت کی گنجائش کہاں ہوگی؟ ظاہر ہے کہ یہ خطرناک خیال دعوت کے کام کو ہمیشہ کے لیے بند کردینے کا مترادف ہے۔

جہاں تک خود مسلمانوں کے صحیح ہونے اور ان کی مکمل اصلاح کا تعلق ہے تو مسلمانوں کی اصلاح اور ان کے پکے اور سچے مسلمان بننے کا معیار جناب رسول اللہﷺ کی اتباع ہے اور آپﷺ کی مکمل اتباع کا تصور دعوت دین کو مقصدِ زندگی اور پہچان بنائے بغیر ممکن نہیں۔ یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ زندگی میں دعوت دین کو دوسرے درجہ پر رکھ کر کام کو کافی اہمیت دینے والا بھی رسول اللہﷺ کا متبع نہیں ہوسکتا لہٰذا اس کو بالکل نظر انداز کر کے نبی کی پیروی کا دعویٰ کرنا تو بالکل خام خیالی ہے۔

(۱۰) ہمارے بڑوں نے اس کام کو نہ کیا تو ہو سکتا ہے یہ کام زیادہ اہم نہ ہو۔

مولانا کلیم صدیقی صاحب اپنی کتاب ''دعوتِ دین کچھ غلط فہمیاں کچھ حقائق'' میں صفحہ نمبر ۳۸ پر لکھتے ہیں کہ

باپ داداؤں سے رواج پذیر باتوں پر عمل کرنا انسان کی پرانی کمزوری رہی ہے اور قبولیت حق کے لئے یہ جذبہ ہی ہمیشہ سب سے بڑی رکاوٹ بنتا رہا ہے۔ تمام انبیاء کی بُت پرستی کو چھوڑ کر خالص توحید کی دعوت پر اکثر قوم کے سرداروں کا قرآن کریم نے جواب نقل کیا ہے:

''ہم تو چلیں گے جس پر ہم نے باپ دادوں کو پایا ہے۔'' (سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۷)

دعوتِ دین کے فرض سے غفلت میں یہ جذبہ بھی بڑی رکاوٹ ہوتا ہے کہ آدمی سوچتا اور کہتا ہے کہ اگر غیر مسلموں کے درمیان دعوت کا کام اتنا بڑا فریضہ اور دین کی اہم ترین چیز ہے تو پھر ہمارے اکابرین اور اسلاف نے یہ کام کیوں نہیں کیا؟ لیکن یہ خیال بھی ہماری ناواقفیت پر مبنی ہے آپ اپنے ملک ہی کی تاریخ اٹھا کر دیکھیں تو صاف معلوم ہوگا کہ اکثر اکابرین اور اسلاف نے اس کام کو انجام دیا ہے۔

دوسری عرض یہ ہے کہ یہ خیال ہی غلط ہے کہ اکابرین اور صوفیاء کے ہاتھوں پر لوگوں نے اسلام قبول نہیں کیا۔ آپ جہاں جہاں جائیں گے اور جس بزرگ کا حال پڑھیں گے آپ کو معلوم ہوگا کہ کچھ نہ کچھ لوگوں نے ان کے ہاتھوں پر اسلام قبول کیا ہے۔
مثال کے طور پر آپ چشتی صوفیاء کرام کے حالات کا

مطالعہ کریں تو ان کی خانقاہوں کا جائے وقوع ہی ان کی دعوتی مقاصد کی نشاندہی کرتا ہے۔ اجمیر اور پُشکر جی کے گڑھ میں فاتح ہندوستان خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کا جم جانا اور ان کی دعوتی فتوحات کوکون نظر انداز کر سکتا ہے؟ چھتر پور کے تیرتھ کے پاس مہرولی میں خواجہ قطب الدین بختیار کا کی خانقاہ۔ دہلی میں حضرت نظام الدین اولیاء کی خانقاہ۔ ہری دوار اور رشی کیش کی بنیادوں میں کلیر کے مقام پر حضرت علاء الدین صابر کلیریؒ کی دعوتی کوششیں اور ان کی فتوحات کوکون نہیں جانتا؟ آپ کسی بھی صاحبِ سلسلہ بزرگ کے حالات کا مطالعہ کریں تو آپ ان کی دعوتی کوششوں کو بھی ضرور خراج عقیدت پیش کریں گے۔ دو اور دو چار کی طرح سمجھ میں آنے والا امت محمدیہ کا مقصد ان بزرگوں کی نگاہوں سے اوجھل ہو یہ خود ان پر الزام ہے۔ اور اگر بالفرض کسی بزرگ یا کسی عالم سے سہوا کسی مجبوری کی وجہ سے دعوتِ دین کے حق کی ادائیگی نہیں ہو پائی تو ہم ان کی عظمت اور بزرگی کے اعتراف کے باوجود ان کو معذور سمجھیں گے اور ان کا یہ عمل ہرگز قابلِ تقلید نہیں ہوگا۔ اس لیے کہ سند اور حجت تو قرآن وسنت اور قرآن وسنت کو سمجھنے والی صحابہ کرام کی جماعت ہے۔ اگر کسی کو یہ اشکال ہو کہ بڑوں نے دعوت دین کو اہمیت کیوں نہیں دی تو اس کا جواب یہ ہے کہ سب بڑوں کے بڑے جناب رسول اللہ ﷺ کا عمل کیا تھا؟ ظاہر ہے کہ سب بڑوں سے بڑے کے مقابلہ میں صرف بڑوں کی اہمیت کیا ہو سکتی ہے؟

(۱۱) اسلام کیا ہے یہ سب کو معلوم ہوگیا ہے۔اب اسلام کی تعلیمات کو پھیلانے کی ضرورت نہیں ہے؟

مولانا کلیم صدیقی صاحب اپنی کتاب ''دعوتِ دین کچھ غلط فہمیاں کچھ حقائق'' کے صفحہ نمبر ۲۱ پر لکھتے ہیں

آیئے تھوڑی دیر کے لئے فرض کر لیں کہ سب کو معلوم ہے اتمام حجّت ہو چکا اور اب دعوت کی ضرورت نہیں تو میں اپنے ان بھولے بھالے قارئین کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ کیا سب کو معلوم نہیں کہ پانچ وقت کی نماز فرض ہے۔ جھوٹ چوری، غیبت بڑے گناہ ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ بات سب کو معلوم ہے تو اس کے لئے وعظ ونصیحت کیوں کرتے ہیں؟ نماز روزہ اور نیک اعمال کی دعوت کیوں دیتے ہیں؟ اور گناہوں سے بچنے کے لئے کیوں کہتے ہیں؟ لہٰذا اگر آپ کی رائے حق ہے کہ اتمام حجت ہو چکا تو اعمال کے سلسلہ میں بھی تو اتمام حجت ہو چکا ہے۔ لیکن آپ امت کی اصلاح کے لئے وعظ و نصیحت اور تذکیر وغیرہ کو ضروری سمجھتے ہیں تو ایمان کے لئے جس کے بغیر کوئی عمل بھی باوزن نہیں ہوتا اور جس کے بغیر ہمیشہ کا خُسران اور ابدالا باد کا جہنم ہے۔ کیا اس کے لئے اعمال کی کوشش کے برابر بھی گنجائش نہیں؟

☆☆☆☆☆

۱۹۔ اپنے آپ کو پہچانیئے ۔

ایک حدیث شریف اس طرح ہے۔

من عرف نفسه فقد عرف ربه

یعنی جس نے اپنے نفس کو جان لیا تو وہ اپنے آپ کو پہچان لے گا۔

اور اگر ہم اپنے آپ کو پہچانے گے تو اپنے زندگی کے مقصد کو بھی پہچان گے۔ اس لئے آیئے ہم اپنے آپ کو پہچاننے کی کوشش کرتے ہیں۔

انسان کی زندگی کا آغاز والد کے جسم میں شروع ہوتا ہے۔ پہلے مرحلے میں انسان ایک خلیہ (Sperm Cell) کی شکل میں پیدا ہوتا ہے۔ زندگی کی اس پہلی منزل پر انسان کا ایک جسم ہوتا ہے۔ مگر روح نہیں ہوتی ہے۔

اس پہلی کیفیت میں اسے ایک سر اور ایک دم ہوتی ہے۔ دُم کی مدد سے وہ رینگ یا تیر سکتا ہے۔ والد کے جسم میں اس طرح کے تقریباً ایک کروڑ خلیہ (Sperm Cell) جسم اور جان کے ساتھ اور ہوتے ہیں۔

- جب وہ ماں کے جسم میں داخل ہوتا ہے تو ماں کے رحم کی طرف رینگنا شروع کرتا ہے۔ اس کے ساتھ تقریباً ۳۰۰ جانیں اور رحم کی طرف رینگتی ہیں۔ اس میں سے صرف ایک انڈے میں داخل ہوتا ہے۔ اس وقت انڈے کا خول سخت ہوجاتا ہے۔ اور بقیہ Sperm Cell انڈے میں داخل نہیں ہو پاتے ہیں اور دو یا تین گھنٹے میں فوت ہوجاتے ہیں۔ وہ جو ایک خلیہ کی شکل میں جسم اور جان کے ساتھ انڈے میں داخل ہوتا ہے۔ اس کی نشونما شروع ہوجاتی ہے۔
- چار مہینے کے عرصے کے بعد اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجتا ہے۔ جو اس جسم اور جان میں روح بھی پھونک دیتا ہے۔ اس کے بعد انسان اپنی ماں کے پیٹ میں اپنے پہلے مرحلے کے نشونما کے سارے مرحلے طے کر کے ایک انسان کی شکل میں نو مہینے میں دنیا میں آتا ہے۔
- جب انسان دنیا میں پیدا ہوتا ہے تو اس کے ساتھ ایک روح اور پیدا ہوتی ہے جسے ہمزاد کہتے ہیں۔ یہ شیطانی خصلت کی روح ہوتی ہے۔ اور انسان کو ہمیشہ بُرائی کی طرف لے جاتی ہے۔ قرآن میں اس روح کا ذکر ان الفاظ میں ہے۔

اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں ہمزاد اور شیطان کے شر سے اور ان کے آحاضر ہونے سے۔ (سورۃ نمبر ۲۳ آیت نمبر ۹۸۔۹۷)

اس آیت میں جس شیطان کا نام ہے وہ تو ابلیس کی قوم سے ہے۔ اور دوسرا ہمزاد ہے ہمارے ساتھ ہی پیدا ہوتا

ہے۔

- حمل کے چوتھے مہینے میں انسان کے جسم میں جو روح پھونکی جاتی ہے۔اسے نفس بھی کہتے ہیں۔

- جسم، جان اور روح کو آپ ایک موٹر کار کی مثال سے سمجھنے کی کوشش کیجئے۔ ایک موٹر کار کو چلنے اور منزلِ مقصود تک پہنچنے کے لئے تین چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے۔

(۱) موٹر کار کا ایک جسم جس میں بوڈی، انجن، گیئر، پہیئے اور الیکٹریک کے سارے سامان شامل ہیں۔

(۲) انجن کو چلانے والا صحیح نظام جو انجن کو چلاتا ہے اور طاقت پیدا کرتا ہے۔

(۳) ایک ڈرائیور جو اس موٹر کار کو منزلِ مقصود تک چلا کر لے جاتا ہے۔

- موٹر کار کی باڈی یا جسم یہ انسان کے جسم کی طرح ہے انجن کا چلنا یہ انسان کی جان کی طرح ہے اور روح یہ ڈرائیور ہے۔

- تمام انسانوں کی روح کو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کے ساتھ پیدا کر دیا تھا۔ اور تمام روحوں کو آسمانی دنیا میں اپنے سامنے کھڑا کر کے پوچھا تھا کہ ''میں کون ہوں'' تو ہم سب نے یعنی تمام روحوں نے یہ گواہی دی تھی کہ ''اے اللہ آپ ہمارے رب ہیں۔'' اس بات کا ذکر قرآن میں سورۃ نمبر ۷ اور آیت نمبر ۱۷۲، میں ہے۔اور یہ آیت اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ روح میں ذہانت اور سوچ سمجھ ہوتی ہے اسی لئے اس نے اللہ تعالیٰ کو اپنا رب ہونے کی گواہی دی۔

- قرآن کی آیتوں میں حضرت آدمؑ کے جسم میں روح کے پھونکنے کا ذکر ہے۔یعنی روح اتنی ہلکی اور لطیف ہے کہ اسے پھونکا جاتا ہے۔ یہ کوئی وزنی شئے نہیں ہے جسے ڈالا جائے۔

روح میں سمجھ ہے ذہانت ہے۔انعام سے خوشی محسوس کرتی ہے۔سزا سے تکلیف محسوس کرتی ہے۔مگر بذاتِ خود روح ایک تنکا بھی نہیں اُٹھا یا ہلا سکتی ہے۔

- انسان جو کہ اصل میں روح ہے اور اسے ایک امتحان دینا ہے (منزلِ مقصود تک پہنچنا ہے)۔اس لئے اللہ تعالیٰ نے اسے ایک جسم اور جان عطا کیا ہے۔تاکہ یہ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے احکام کے مطابق زندگی گزار کر امتحان کو پاس کرے۔

- تو یہ ہمارا جسم اور اس میں دھڑکنے والا دل یہ ایک الگ شئے ہے اور روح یہ ایک الگ شئے ہیں۔جسم زمین سے جڑا ہے اور اسی میں جائے گا اور روح آسمان سے جڑی ہے۔اور ہر رات نیند کے عالم میں اللہ تعالیٰ اسے ہمارے جسم سے جدا کرتے ہیں اور بیدار ہونے پر پھر جسم میں لوٹا دیتے ہیں۔اسی بات کی تفصیل قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیات میں ہے۔

''خدا لوگوں کے مرنے کے وقت ان کی روحیں قبض کر

لیتا ہے اور جو مرے نہیں ان کی روحیں سوتے میں قبض کر لیتا ہے پھر جن پر موت کا حکم کر چکا ہے ان کو روک رکھتا ہے اور باقی روحوں کو ایک وقت مقررہ تک کے لئے چھوڑ دیتا ہے۔ جو لوگ فکر کرتے ہیں ان کے لئے اس میں نشانیاں ہیں''۔ (سورۃ الزمر آیت نمبر۴۲)

یعنی ہر رات ہم مرتے ہیں اور ہر صبح زندہ ہوتے ہیں۔

- روح کو نفس بھی کہتے ہیں۔ اس کی تین کیفیتیں ہوتی ہیں جب یہ دنیا میں آتی ہے تو اس کی فطرت برائی کرنے کی طرف زیادہ ہوتی ہے اس پہلی کیفیت میں اسے نفسِ لوامہ کہتے ہیں۔ جب اس کی دینی تعلیم اور سزا کے ذریعے تربیت کی جاتی ہے تو اس میں ذمہ داری کی سمجھ پیدا ہوتی ہے تو اس کیفیت میں اسے نفسِ امّارۃ کہتے ہیں۔ اور جب انسان عبادت و ریاضت کرتا ہے اور اللہ کے احکام پر چلتا ہے اور اپنے نفس کو مشکلوں میں ڈال کر صحیح کام کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے تو روح میں اطاعت قربانی اور خدا کی عبادت کا جذبہ پیدا ہوتا ہو تو اس کیفیت میں روح کو نفسِ مطمئنہ کہتے ہیں۔
- اس کی مثال یوں سمجھنے کی کوشش کیجئے:

جب ایک گھوڑے کا بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کی فطرت ہوتی ہے کہ وہ ہر طرح سے آزاد رہے۔ نہ وہ اپنے پر کسی کو سوار کرتا ہے اور نہ کوئی حکم مانتا ہے۔

پھر جب وہ کچھ بڑا ہوتا ہے۔ تو اسے سکھایا جاتا ہے۔ اس عمل میں اسے تکلیف ہوتی ہے۔ تربیت کے مرحلے میں تکلیف اسے اذیت دینے کی وجہ سے نہیں ہوتی ہے۔ بلکہ تربیت کے مرحلے میں کچھ تکلیف ہونا یہ ایک لازمی بات ہے۔

جب گھوڑا سواری کے قابل ہوتا ہے اور اس کا مالک اس گھوڑے کے کھانے پینے کے ساتھ گھوڑے سے محبت بھی کرتا ہے تو پھر وہی گھوڑا ایک دن جو کسی کو اپنے پر سوار کرنا بھی گوارہ نہیں کرتا ہے مالک کے لئے اپنی جان بھی دینے کے لئے ہمیشہ تیار رہتا ہے۔

گھوڑے کی وہ کیفیت جب وہ کم عمری میں بالکل آزاد رہنا چاہتا ہے کم عمری میں انسان کی روح بھی ایسے ہی ایک دم آزاد رہنا چاہتی ہے۔ اس کیفیت کو نفسِ لوامہ کہتے ہیں جب گھوڑا سواری کے قابل ہو جاتا ہے۔ اور سمجھدار ہوتا ہے ایسے ہی روح کو بھی تربیت دی جائے تو وہ بھی سمجھدار ہو جاتی ہے۔ روح کی اسی کیفیت کو نفسِ امّارۃ کہتے ہیں۔ گھوڑے کو جب مالک کی محبت ملتی ہے تو وہ جاں نثار بن جاتا ہے۔ روح میں بھی خدا کی اطاعت اور عبادت کے اثر سے اس طرح کی قربانی دینے کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے۔ یا وہ ایک دم پاکیزہ ہو جاتی ہے روح کی اس کیفیت کو نفسِ مطمئنۃ کہتے ہیں۔

- قرآن کریم میں نفس کے ان تینوں ناموں کا ذکر

موجود ہے۔ سورۃ نمبر۱۲ آیت نمبر۵۳ میں نفس امارہ کا ذکر ہے۔ سورۃ نمبر۷۵ آیت نمبر۲ میں نفسِ لوامہ کا ذکر ہے۔ سورۃ نمبر ۸۹ آیت نمبر ۲۷ میں نفسِ مطمئنہ کا ذکر ہے۔

اور سورۃ نمبر۷۳ آیت نمبر ۶ میں کہا گیا ہے کہ صبح کا اٹھنا نفس کو سخت پامال کرتا ہے۔ یعنی اگر کسی کو اپنے نفس کو سدھارنا ہو تو صبح اٹھا کرے۔ کیوں کہ اس سے نفس لوامہ اور امارّہ کو تکلیف ہوتی ہے۔ اور اس طرح نفس کی تکلیف برداشت کرنے کی اور قربانی دینے کی تربیت ہوتی ہے۔

- سرکس والے شیر کے بچے کو سُدھارتے ہیں تربیت دیتے ہیں تو شیر لوگوں کے سامنے سرکس کے شو میں رِنگ ماسٹر کے سارے حکم مانتا ہے۔ مگر اگر اسی شیر کو کچھ دنوں کے لئے جنگل میں چھوڑ دیا جائے تو وہ پھر خونخوار ہو جائے گا۔

اس طرح نفس اگر مطمئنہ بھی ہو جائے لیکن اگر لاپرواہی برتی گئی تو پھر وہ امّارہ یا لوامہ کی طرف پلٹ سکتا ہے۔

- نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ شیطان کو انسان کے جسم میں سمانے کی بھی صلاحیت ہے۔ اور قرآن کریم میں شیطان کو انسان کا سب سے بڑا دشمن بتایا ہے۔
- اگر ان ساری معلومات کو ہم پھر سے مختصر طور پر بیان کریں تو وہ اس طرح ہے:

(۱) جسم اور جان یہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں کچھ مقصد پورا کرنے کے لئے دیئے ہیں۔ یہ ہم نہیں ہیں۔

(۲) روح یہ ہم ہیں۔ اگر اسے کنٹرول نہ کیا جائے اور خدا کے احکام پر اپنی خواہشوں کو دبا کر نہ چلا جائے تو یہ ہمیشہ آزادی اور بُرائی کی طرف مائل رہتی ہے۔

(۳) ہمزاد یہ ایک شیطان ہے جو انسان کے ساتھ پیدا ہوتا ہے اور انسان کو ہمیشہ بُرائی کی طرف لے جاتا ہے۔

(۴) ابلیس کی اولادیں (شیاطین) یہ انسان کے ازلی دشمن ہیں اور ان کا مقصد انسان کو جہنم میں داخل کرانا ہے۔

- نیشنل ہائیوے National Highway نیشن پر اکثر ایک بورڈ لگا ہوتا ہے۔

نظر ہٹی دُرگھٹنا گھٹی

یعنی جیسے ہی ڈرائیور کا ذہن تھوڑا سا بھی غافل ہوگا فوراً حادثات ہوں گے۔

یہی بات روزمرّہ کی زندگی میں بھی صحیح ثابت ہوتی ہے۔ نفسِ ہمزاد اور شیاطین یہ مسلسل انتظار میں رہتے ہیں انسان ذرا سا بھی غافل ہوا تو وہ اسے بُرائی کی طرف کھینچ لے جائیں۔ اگر انسان کو کامیاب رہنا ہے تو ہمیشہ چوکنّا رہنا ہے اور اپنی اور اپنے گھر والوں کی اور سماج کی اصلاح کی فکر کرتے رہنا ہے۔

ان تینوں (نفس، ہمزاد اور شیطان) نے اب تک لاتعداد انسانوں کو گمراہ کیا ہے۔ اس لئے ہماری اپنی اور تمام انسانوں کی کامیابی کے لئے ان تینوں کے خلاف ایک مسلسل اصلاح اور دعوت وتبلیغ کے نظام کی بھی سخت ضرورت ہے۔

- قرآن کریم میں شورۃ شمس کی آیت نمبر ۱۰۔۷ کا مفہوم اس طرح ہے:

(قسم ہے) اور انسان کی اور اس کی جس نے اس کے اعضاء کو برابر کیا۔ پھر اس کو بدکاری سے بچنے اور پرہیزگاری کرنے کی سمجھ دی۔ کہ جس نے اپنے نفس (یعنی روح) کو پاک رکھا وہ مراد کو پہنچا اور جس نے اسے خاک میں ملایا وہ خسارے میں رہا۔

اس آیت سے آپ اپنی روح کو پاک رکھنے کی اہمیت کو سمجھ سکتے ہیں۔

- اس مضمون کو لکھنے کا جو سب سے اہم مقصد ہے وہ یہ ہے کہ آئینے کے سامنے ہم جس جسم کو دیکھتے ہیں سنوارتے ہیں، فخر کرتے ہیں یہ ادھار کا مال ہے۔ اور ہم آئنے میں نظر آنے والی شخصیت نہیں ہیں۔ یہ تو ایک دن فرسودہ ہوکر مٹی میں مل جائے گی۔ ہم تو ایک روح ہیں جو اس جسم کے اندر ہے۔ اگر آپ نے اس جسم کو اللہ کی عبادت کی مشقت دل کی خوشی کے ساتھ برداشت کرنے کا عادی بنایا ہوگا اور دعوت وتبلیغ کے کام میں لگا کر بوڑھا اور کمزور کیا تو جو اندر روح ہے وہ روشن اور خوبصورت ہوجائے گی۔ کہ جب حوریں اس کو جنت میں دیکھیں گی تو داعی کی روح کو دیکھ کر اس کی خوبصورتی کو دیکھ کر وہ بے ہوش ہوجائیں گی۔ جبکہ عام آدمیوں کا حال یہ ہوگا کہ وہ حوروں کو دیکھ کر مدہوش ہورہے ہوں گے۔ اور اسی روح کے لئے سورۃ فجر کی مندرجہ ذیل آیتیں ہیں۔

اے نفسِ مطمئنہ (اطمینان پانے والی روح) اپنے پروردگار کی طرف لوٹ چل۔ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔ تو میرے ممتاز بندوں میں شامل ہوجا۔ اور میری جنّت میں داخل ہوجا۔ (سورۃ فجر آیت نمبر ۳۰۔۲۷)

تو اس مٹی کے جسم کو دعوت وتبلیغ کے کام میں خوب تھکا دیجئے۔ اور داعی بنئے۔ بے مقصد لایعنی باتوں سے اور کاموں سے اپنے آپ کو بچائیے۔

دعوت وتبلیغ کے کام میں اپنے آپ کو کھپانا یہ منافع کا سودا تھا۔ اس کام میں دنیاوی نقصان اٹھا کر کبھی نہ ختم ہونے والا منافع کمایا جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

۲۰۔ بڑے پیمانے پر دعوت وتبلیغ کا ایک موثر طریقہ

● سید محمد ذوالفقار صاحب کیرالا (کا کی ناڈا) میں غیر مسلم بھائیوں کو کچھ امن واتحاد کی باتیں سننے کے لئے اپنے مقام پر آنے کی دعوت دیتے ہیں۔ اپنے بیان میں آپ لوگوں کو جو پیغام دینا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ

(۱) ہم سب ایک ماں باپ کی اولاد ہیں۔

(۲) ہم سب کا خدا ایک ہے۔

(۳) ہمیں سبھی مذہبوں کا احترام کرنا چاہئے۔

(۴) ہمیں سبھی مذہبوں کے بزرگ ہستیوں کا احترام کرنا چاہئے۔

(۵) ہمیں ایسے اچھے اعمال کرنا چاہئے جس سے ہمیں مرنے کے بعد ہمیشہ کا سکون حاصل ہو۔

● پھر آپ اوپر بتائی گئی بات کو ثابت کرنے کے لئے بیس سوال کا جواب قرآن ، بائبل اور ہندو بھائیوں کی مذہبی کتابوں کی سند کے ساتھ دیتے ہیں۔

● چونکہ اس مجلس میں اسلام کے نام سے صاف صاف تعلیم نہیں دی جاتی ہے۔ اور تمام مذہبوں کی کتابوں کی تعلیمات اور ان کے مذہبی رہنماؤں کی عزت کی بات کی جاتی ہے اس لئے کسی مذہب کے ماننے والے کو، حکومت کو اور کٹر ہندوتو دوالوں کو بھی اس میں کچھ اختلاف والی یا ناگوار بات محسوس نہیں ہوتی ہے۔ اور لوگ خوشی سے ایسے بیان سنتے ہیں۔

جب کہ ان کے سارے بیان میں توحید اور آخرت کی تعلیم ہی ہوتی ہے۔

● میں ان کے بیس سوال اور ان کے قرآن ، بائبل اور ہندو بھائیوں کی کتابوں سے دئے گئے جواب یہاں نقل کرتا ہوں۔ اگر ہم ایسے داعی تیار کریں جو شلوک کو سنسکرت میں پڑھ کر ان کے ایک ایک لفظ کا مفہوم بیان کر کے ہر شلوک کا مفہوم بتائیں جو قرآن کی تعلیم کے موافق ہی ہے تو لوگ تو خوشی سے ایسی تعلیمات اور عقیدوں کو گلے لگاتے ہیں۔ (شلوک کو پڑھنے اور بیان کرنے کے ساتھ اگر پروجیکٹر اور پاور پوائنٹ کے ذریعے اسکرین یا بورڈ پر بھی ہر سنسکرت لفظ کا مطلب لکھ کر دکھایا جائے تو اور اچھا اثر ہوگا۔)

● آج جب کہ اس سیکولر بھارت میں اسلام کی تعلیمات عام کرنا بھی جرم میں شمار کیا جاتا ہے۔ اس طرح کے انسانیت امن، اتحاد کے جلسوں سے بھی اسلام کی تعلیمات کو عام کیا جاسکتا ہے۔ کیوں کہ اسلام ہے ہی امن واتحاد کا نام۔

۱۔۲۰ مذہبی کتابوں کی کیا اہمیت ہے؟

بھگوت گیتا (۱۶:۲۴)

तस्माच्छास्त्रं प्रमाणं ते कार्याकार्यव्यवस्थिती।

ज्ञात्वा शास्त्रविधानोक्तं कर्म कर्तुमिहार्हसि।। (भगवद गीता १६:२४)

تمہارے لئے کرنے والے معروف اعمال اور نہ کرنے والے منکر اعمال کا تناسب ومیزان قدرتی قوانین کے مطابق خدا نے طے کیا ہے۔اسی لئے تمہیں اس دنیا میں تمام اعمال خدا کی قدرت سے بنائے گئے قوانین کو جانتے ہوئے اور (کُتُبِ الٰہی میں خدا کے۹ کہے ہوئے احکامات کے مطابق کرنا چاہئے۔

بائبل Deuteronamy (۶:۲۵)

If we faithfully obey everything that God has commanded us, he will be pleased with us. (Deuteronomy 6:25)

اگر ہم ان سارے احکامات کی تعمیل خدا کے حکم کے مطابق کرتے ہیں تو خدا ہم سے خوش ہوگا۔

بائبل Deuteronamy (۱۲:۳۲)

(خدا کہتا ہے) جو احکامات میں نے نازل کئے ہیں نہ ان میں کچھ کمی کرو اور نہ زیادتی کرو۔

قرآن مجید (۷:۳)

لوگو جو کتاب تمہارے پروردگار کے ہاں سے نازل ہوئی ہے اسکی پیروی کرو۔اور اسکے سوا اور رفیقوں کی پیروی نہ کرو اور تم کم ہی نصیحت قبول کرتے رہے۔

قرآن مجید(۶:۱۵۵)

کہو کیا میں خدا کے سوا اور منصف تلاش کروں حالانکہ اس نے تمہاری طرف واضح المطالب کتاب بھیجی ہے۔اور جن لوگوں کو ہم نے کتاب (تورات) دی ہے وہ جانتے ہیں کہ وہ تمہارے پروردگار کی طرف سے برحق نازل ہوئی ہے تو تم ہرگز شک کرنے والوں میں نہ ہونا۔

۲۔۲۰ الہامی کتابوں پر عمل نہ کرنے اور انھیں جھٹلانے کا انجام کیا ہوگا۔

بھگوت گیتا (۱۶:۲۳)

यः शास्त्रविधिमुत्सृज्य वर्तते कामकारतः ।

न स सिद्धिमवाप्नोति न सुखं न परां गतिम ।। (भगवद गीता १६:२३)

جو (شخص) نفسانی خواہشات کی پیروی کرتے ہوئے (کُتبِ الٰہی میں موجود) خدائی احکامات وہدایات اور قدرتی قوانین کو چھوڑ کر کام کرتا ہے۔ وہ نہ تو ایک خدا میں مکمل طور پر یکسوئی حاصل کر پاتا ہے۔ نہ ہی (دنیا میں) سکون، سلامتی اور امن پاتا ہے اور نہ ہی (مرنے کے بعد جنت کی) سب سے اعلیٰ وروحانی منزل حیات کو (حاصل کر پاتا ہے۔)

بائبل Deuteronamy ((28:58:61)

If you do not obey faithfully all of God's teachings that are written in this book and if you do not honor the wonderful and awesome name of the Lord your God, he will send on you and on your descendants incurable disease and horrible epidemics that can never be stopped. he will bring on you once again all the dreadful diseases you exprienced in Egypt, and you will never recover. He will also send all kinds of diseases and epidemics that are not mentioned in this book of God's laws and teaching, and you will be destroyed. (Deuteronomy 28:58:61)

اگر تم خدا کے احکام پر عمل نہیں کروگے جو اس کتاب (تورات) میں لکھی ہوئی ہے اور تم خدا کے مقدس ناموں کا احترام نہیں کروگے تو خدا تمہیں لا علاج بیماریوں میں مبتلا کردے گا اور تم پر خوف ناک وبائیں بھیجے گا۔ جنھیں روکنا ناممکن ہوگا۔ وہ تمہیں ان ساری بیماریوں میں مبتلا کرے گا جس میں تم مصر میں مبتلا تھے۔ اور تم اس سے کبھی شفا نا پاؤ گے۔ اور وہ تم پر وہ بیماریاں اور وبائیں بھی بھیجے گا تو اس کتاب میں نہیں لکھی ہوئی ہیں اور وہ تمہیں برباد کردے گا۔

قرآن مجید (۳:۴)

یعنی لوگوں کی ہدایت کے لئے تورات اور انجیل اتاری اور پھر قرآن جو حق اور باطل کو الگ الگ کر دینے والا ہے نازل کیا۔ جو لوگ خدا کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں ان کو سخت عذاب ہوگا۔ اور خدا زبردست اور بدلہ لینے والا ہے۔

۳۔۲۰ اس کائنات کا خالق ایک ہی ہے یا ایک سے زیادہ ہیں؟

بھگوت گیتا (۱۰:۸)

अहं सर्वस्व प्रभवो मतः सर्व प्रवर्तते ।
इति मत्वा भजन्ते मां बुधा भावसमन्विता ।। (भगवद गीता १०:०८)
तेषां ज्ञानी नित्ययुक्त एकभक्तिर्विशिष्यते ।
प्रिया हि ज्ञानिनो ऽत्यर्थमहं स च ममाप्रियः ।। (भगवद गीता ७:१७)

میں تمام چیزوں کا خالق ہوں۔تمام چیزیں میرے ذریعے ہی مسخر یعنی کام میں لگائی گئی ہیں۔اس طرح ایمان لا کر (جو) غور وفکر کرنے والے مجھے (خدا) تسلیم کر لیتے ہیں (وہ) پوری عقیدت (اور) صبر کے ساتھ عبادت میں لگ جاتے ہیں۔

بائبل Nehemiah (۹:۶)

You, Lord, you alone are Lord, you made the heavens and the stars of the sky. You made land and sea and everything in them; you gave life to all. The heavenly powers bow down and worship you. (Nehemiah 9:6)

اے خدا! بس تو ہی اکیلا خدا ہے۔آسمان کی اور ستاروں کی تخلیق تو نے کی ہے۔تو نے زمین، سمندر اور ان میں موجود تمام مخلوق کی تخلیق کی ہے۔تو نے ہر جاندار کو زندگی دی ہے آسمان کے فرشتے تیرے سامنے جھکتے ہیں اور تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔

قرآن مجید (سورۃ ۱۱۲ آیت نمبر ۱۔۴)

کہو کہ وہ ذات پاک جس کا نام اللہ ہے ایک ہے۔وہ معبود برحق بے نیاز ہے۔نہ کسی کا بیٹا ہے اور نہ کسی کا باپ اور کوئی اس کا ہمسر نہیں۔

۴-۲۰ خدا نے اپنا تعارف کیسے بیان کیا ہے؟

خدا نے اپنا تعاف مختلف ناموں سے بیان کیا ہے۔اس کی مثالیں مندرجہ ذیل ہیں۔

رگ وید (11-114-5)

इंन्द्रं मित्रं वरूमग्निमाहु रथो दिव्यः स सुपर्णो गरूत्मान्।
एकं सद्विपा बहुधा वदन्त्यग्नि यमं मातरिश्चानमाहुः।। (ऋग्वेद ११:११४:५)

میتر، ورُن، اگنی، گرو، یم، وایو یہ سب ایک ہی قوت (خدا) کے نام ہیں۔عالم ایک ایشور کو اس کے صفات کے مطابق الگ الگ ناموں سے یاد کرتے ہیں۔

بائبل Exodus (۶:۲-۳)

God spoke to Moses and said, "I am the Lord. I appeared to Abraham, to Isaac, and to Jacob as Almighty God, but I did not make myself known to them by my holy name, the Lord. (Exodus 6:2-3)

خدا نے موسیٰ سے کلام کیا اور کہا "اے موسیٰ! ابراہیم، اسحاق یعقوب نے مجھے اللہ(Almighty God) کے نام سے جانا۔انھیں میرے یہووا(رب) نام کا علم نہیں دیا گیا۔" (یعنی خدا کے کئی نام ہیں)

قرآن مجید (۱۷:۱۱۰)

کہہ دو کہ تم خدا کو اللہ کے نام سے پکارو یا رحمٰن کے نام سے جس نام سے پکارو اسکے سب اچھے نام ہیں۔اور نماز بلند آواز سے پڑھو اور نہ آہستہ بلکہ اس کے بیچ کا راستہ اختیار کرو۔

یعنی خدا تو ایک ہے مگر ہر مذہب میں اس کو بہت سے ناموں سے یاد کیا گیا ہے۔

۵۔۲۰ **خدا کا تعارف** : کیا خدا جنم لیتا ہے؟

بھگوت گیتا (۱۰:۳)

यो मामजमनादिं च वेत्ति लोकमहेश्वरम ।

असम्मूढः स मर्त्येषु सर्वपापैः प्रमुच्यते ।। (भगवद गीता १०:०३)

جو مجھ کو نہ پیدا ہونے والا، شروعات کے بغیر (ازلی) اور تمام جہانوں کا عظیم حاکم اور مالک مانتا ہے وہ بیوقوف اور گمراہ نہیں ہے (اور وہ) مرنے کے بعد تمام گناہوں سے آزاد بھی ہو جائے گا۔

بائبل (۲۳:۱۹)

God is not a man, that he should lie; neither the son of man, that he should repent; hath he said, and shall he not do it? or hath he spoken, and shall he not make it good? (Numbers 23:19)

خدا انسان نہیں ہے۔ وہ جھوٹ نہیں بولتا۔ نہ خدا کسی انسان کا بیٹا ہے۔ خدا کے فیصلے بھی نہیں بدلتے۔ خدا جو کچھ کہتا ہے وہ ضرور کرے گا۔ اور خدا جس بات کا وعدہ کرتا ہے وہ بھی ضرور پورا کرے گا۔

قرآن مجید (۱۱۲:۳)

(خدا) نہ کسی کا بیٹا ہے اور نہ کسی کا باپ۔

۶-۲۰ خدا کا تعارف: کیا خدا کو کبھی موت آئے گی؟

بھگوت گیتا (۹:۱۳)

महात्मानस्तु मां पार्थ दैवीं प्रकृतिमाश्रिताः ।

भजन्त्यनन्यमनसो ज्ञात्वा भूतदिमव्ययम् ।। (भगवद गीता ९:१३)

لیکن اے پارتھ (ارجن)! عظیم انسان (مخلوق یا دیوتا) کومومن میں لائے بغیر میری روحانی (غیر ماڈی) قدرت اور فطرت پر ایمان لاتے ہوئے میری پناہ لیتے ہیں۔ وہ مجھے تمام مخلوقات کی شروعات کرنے والا اور لافانی بھی مانتے ہیں۔

(یعنی خدا بھی لافانی ہے۔ اور اس نے آخرت کی زندگی کو بھی لافانی کہا ہے۔)

بائبل Daniel (۴:۳۴)

And at the end of the days I Nebuchadnezzar lifted up mine eyes unto heaven, and mine understanding returned unto me, and I blessed the most High, and I praised and honoured him that liveth for ever, whose dominion is an everlasting dominion, and his kingdom is from generation to generation. (Daniel 04:34)

دن کے آخر میں میں نے نظر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا تو عظیم خدا کی مجھ پر رحمت ہوئی اور میری سمجھ بوجھ مجھ میں لوٹ آئی۔ پھر میں نے اس لافانی خدا کی حمد بیان کیا۔ جس کی حکومت ہمیشہ کی حکومت ہے۔ اور جس کی سلطنت ہمیشہ ہمیشہ رہے گی۔

قرآن مجید ۲۸:۸۸

اور خدا کے ساتھ کسی کو معبود سمجھ کر نہ پکارنا اسکے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس کی ذات پاک کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے۔ اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف تم لوٹ کر جاؤ گے۔

۷۔۲۰ **خدا کا تعارف**: کیا خدا نظر آتا ہے؟

بھگوت گیتا (۷:۲۴)

अव्यक्तं व्यक्तिमापन्नं मन्यन्ते मामबुद्धयः।

परं भावमजानन्तो ममाव्यमनुत्तमम् ।। (भगवद गीता ७:२४)

میری سب سے اعلیٰ نہ تبدیل ہونے والی اور نہ ختم ہونے والی فطرت کو نہ جان کر بے عقل لوگ مجھ نہ دکھائی دینے والے کو، دکھائی دینے والی اور غلطی کرنے والی مخلوق یا انسان مانتے ہیں۔

بائبل John (۵:۳۷)

And the father, who sent me, also testifies on my behalf. You have never heard his voice or seen his face. (John 05:37)

میرے والد، جس نے مجھے بھیجا ہے اس نے میری تصدیق بھی کی ہے۔ تم نے کبھی نہ اس کی آواز سُنی ہے اور نہ کبھی اس کے چہرے کو دیکھا ہے۔

قرآن مجید 6:103

وہ ایسا ہے کہ نگاہیں اسکا ادراک نہیں کرسکتیں اور (اسے نہیں دیکھ سکتیں) اور وہ نگاہوں کا ادراک کرسکتا ہے۔ اور وہ بھید جاننے والا خبردار ہے۔

۸۔۲۰ **خدا کا تعارف**: خدا کا دیکھنا اور سننا کس کیفیت کا ہے؟

رگ وید (3-81-10)

विश्वत श्चक्षुरूत विश्वतो मुखो (ऋग्वेद ३-८१-१०)

خدا کی آنکھ ہر طرف ہے۔ خدا کا منھ ہر طرف ہے۔

بائبل Psalm(۹۴:۷۔۹)

They say, "The Lord does not see us; the God of Israel does not notice." My people, how can you be such stupid fools? When will you ever learn? God made our ears can't he hear? He made our eyes can't he see? (Pslam 94:7-9)

وہ کہتے ہیں کہ خدا (برے کاموں کو ہوتا ہوا) نہیں دیکھتا ہے۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے خدا کو زمانے میں ہونے والے واقعات کی خبر نہیں ہے۔ تمہیں سمجھ کب آئے گی؟

وہ خدا جس نے کان بنایا ہے کیا وہ سن نہیں سکتا ہے؟ اور وہ خدا جس نے آنکھیں بنائی ہیں کیا وہ دیکھ نہیں سکتا ہے؟

قرآن مجید (سورۃ شوریٰ آیت نمبر ۱۱)

آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا وہی ہے۔ اسی نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس کے جوڑے بنائے اور چوپایوں کے بھی جوڑے بنائے اور اسی طریقہ پر تم کو پھیلاتا رہتا ہے۔ اس جیسا کوئی نہیں اور وہ سنتا دیکھتا ہے۔

۹۔۲۰ **خدا کا تعارف**: کیا خدا کو ہر چیز کا علم ہے؟

رگ وید (4-187-10)

यो विश्वामी वि पश्यति भुवना संच पश्यति (ऋग्वेद ४-१८७-१०)

وہ ایشور ساری دنیا کو اچھی طرح جانتا ہے۔۔

بائبل (۱۷:۱۰)Jeremiah

I, the LORD, search the minds and test the hearts of people. I treat each of them according to the way they live, according to what they do." (Jeremiah 17:10)

میں ہی خدا ہوں۔ مجھے لوگوں کے خیالات کا علم ہے اور میں لوگوں کے دلوں کو جانچتا ہوں۔ میں لوگوں کے طرزِ زندگی اور ان کے عمل کے مطابق ان کی زندگی کے فیصلے کرتا ہوں۔

قرآن مجید (سورۃ الفرقان آیت نمبر ۶۴)

دیکھو جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب خدا ہی کا ہے جس طریق پر تم ہو وہ اسے جانتا ہے اور جس روز لوگ اسکی طرف لوٹائے جائینگے تو جو عمل وہ کرتے رہے وہ ان کو بتا دے گا۔ اور خدا ہر چیز سے واقف ہے۔۔

۱۰۔۲۰ **خدا کا تعارف**: وہ انصاف کرنے والا اور لوگوں کے عمل کا گواہ ہے۔

بھگوت گیتا (۹:۱۸)

महात्मानस्तु मां पार्थ दैवीं प्रकृतिमाश्रिताः ।
भजन्त्यनन्यमनसो ज्ञात्वा भूतदिमव्ययम् ।। (भगवद गीता ६:१३)

(میں) منزلِ حیات ہوں۔ پالنے والا (رب) ہوں۔ (میں) مخلوق نہیں ہوں۔ (میں) گواہ ہوں۔ رہنے کی جگہ (میں ہوں)۔ (میں) حقیقی پناہ ہوں۔ (میں) عزیز دوست ہوں۔ خالق ہوں۔ (میں) زمین ہوں۔ میں آرام کی جگہ ہوں۔ (میں تمام مخلوقات کا ازلی) بیج ہوں۔ (میں) لافانی ہستی ہوں۔

بائبل (Samual(۲۰:۲۳

As for the promise we have made to each other, the lORD will make sure that we will keep it forever." (Samuel 20:23)

تمہارے اور میرے بیچ کے اس وعدے کو یاد رکھنا۔ خدا ہمیشہ کے لئے ہمارا گواہ ہے۔

قرآن مجید (سورۃ یونس آیت نمبر ۴۶)

اور اگر ہم کوئی عذاب جس کا ان لوگوں سے وعدہ کرتے ہیں تمہاری آنکھوں کے سامنے نازل کریں یا اس وقت جب تمہاری مدت حیات پوری کر دیں تو ان کو ہمارے ہی پاس لوٹ کر آنا ہے پھر جو کچھ یہ کر رہے ہیں خدا اس کو دیکھ رہا ہے۔

۲۰-۱۱ کیا سارے انسانوں کو خدا نے ایک ماں باپ سے پیدا کیا ہے۔

برح دارنِک اپنیشد (۱:۴:۳)

स वै नैव रेमे तस्मादेकाकी न रमते स द्वितीयमैच्छत स हैतावानास यथा स्त्रीपुमा सौ संपरिष्वक्तौ स इममेवात्मानं द्वेधापातयत ततः पतिश्च पत्नी चाभवतां तस्मादिदमर्धबृगलमिव स्वः इति ह स्माह याज्ञवल्कयः तस्मादयमाकाशः स्त्रिया पूर्यत एव ता समभवत ततो मनुष्या अजायन्त ।।३।। (बृहदारण्यक उपनिषद १:४:३)

جب پرجاپتی (سب سے پہلے مرد) اُداسی کی حالت میں تھے تو ایشور نے ان کے جسم کے ایک حصّہ کو الگ کیا اور عورت بنایا۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے بانس کو بیچ سے دو حصّہ میں تقسیم کر دیا جائے۔ جب دونوں میں شوہر بیوی کا رشتہ ہو گیا تو ان دونوں سے تمام انسانوں نے جنم لیا۔

بائبل (۲-۲۱:۲۳) Genesis

And the Lord God caused a deep sleep to fall upon Adam, and he slept: and he took one of his ribs, and closed up the flesh instead thereof; And the rib, Which the Lord God had taken from man, made he a woman, and brought her unto the man. And adam said, This is now bone of my bones, and flesh of my flesh: she shall be called Women, because she was taken out of Man. (Genesis 2:21-23)

اور خدا نے حضرت آدمؑ کو گہری نیند سلا دیا۔ جب آدمؑ گہری نیند سو رہے تھے تو خدا نے ان کی ایک پسلی نکال لی اور چمڑی کو پھر سے بند کر دیا۔ پھر اس پسلی کی ہڈی سے جسے خدا نے مرد کے جسم سے نکالا تھا ایک عورت بنا کر آدمؑ کے سامنے کر دیا۔ تو آدمؑ نے کہا اس کی ہڈی میری ہڈی سے بنی ہے۔ اس کا گوشت میرے گوشت سے بنا ہے۔ چونکہ یہ مرد (Man) سے بنائی گئی ہے اس لئے میں اسے عورت (Woman) کہوں گا۔

قرآن مجید (سورۃ النساء آیت نمبر ۴)

اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک شخص سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بیوی کو پیدا کر کے ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دی۔ اس اللہ سے ڈرو جس کے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو۔ اور رشتے ناطے توڑنے سے بھی بچو۔ بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔

۱۲-۲۰ خدا نے انسان کو کیوں پیدا کیا ہے؟

مُنڈک اُپنیشد (۱:۲:۱۲)

परीक्ष्य लोकान् । (मृण्डक उपनिषद १:२:१२)

اس دنیا میں انسان کی زندگی ایک امتحان ہے۔

بائبل Exodus (۱۶:۴)

The Lord said to Moses, "Now I am going to cause food to rain down from the sky for all of you. The people must go out every day and gather enough for that day. In this way I can test them to find out if they will follow my instructions (Whether they will walk in my law, or no). (Exodus 16:4)

(خدا نے موسیٰ سے کہا) اب میں تم سب کے لئے رزق آسمان سے برساؤں گا۔ تو تم لوگ اپنی غذا ہر روز جمع کر لیا کرو۔ اس طرح میں تمہارا امتحان لوں گا کہ کون میرے حکموں پر چلتا ہے۔

قرآن مجید (سورۃ الملک آیت نمبر ۲)

اسی نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تا کہ تمہاری آزمائش کرے کہ تم میں کون اچھے کام کرتا ہے۔ اور وہ زبردست بخشنے والا ہے۔

۱۳۔۲۰ خدا نے اس کائنات کو کس لئے پیدا کیا؟

اتھر وید (20:105:3)

इती ऊती वो अजरं प्रहेतारंमप्रहितम । (अथर्ववेद २०:१०५.३)

اس کائنات کو ایشور نے انسان کے خدمت کے لئے پیدا کیا ہے اور انسان کو خدا کی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔

بائبل (Genesis 01:28)

blessed them, and said, "Have many children, so that your dscendants will live all over the earth and bring it under their control. I am putting you in charge of the fish, the birds, all the wild animals and over every living thing that moveth upon the earth. (Genesis 01:28)

خدا نے ان پر رحمت کی اور فرمایا، "تمہاری کثیر تعداد میں اولادیں ہوں تاکہ تمہاری نسلیں ساری دنیا میں آباد ہوں اور حکومت کریں۔ میں تم کو مچھلیوں پر پرندوں پر، جنگلی جانوروں پر اور زمین پر چلنے والی ساری مخلوق پر سبقت دیتا ہوں"۔

قرآن مجید (سورۃ ابراہیم آیت نمبر ۳۲)

خدا ہی تو ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ اور آسمان سے مینہ برسایا۔ پھر اس سے تمہارے کھانے کے لئے پھل پیدا کئے۔ اور کشتیوں اور جہازوں کو تمہارے زیر فرمان کیا تاکہ دریا اور سمندر میں اسکے حکم سے چلیں اور نہروں کو بھی تمہارے زیر فرمان کیا۔

۲۰۔۱۴ خدا امتحان کس طرح لے گا۔

بھگوت گیتا (۸:۲۶)

गतिर्भर्ता प्रभुः साक्षी निवासः शरणं सुहृत् ।
प्रभवः प्रलयः स्थानं निधानं बीजमव्ययम् ।। (भगवद गीता ६:१८)

میرے ذریعے ویدوں میں بھی (مرنے کے بعد) اس دنیا سے (جانے کے لئے دو) راستے (بتائے گئے ہیں)۔ ان دونوں راستوں میں بے شک ایک ''روشنی کا راستہ'' ہے اور دوسرا ''تاریکی کا راستہ'' ہے۔ ایک راستہ (پیدائش اور موت کی بار بار) واپسی یا گردش نہ ہونے والے (جنّت کے) مقام کی طرف جاتا ہے اور دوسرا (تاریکی کا راستہ ہے جو کہ) بار بار (پیدائش اور موت کی) واپسی یا گردش والے (جہنم کے) مقام کی طرف جاتا ہے۔

بائبل (۳۰:۱۹)

I am now giving you the choice between life and death, between God's blessing and God's curs, and I call heaven and earth to witness the choice you make. Choose life.

(Deuteronuomy 30:19)

(خدا نے کہا) اب میں تم کو دو راستوں میں کسی ایک کو چننے کا اختیار دیتا ہوں۔ آسمان اور زمین تمہارے اعمال کے گواہ ہوں گے۔ تم زندگی کو چُن سکتے ہو اور موت کو بھی (یعنی ایسے اعمال اختیار کرو جس سے زندگی میں برکت ہو۔ یہ ایسے اعمال کرو جس سے موت واقع ہو جیسے جنگ فساد نشہ کا استعمال وغیرہ۔ زندگی کو اختیار کرنا برکتیں لائے گا۔ اور موت کو چننا لعنت لائے گا۔ زندگی کو چنو تا کہ تمہاری نسلوں میں برکتیں ہو۔

قرآن مجید (سورۃ بلد آیت نمبر ۱۰)

بھلا ہم نے انسان کو دو آنکھیں نہیں دی۔ اور زبان اور دو ہونٹ نہیں دئے۔ یہ چیزیں بھی دی اور اس کو خیر و شر کے راستے بھی دکھا دیئے۔

۱۵۔۲۰ کیا انسان مرنے کے بعد پھر زندہ ہوگا؟

بھگوت گیتا (۹:۷)

सर्वभूतानि कौन्तेय प्रकृतिं यान्ति मामिकाम् ।
कल्पक्षये पुनस्तानि कल्पोदौ विसृजाम्यहम् ।। (भगवद गीता ९:७)

اے کنتی کے بیٹے (ارجن)! میں نے کائنات کی شروعات میں ان تمام انسانوں کو تخلیق کیا ہے اور کائنات کے خاتمے یعنی قیامت کے وقت میری مرضی سے خدائی قدرت کے ذریعے تمام انسان دوبارہ (اٹھائے) جائیں گے۔

بائبل (۵:۲۸:۲۹) John

Do not be surprised at this; the name is coming when all the dead will hear his voice and come out of their graves: those who have done good will rise and live, and those who have done evil will rise and be condemned. (John 05:28-29)

اس حقیقت سے حیران نہ ہو جاؤ کہ وہ وقت قریب آ رہا ہے جب مردے خدا کا حکم سُنیں گے اور قبروں سے باہر آ جائیں گے۔ پھر جنھوں نے عملِ صالح کیا ہوگا انھیں آخرت میں ہمیشہ کی آرام کی زندگی ملے گی۔ اور جنھوں نے اعمال بد کئے ہوں گے انھیں آخرت میں سزا ملے گی۔

قرآن مجید (سورۃ الانعام آیت نمبر ۱۲)

جو کافر ہیں ان کا اعتقاد ہے کہ دوبارہ ہرگز نہیں اٹھائے جائیں گے۔ کہہ دو کہ ہاں ہاں میرے پروردگار کی قسم تم ضرور اٹھائے جاؤ گے۔ پھر جو جو کام تم کرتے ہو وہ تمہیں بتائے جائیں گے۔ اور یہ بات خدا کے لئے آسان ہے۔

۱۶۔۲۰ پھر اٹھائے جانے کے بعد کیا ہوگا؟

بھگوت گیتا (۱۴:۱۶)

कर्मणः सुकृतस्याहुः सात्विकं निर्मलं फलम् ।
रजसस्तु फलं दुःखमज्ञानं तमसः फलम् ।। (भगवद गीता १४:१६)

(کرشن نے کہا، خدا) یہ کہہ رہا ہے کہ نیکی کی صفت کے ذریعے (ایمان کے ساتھ) اچھے اعمال یعنی اعمالِ صالح انجام پاتے ہیں (اور ان اعمالِ صالح کا) اجر بھی پاک ہوتا ہے۔ لیکن بدی کی صفت (پر مبنی کاموں کا) نتیجہ اور اجر تکلیف وہ ہوتا ہے اور گمراہی کی صفت سے تحریک پا کر (کئے گئے کاموں کا) نتیجہ جہالت ہوتا ہے۔

بائبل (۱۲:۱۴) Ecclesiastes

For God shall bring every work into judgement, with every secret thing, whether it be good, or whether it be evil. (Ecclesiastes 12:14)

خدا ہر چھپے ہوئے عمل کو ظاہر کرے گا چاہے وہ نیک ہو یا بد اور پھر ان اعمال کے مطابق فیصلہ کرے گا۔

قرآن مجید (سورۃ زلزال آیت نمبر ۸۔۷)

تو جس نے ذرہ بھر بھی نیکی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا۔ اور جس نے ذرا بھر برائی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا۔

۱۷۔۲۰ عملِ صالح کرنے والا انسان اس دنیا میں سکھ پائے گا۔

بھگوت گیتا (۹:۲۲)

अनन्याश्चिन्तयन्तो मां ये जनाः पर्युपासते।
तेषां नित्याभियुक्तानां योगक्षेमं वहाम्यहम् ।। (भगवद गीता ९:२२)

جوانسان کسی اور (مخلوق یا دیوتا) کو خیال میں لائے بغیر مجھ ایک خدا کی مکمل طور پر عبادت کرتے ہیں۔ان صبر کے ساتھ عبادت میں لگے ہوئے لوگوں کی ضروریات کو پورا کرنے کی اوران کے جان و مال کی حفاظت کی ذمہ داری میں لے کر چلتا ہوں۔

بائبل (۲:۴۔۲۸) Deuteronomy

Obey the LORD your God and all these blessing will be yours: The LORD will bless your towns and your fields. The LORD will bless you with many children, with abundant crops, and with many cattle and sheep. (Deuteronuomy 28:2 to 4)

خدا کے احکام پر عمل کروتو وہ تمہیں تمام نعمتیں عطا کرے گا۔وہ تمہارے شہروں کھیتوں پر برکتیں نازل کرے گا۔وہ تمہیں اولاد سے نوازے گا۔اور بے انتہا اناج اور مویشی دے گا۔

قرآن مجید (سورۃ النمل آیت نمبر ۹۷)

جو شخص نیک اعمال کرے گا مرد ہو یا عورت وہ مومن بھی ہوگا تو ہم اسکو دنیا میں پاک اور آرام کی زندگی سے زندہ رکھیں گے اور آخرت میں ان کے اعمال کا نہایت اچھا صلہ دیں گے۔

۱۸۔۲۰ عملِ صالح کرنے والا جنّت میں ہمیشہ کی زندگی اور عیش و آرام پائے گا۔

بھگوت گیتا (۹:۲۰)

त्रैविद्या मां सोमपाः पूतपापा यज्ञैरिष्ट्वा स्वर्गतिं प्रार्थयन्ते।
ते पुण्यमासाद्य सुरेन्द्रलोकम् अश्नन्ति दिव्यान्दिवि देवभोगान् ।। (भगवद गीता ९:२०)

جولوگ تینوں ویدوں میں بتائے گئے جنّت میں ملنے والے جامِ کوثر کو پینے کے لیے اور جنّت کی منزلِ حیات کو پانے کے لئے دعا کرتے ہیں وہ لوگ دنیا میں گناہوں سے پاک ہوکر اعمالِ صالح کرتے ہوئے صرف میری عبادت کرتے ہیں اور پھر نیک اعمال کے صلے کے طور پر جنّت میں فرشتوں یعنی دیوتاؤں کے عالم میں بادشاہوں کی طرح دیوتاؤں (فرشتوں) کے ذریعے دی گئی عیش و آرام کی چیزوں سے روحانی لطف اٹھاتے ہیں۔

اِنجیل (۲۰:۳۶) Luke

They will be like angels and cannot die. They are the children of God, because they have risen from death. (Luke 20:36)

(آخرت میں پھر) انھیں موت نہیں آئے گی اور آخرت میں خدا ان سے ایسے محبت کرے گا جیسے کوئی اپنے بچوں سے کرتا ہے۔

قرآن مجید (سورۃ الطلاق آیت نمبر ۹)

جس دن وہ تم کو اکٹھا ہونے یعنی قیامت کے دن اکٹھا کرے گا وہ نقصان اٹھانے کا دن ہے۔ اور جو شخص خدا پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے وہ اس سے اس کی برائیاں دور کردے گا اور باغاتِ بہشت میں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں داخل کرے گا۔ ہمیشہ ان میں رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے۔

۱۹۔۲۰ صراطِ مستقیم سے بھٹکا ہوا گنہگار اس دنیا میں بھی تکلیف اٹھائے گا۔

بھگوت گیتا (۴:۳۱،۴:۴۰)

नायं लोको ऽस्त्यज्ञस्य कुतो ऽन्यः कुरूसत्तम ।। (भगवद गीता ४:३१)

अज्ञश्चाश्रद्दधानश्च संशयात्मा विनश्चति ।

नायं लोको ऽस्ति न परो न सुखं संशयात्मनः ।। (भगवद गीता ४:४०)

اے کُرُ خاندان میں عظیم (ارجن)! ایک خدا کی خوشنودی کے لئے اعمالِ صالح نہ کرنے والوں کو اس دنیا میں (سکون) نہیں ہے۔تو پھر اس آخرت کی دوسری زندگی میں انہیں کہاں سے سکون ملے گا؟

ایک خدا پر ایمان نہ رکھنے والا کافر اور جاہل اور خدا سے متعلق شک کرنے والا انسان جہنم میں گر جائے گا۔اس شکّی انسان کو نہ تو اس دنیا میں اور نہ ہی اِس دنیا سے پرے والی (آخرت کی زندگی) میں (غرض کہ کہیں بھی سکون) نہیں ہے۔

بائبل Deuteronuomy 28:15-16

The Consequences of Disobedience

But if you disobey the LORD your God and do not faithfully keep all his commands and laws that I am giving you today, all these evil things will happen to you: "The LORD will curse your towns and your fields. (Deuteronuomy 28:15-16)

(حضرت موسیٰؑ نے کہا) میں خدا کے جو احکام تم کو دے رہا ہوں اگر تم اس پر عمل نہیں کرو گے اور خدا کی نافرمانی کرو گے۔تو بہت سی برائیاں تمہارے ساتھ ہونے لگیں گی اور خدا تمہارے شہروں پر اور تمہارے کھیتوں پر قہر نازل کرے گا۔

قرآن مجید (سورۃ البقرہ آیت نمبر ۸۵)

تم کتاب خدا کے بعض احکام کو تو مانتے ہو اور بعض سے انکار کئے دیتے ہو تو جو تم میں ایسی حرکت کریں ان کی سزا اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ دنیا کی زندگی میں تو رسوائی ہو اور قیامت کے دن سخت سے سخت عذاب میں ڈال دئے جائیں۔

سورۃ السجدہ آیت نمبر ۳۲

اور ہم انکو قیامت کے برے عذاب کے سوا عذاب دنیا کا بھی مزہ چکھائیں گے شاید ہماری طرف لوٹ آئیں۔

۲۰۔۲۰ گنہگار انسان جہنم میں ہمیشہ سزا پاتا رہے گا اور اسے کبھی موت نہیں آئے گی۔

بھگوت گیتا (۱:۴۳)

उत्सन्नकुलधर्माणां मनुष्याणां जनार्दन।
नरकेऽनियतं वासो भवतीत्यनुशुश्रुम।। (भगवद गीता १:४३)

اے جناردن (کرشن)! جن انسان کی امتوں کا دین برباد ہو جاتا ہے۔ (ان انسان کا) ٹھکانا ہمیشہ ہمیش کیلئے جہنم ہو جاتا ہے۔ ایسا میں نے ویدوں کا علم سلسلہ بہ سلسلہ پہنچانے والے علماء سے سنا ہے۔

بائبل (۹:۶) Revelation

And in those days shall men seek death, and shall not find it, and shall desire to die, and death shall flee from them. (Revelation 9:6)

(اور جہنم میں) وہ موت کی تلاش کریں گے مگر موت ان کو نہ ملے گی۔ وہ مرنے کی خواہش کریں گے مگر وہ ان سے دور بھاگے گی۔

قرآن مجید (سورۃ الزمر آیت نمبر ۷۲)

کہا جائے کہ دوزخ کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ ہمیشہ اس میں رہو گے تکبر کرنے والوں کا بُرا ٹھکانا ہے۔

ان بیس سوالات اور جوابات کے بعد سید محمد ذوالفقار صاحب اپنی کتاب میں لکھتے ہیں۔

خالق کی عبادت کرو مخلوق کی نہیں، سبھی مقدس شخصیتوں کی ہدایتوں پر عمل کرو۔

نوٹ: ان بیس سوالات کے جوابات سے توحید اور آخرت کا عقیدہ مدعو کے دل میں بس جاتا ہے۔ اور جو خدا کو ایک مانے گا اور آخرت پر یقین کرے گا وہ خود بہ خود صحیح مذہب کی تلاش کرے گا۔ اگر مدعو کو قرآن مجید پڑھنے کے لئے دیا جائے اور وہ اسے پڑھے بھی تو اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ جو خدا پر اور روزِ آخرت پر یقین رکھتا ہو، اسے نبی کریم ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے پر زندگی گزارنی چاہئے۔ اسی طرح مدعو میں رسالت کا عقیدہ اپنے آپ پختہ ہو جائے گا۔